

! اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

<https://www.zubinovelszone.com>

آن لائن ویب سائٹ آپکو پیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری
پوسٹ کرو ادا چاہتے ہیں تو ابھی اسی میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک چج اور اسی میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں
وہ اسی پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لینک پر کلک کرے

<https://wa.me/923444499420>

<https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10>

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کا پی کرنے سے گریز کیا جائے۔

<https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone>

مکمل ناول

منتظر عشقتِ ہستم

عربیشہ خان



مینوں بیٹا دروازہ کھولو دیکھو ایسے نہیں کرتے دادونارا ض"

"ہو جائیں گی

وہ کب سے منہ سمجھائے کمرے میں بند تھی نجانے وہ اتنی ضدی
کیوں تھی شاید یہ سب کے لاڈ پیار کا نتیجہ تھا جو وہ ہمیشہ چھوٹی
چھوٹی باتوں پر اپنی ناراضگی کا اظہار اس طرح سے کرتی تھی

"چلے جائیں بابا میں نہیں آؤں گی باہر"

نو سال کی چھوٹی سی مینوں کی چھوٹی سی ناک غصے سے لال ہو چکی
تھی آخر سب کس طرح اس کی خواہش کو نظر انداز کر رہے تھے
مگر اس نے بھی عہد کر لیا تھا وہ اپنی بات منوائے بنائے کبھی باہر نہیں

آئے گی

مینو بیٹا... دیکھو کھانے پر سب تمہارا انتظار کر رہے ہیں... دیکھو"

"ضد چھوڑ دو اور نجے آجائے

صدیق صاحب کی بات کو انور کرتے ہوئے وہ اپنا منہ تکیئے میں
چھپا گئی تھی وہ اس کے ترے لے کر کے جب تھک گئے تو سیڑھیاں

اتر تے ہوئے ڈائیننگ ہال میں داخل ہوئے جہاں سب ان کے
منتظر تھے

"کیا ہوا صدق میاں؟؟ کیا مان گئی تمہاری لاڈلی بیٹی؟؟"

زینبیگم نے اپنی چھڑی پر زور دیتے ہوئے ان پر تنز کیا جس پر
انہوں نے نظریں جھکالیں

"... اپنی کرسی پر آ کر بیٹھو میاں اور بسم اللہ کرو"

وہ سختی سے کہتی ہوئیں اپنا کھانا شروع کرنے لگیں

انہوں نے جیسے ہی پہلا لقمه لیا ساتھ ہی ڈائیننگ پر موجود لوگوں
نے کھانا شروع کر دیا مگر وہ جو کب سے اس کے انتظار میں بیٹھا تھا
وہ غصے سے اپنی کرسی سے اٹھتا ہوا ڈائیننگ ہال سے باہر چلا گیا مگر

کسی کی ہمت نہ تھی اس دس سالا پچے کو روکنے کی زلیخا بیگم نے ایک افسوس بھری نگاہ اپنے لاد لے پوتے پڑالی اور سر جھکا گئیں

وہ گرمیوں کی اس خوبصورت سی شام میں اپنے گارڈن میں موجود جھولے پر آنکھیں بند کئے بیٹھا سکون کی تلاش میں تھا مگر لمبے لمبے اس کا غصہ برپتا جا رہا تھا وہ تھا تو بہت چھوٹا مگر اس کی شخصیت میں ایک الگ ہی رعب تھا بڑے بڑے آدمی اس سے بات کرنے سے کتراتے تھے

"کیوں... آخر کیوں وہ ہمیشہ میرے ساتھ ایسے پیش آتی ہے..."
کیا میں اسے اتنا برا لگتا ہوں... میں بھی تو اس کی اتنی باتیں مانتا
" ہوں تو پھر وہ میری ایک بات بھی کیوں نہیں مانتی

وہ سختی سے کہتا ہوا مٹھیاں بھینچ گیا تھا

وہ کہتی ہے اگر میں نے اس کی بات نہ مانی تو وہ مجھ سے دور چلی"

جائے گی اس لئے میں اس کی تمام باتیں مانتا ہوں مگر پھر بھی وہ

"... مجھ سے دور جانا چاہتی ہے آخر کیوں

ہاتھ کام کابناتے ہوئے اس نے جھولے کی راڑ پر رسید کیا تھا جس

سے اس کا غصہ تو کم نہ ہوا مگر اس کے نازک سے ہاتھ سے خون

ضرور سنے لگا تھا

"زارو... یہ... یہ آپ کے ہاتھ کو کیا ہوا ہے"

زویا بھاگتی ہوئی اس کے قریب آئی جب وہ سخت ناگواری سے
اسے گھورتا ہوا ہاتھ کے اشارے سے وہی رکنے کا کہنے لگا اس کے
قدم وہیں ٹھہر گئے تھے جبکہ آنکھوں سے آنسوں جاری تھے

میں نے کتنی بار کہا ہے مجھے سائیں سردار کہہ کر پکارا کرو... سمجھو"
"نہیں آتی تمہیں؟؟

وہ غصے سے وہاں سے اٹھتا ہوا اس کے برابر سے کہہ کر چلا گیا یہ تو
وہ بھی جانتی تھی کہ اسے صرف مینو کے منہ سے اپنانام سننا پسند
ہے وہ جل بھن کر جھولے پر جا بیٹھی تھی بڑی بے دردی سے
آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے وہ مینو کو برا بھلا کہہ کر اپنے دل
کی بھڑاس نکالنے لگی

پتا نہیں یہاں سب کو کتنی بار بتانا پڑھتا ہے مجھے سائیں سردار"

"کہیں... کسی کو سمجھ ہی نہیں آتا

وہ جو غصے سے سیرھیاں عبور کرتا ہوا اپنے کمرے کی جانب جا رہا
تھا جبکہ ہاتھ سے خون اب بھی بہہ رہا تھا مینو کے کمرے سے آتی
چینخوں کی آواز پر وہ ڈر اتھا اسے لگا تھا جیسے اس کا دل بند ہو جائے

گا

"... مینو کیا ہوا تمہیں... دروازہ کھولو پلیز ز"

ایک سینڈنہ لگا تھا اس کی آنکھوں سے آنسوں بہنے میں وہ پاگلوں
کی طرح دروازہ پیٹ رہا تھا

مینو پلیز زدروازہ کھولو آئی سو ویر میں تمہیں امریکا جانے سے "نہیں روکوں گا میں تمہیں اجازت دیتا ہوں تم وہاں جا کے اپنی "اسٹری کر سکتی ہو... پلیز رزاب تو دروازہ کھولو

وہ اس وقت اپنے کمرے میں بستر پر موجود تھا اس کا پورا جسم لپینے سے شرابور ہو چکا تھا وہ مسلسل چینخ رہا تھا "... مینو پلیز زدروازہ کھولو مینو" اس کا پورا وجود بخار سے ٹوٹ رہا تھا وہ درد سے تڑپ رہا تھا "... مینو... مینو"

"Miinu please open the door..."

"سائیں سردار... آنکھیں کھولیں سائیں کیا ہوا ہے آپ کو؟؟؟"

گھر کی سب سے پرانی ملازمہ ہاتھ میں کھانے کی ٹڑے اور کچھ
دوا بیاں لئے اس کے کمرے میں داخل ہوئی مگر وہ اب تک اس
برے خواب میں الجھا ہوا تھا
اماں سائیں... دیکھیں سائیں سردار کی طبیعت بگڑتی جا رہی رہی"

" ہے
اس کے کانپے وجود کو دیکھ کر وہ پریشان ہوئی تھیں ان کی آواز
سننے ہی اماں سائیں گھبرا تی ہوئی کمرے کی طرف آئیں
ویسے تو اس کا کمرہ اوپر تھا کیونکہ زیبنا بیگم کے لئے ویل چیئر سمیت
سیڑھیاں عبور کرنا ناممکن تھا اس لئے اسے کچھ دنوں نیچے والے
کمرے میں شفت کیا گیا تھا تاکہ وہ اس کے کمرے میں آسانی سے
آتی جاتی رہیں

کیا ہوا ہا جرہ ؟ کیوں شور مچا ہی ہو کیا ہوا ہے میرے بیٹے "

" کو ؟ ؟

انہوں نے سخت لمحے سے کہا جس پر ملازمہ نے ادب سے نظریں

جھکائیں

اماں سائیں ... سائیں سردار پھر سے نیند میں کچھ بول رہے " "

" ... تھے

ہا جرہ کی بات پر وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی

" ... وہ چھوٹی بی بی کا نام " "

" بس ... ! یہ کھانا یہی میز پر رکھو اور تم جاؤ سکتی ہو " "

وہ سختی سے کہتی ہوئیں ہاتھ سے دروازے کی جانب اشارہ کرنے لگیں جس پر ملازمہ ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے وہاں سے چلی گئی اس کے جاتے ہی وہ ویل چیسر چلاتی ہوئیں اس کے سرہانے آئیں اور ماتھے پر ہاتھ رکھنے لگیں بخار اب بھی اتنا ہی تیز تھا

نجانے کیوں اس لڑکی نے میرے بیٹے کی زندگی کا تماشا بنار کھا"

" ہے
ایک سخت نگاہ سامنے دیوار پر لگی تصویر پر ڈالتی ہوئیں وہ مٹھیاں بھینچ گئی تھیں مگر تب ہی اس نے آنکھیں کھولیں تھیں

"...اماں سائیں "

وہ اٹھنے کی کوشش میں تھا مگر اس کے ہاتھ پر لگا زخم جو ٹیسیں مار رہا تھا وہ تڑپ کرو اپس بستر پر جا گا
نہ میرے پچے... ابھی تمہارا یہاں سے اٹھنا تمہاری صحت کے"
"لیے ٹھیک نہیں ہے کچھ وقت اور آرام کرو
انہوں نے اس کے ماتھے پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا
مگر سامنے لیٹے وجود کے چہرے پر بکھری پریشانی وہ بآسانی سمجھ
چکی تھیں

تم کیوں پریشان ہوتے ہو؟؟ میں وقت پر ڈرائیور کو بھیج دوں"
"گی اسے لینے

ز لینا بیگم کی بات پر وہ نا سمجھی سے انہیں دیکھنے لگا وہ اس وقت
شرط لیز تھا اس کے بازوں پر لگی گولی کے مقام سے خون رنسنے
لگا تھا

"اماں سائیں آپ ڈرائیور کونہ بھیجیں... میں خود... خودا سے لینے"

"جاوں گا"

زارون نے بڑی مشکل سے اٹھ کر بیڈ کراوں سے ٹیک لگایا جب
ان کی نظر اس کے بازوں پر گئی وہ تڑپ کر رہ گئیں
زارو... دیکھو تمہارا زخم اب بھی گہرہ ہے... ایسے میں کس"
"طرح تم حویلی سے باہر جاؤ گے ؟؟"

"اماں سائیں میں ٹھیک ہوں یہ تو بس ایک چھوٹا ساز خم ہے"

انہیں پتا تھا وہ انہتہا کا ضدی نواب جب ضد پر آجائے تو اسے کوئی
نہیں منا سکتا تھا وہ اس کے سامنے ہار مانتی ہوئیں سر جھکا گئیں

"ٹھیک ہے تم ابھی مر ہم پڑی کروالو، شام کو ڈرائیور تمہارے"

"ساتھ جائے گا اور گارڈز بھی ساتھ لے کر جانا

اماں سائیں نے سنجیدگی سے کہا

نہیں اماں سائیں میں خود ڈرائیور کر کے جاؤں گا اور مجھے گارڈز"

"کی بلکل ضرورت نہیں

وہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی تھیں آخر وہ کس قدر بہادر
شخصیت کا مالک تھا دو دن پہلے جو کچھ اس کے ساتھ ہوا تھا شاید

اگر کسی اور کے ساتھ ہوتا تو وہ کبھی اپنے کمرے سے بھی باہر نہ
جاتا

مگر سائیں تمہاری جان کو خطرہ ہے... تم جانتے ہونہ مخالفین تم"
"پر نظر رکھے ہوئے ہیں کبھی بھی کچھ بھی کر سکتے ہیں وہ لوگ
زیل نخابیگم نے فکر مندی سے کہا

اماں سائیں کچھ بھی نہیں ہو گا میرا وعدہ ہے آپ سے، میں صحیح"
سلامت حوالی واپس آجائوں گا پھر جب تک آپ کی اجازت نہ
"ملے باقی کہیں بھی نہیں جاؤں گا
زاروں نہ آخر اپنی بات منواہی لی تھی وہ اثبات میں سر ہلاۓ
خاموش ہو گئی تھیں

انہیں ڈر تھا کہیں پھر سے کوئی ان کے لاد لے فرزند کو کچھ نہ
کر دے وہ اس پوری حوالی کی شان تھا اگر اسے ایک تنکا بھی چب
جاتا تھا تو پورے گاؤں کے لوگ کھانا پینا چھوڑ دیتے تھے کیونکہ وہ
اپنے سردار سے بے انتہا محبت کرتے تھے وہ اپنے سردار پر جان
قربان کرنے کے لیے تیار رہتے تھے

میں شفیق سے کہہ کر مرہم پٹی والے کو اندر بھجواتی ہوں اور"
"تمہارے لئے ہلدی والا دودھ بھی بھیجتی ہوں
وہ اپنی بات مکمل کر کے وہاں سے چلی گئی تھیں مگر وہ سامنے دیوار
پر لگی تصویر کو مسلسل دیکھا جا رہا تھا

"...تو انتظار تمام ہوا"

اس درد میں بھی اس کے لبوں پر مسکراہٹ بکھرنے لگی تھی مگر
اس کے یہ الفاظ سن کر دروازے کے باہر کھڑا وجود جل بھن گیا
تھا



"آہ واط دا ہیل؟؟ آریو بلا سند؟؟"

وہ جو کافی کاڈ سپاپبل کپ لئے فون کال پر مصروف بناد کیجھے چلتی
ہوئی ائیر پورٹ سے باہر کو آرہی تھی سامنے سے آتے شخص سے
ٹکر اکر اس پر برس پڑی کیونکہ کافی اس کے برینڈ ڈشوز پر گرچکی
تھی

" بلا سند میں نہیں آپ ہو"

اس شخص نے ایبر و کاز اویہ بناتے ہوئے کہا اور وہاں سے جانے لگا
شاید وہ کوئی عام شخص تھا مگر تب ہی ایمان نے پچھے سے اس کی
شرط کا کالر پکڑ کر اسے سامنے دھکیلا جس پر وہ نا سمجھی سے اسے
دیکھنے لگا

"کیا کہا میں اندھی ہوں ؟؟"

وہ غصے سے آگ بگولہ ہونے لگی تھی اس کی آواز پر آس پاس کے
لوگ ان کی طرف متوجہ ہونے لگے تھے

تم جانتے بھی ہو میں ہوں کون؟؟؟ ایمان علی نام ہے میرا..."

سینڈز کے اندر اندر تمہیں اس دنیاۓ فانی سے رخصت کرو سکتی

"... ہوں میں"

وہ انگلی کے اشارے سے اسے دھمکی دینے لگی جس پر سارے ہی لوگ جمع ہو گئے جبکہ وہ عام سالٹر کا سب کو اپنی طرف متوجہ دیکھ

کر نظریں جھکا گیا

"... سوری بولو ہنی کو"

اس کا گارڈ جو اس کا سامان لیے پچھے کھڑا تھا اس سامنے اکٹا س لٹر کے کو آنکھیں دکھانے لگا

"... سنانہیں تم نے؟؟ سوری بولو میدم کو"

وہ گارڈ پھر سے دھاڑا جس پر سامنے کھڑا کم عمر لڑکا ناچاہتے ہوئے
بھی مجبور ہو گیا

"معاف کر دیں غلطی ہو گئی"

"اگر میں معاف نہ کروں تو؟؟؟"

ایمان کے چہرے پر ایک شیطانی مسکراہٹ نمودار ہوئی جس پر وہ
ناسمححی سے اسے دیکھنے لگا

"تو جو آپ کہیں گی وہ کروں گا"

"گلڈ... پیرا سے کوئی صاف کپڑا لا کر دو"

ایمان کی بات پر اس کے گارڈ جس کا نام تو پاشا تھا مگر وہ اسے پیڑ
کہتی تھی وہ اپنی جیب سے ایک سفید رومال نکال کر اس لڑکے کی
جانب بڑھانے لگا جسے وہ نا سمجھی سے تھامے کھڑا ہوا

"میرے جو تے صاف کرو"

ایمان کے کہنے پر وہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگا
"سن انہیں تم نے میں نے کیا کہا؟؟ میرے جو تے صاف کرو"
وہ آنکھیں دکھاتی ہوئی چلائی تھی جس پر وہ کم عمر لڑکا ناچاہتے
ہوئے بھی گھٹھنوں کے بل بیٹھ کر اس کے شوز پر گری کافی
صاف کرنے لگا

"گلڈ... اس کام میں بہت ماہر لگتے ہو"

وہ اپنے پرس سے ہزار کے نوٹ نکال کر اس کے اوپر گراتے
ہوئے گھمنڈی انداز میں کہنے لگی جس پر وہ لڑکا جس کی آنکھوں
میں نمی تھی اسے دیکھنے لگا

"چلو پیڑا ب یہ اپنی اوقات کبھی بھی نہیں بھولے گا"

ایمان نے اس کے گھٹھنے پر اپنا جوتا رکھ کر مسلتے ہوئے کہا اور وہاں
سے آگے بڑھ گئی وہ لڑکا ضبط کئے کھڑا ہوا اور زمین پر پڑے
نوٹوں کو نظر انداز کرتا ہوا اپنے کام میں مصروف ہو گیا

ایمان اپنے کئے گئے عمل پر خود کر فخر محسوس کر رہی تھی اس
بات سے انجان کے کسی نے اس کے اس عمل پر سخت ناگواری
سے اسے گھورا تھا



"پاکستان آئی ہوں تم سے نہ ملوں ایسا ہو سکتا ہے... ہاں ہاں ضرور

کالی گھنے کمر تک آتے سلکی بال جو آزاد کئے ہوئے تھے سرخ و سفید رنگت بڑی بڑی ہلکی براون پر کشش آنکھیں، پنکھڑی جیسے نازک گلابی ہونٹ، چھوٹی سی کھڑی ناک وہ تھیکے نقوش کی مالک تھی

جبکہ حلیہ اس کا کچھ یوں تھا کہ ٹائٹ سی بلو اسٹریجیبل جیس جس کے ساتھ وائٹ گلر کی گھنٹوں سے اوپر تک آتی شرط برینڈڈ

شوز ایک ہاتھ میں پر س دوسرے میں موبائل مگر ڈوپٹہ نام کی
کوئی شے اسکے پاس نہ تھی

"...سلام چھوٹی بی بی"
حوالی کوڈ رائیور کو پہچاننے میں اسے زیادہ دیر نہ لگی تھی کیونکہ
حوالی میں اسے سب اس ہی نام سے پکارتے تھے
کتنی بار کہا ہے مجھے یہ بی بی وغیرہ نہ بلا یا کرو خیر، میری گاڑی"
"کہاں ہے ؟ ؟
ایمان کی بات پر وہ نظریں جھکا گیا

"وہ چھوٹی بی بی وہاں کھڑی ہے"
"کیا تم حوالی کی گاڑی میں آئے ہو ؟ ؟"

ایمان نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے پوچھا جس پر اس نے ہاں

میں سر ہلایا

واتھ؟؟ میں نے بابا سے کہا بھی تھا میرے لئے الگ گاڑی"

"بھیجیں پھر آخر اتنے لوگ مجھے لینے کیوں آئے ہیں؟؟؟"

اس نے دیکھا تھا وہاں سے کچھ قدم کے فاصلے پر دو بڑی لینڈ
کروزر کھڑی تھیں جن میں ایک میں صرف گارڈز تھے جبکہ
دوسری میں آگے کوں تھا کچھ واضح دکھائی نہیں دے رہا تھا
زاروں کے منع کرنے پر بھی زلینخا بیگم نے گارڈز ساتھ بھیجتے تھے

ایمان نے کھسماتے ہوئے موبائل پر کال ملائی جب دوسری
طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو غصے سے پیر پٹختی ہوئی گاڑی کی

جانب بڑھنے لگی جبکہ ڈرائیور اور اس کا گارڈ اس کے پیچھے پیچھے
چل دیئے

وہ آنکھوں پر چشمہ لگائے فرنٹ سینٹ پر ضبط کئے بیٹھا اسے آتا
دیکھ رہا تھا وہ سخت غصے میں تھا وہ کس طرح کے کپڑے زیب تن
کی ہوتی تھی وہ بنا آگے پیچھے دیکھے بیک ڈر کھول کر پیچھے جا بیٹھی
جبکہ اس کا گارڈ باقی گارڈز کے ساتھ پیچھے والی گاڑی میں تھا

اسے اس بات کا علم تک نہ تھا اس کے اس عمل پر وہ کتنا ہرٹ ہوا
تھا زارون بننا کچھ کہے ڈرائیور کو اشارہ کرتے ہوئے خود گاڑی سے
اترا اور پیچھے کا دروازہ کھول کر پیچھے آبیٹھا وہ جو مو بائل پر
مصروف تھی اچانک سے کسی کو برابر آتا دیکھ کر ہٹ بڑاتے ہوئے

اچھل کر پرے ہوئی مگر جب نظر مخالف وجود پر گئی تو دیکھتی ہی
رہ گئی

وہ کلف کے کالے رنگ کے کرتا شلوار میں ملبوس پیروں میں
پیشاوری چپل، آنکھوں پر گلا سزر لگائے پر سکون انداز میں اس کے
برابر میں آبیٹھا جبکہ وہ سوالیہ نظروں سے اس شخص کو دیکھی
جاری تھی آخر کون تھا وہ شخص

"ایکس کیوز می؟؟؟"

"میں...؟؟؟"

ایمان نے سخت ناگواری سے اسے گھورتے ہوئے کہا جس پر وہ
اس کی طرف متوجہ ہوا

"ہو آریو؟؟"

ایمان کی بات پر وہ ایک اسٹائل سے آنکھوں پر سے گلاسز ہٹانے
لگا مگر جب گلاسز ہٹئے تو اسے اپنے بارے میں کچھ بھی بتانے کی

ضرورت نہ پڑی

وہ حیران کن انداز میں اسے دیکھی جا رہی تھی کیا یہ اس کا خواب
تھا یا پھر واقعی مخالف خوب رونجوان وہی شخص تھا جسے وہ کئی
سالوں پہلے یہاں پر روتا چھوڑ کر اپنے خواب پورے کرنے چلی
گئی تھی ایمان کی نظریں اس کے چہرے پر مرکوز تھیں وہ تو پلک
جھپکانا تک بھول گئی تھی

پر کشش سرخ و سفید رنگت چہرے پر سیاہ بیس رڈ ہلکے گلابی ہونٹ
بڑی بڑی پلکھیں اس کی پر کشش بھوری آنکھوں پر اپنا سایہ کئے
ہوئے تھیں جبکہ اس کے ترتیب سے سیٹ کئے گئے کالے سن
بال جواب آدھے ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے

وہ جتنا بچپن میں پیارا دکھتا تھا جوانی کے دنوں میں اس کا مطبوع
جسم اس کا صاف شفاف بے داغ چہرہ اور بھی زیادہ دلکش دکھائی
دیتا تھا اور پر سے اس کی بھوری آنکھیں اس کے کالے سن بال اور
چہرے پر بچتی ہوئی داڑھی وہ بآسانی ہر لڑکی کو اپنے سحر میں جکڑ
سکتا تھا

"امید ہے پہچان لیا ہو گا"

وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اسے ساکت کر گیا تھا وہ
جلدی سے چونک کر دور کھسکی وہ پہچان تو گئی تھی لیکن اسے یہ
بھی پتا تھا کہ اس کے ساتھ کس طرح سے پیش آنا ہے اس نے نفی
میں سر ہلا یا تو وہ تنزیر یہ مسکرا یا

کہ مرشد انہوں نے قسم کھائی ہوئی ہے ہماری تمام امیدوں کو"
"اپنے تلوے تلے روند نے کی

سنجدگی سے کہتا ہوا وہ بار بار اس کی نظر وہ کام رکن بن رہا تھا اس
کی نظر اس کے ایک ایک نقش پر تھی وہ آج بھی پہلے جیسی تھی
ترپی نظریں تھیکے نقوش آنکھیں میں غصہ پیشانی پر شکن بس
فرق صرف اتنا تھا وہ اب پہلے سے کئی زیادہ گھمنڈی ہو چکی تھی

"خیر میرا نام چو دھری زارون علی عرف سائیں سردار ہے"

زارون کے نام بتانے کے انداز سے ہی لگ رہا تھا وہ کس قدر

رعبدار شخصیت کا مالک تھا زارون کے اشارے پر ڈرائیور نے

گاڑی حولی کے راستے دوڑادی



"یہ؟؟ یہ گاڑی بیہاں کیوں روکی ہے؟؟"

گاڑی کو بوتیک پر رکتے ہوئے دیکھ کر ایمان کھسمسائی مجبوراً

اسے اس سے بات کرنی پڑی جو اسے آنکھیں چھوٹی کرتے گھور رہا

تھا

"کیونکہ ہم یہاں سے شوپنگ کرنے والے ہیں"
وہ کہتا ہوا ایک جھٹکے سے دروازہ کھول کر اترنے لگا
نہیں میرا ایسا کوئی مود نہیں اس وقت میں گھر جانا چاہتی"
"... ہوں"

ایمان نے اپنے بالوں کو سنوارتے ہوئے ایک اسٹائل سے کہا
جس پر وہ اس کی طرف دیکھنے لگا

"میں نے مر رضی پوچھی؟؟؟"
وہ سختی سے کہتا ہوا گاڑی سے اتر اجبکہ وہ اسے غصے سے گھورنے
لگی
کیا مطلب ہے اس بات کا؟؟ مجھ سے میری مر رضی پوچھے بناتم"
"یہاں شوپنگ کرنے لے آئے؟؟ آخر کیوں؟؟

"کیونکہ میں نہیں چاہتا آپ حویلی ایسے حلیے میں جاؤ"

وہ سختی سے کہتا ہوا اسے زہر ہی لگ رہا تھا

"ہمیں میں اس ہی حلیے میں وہاں جاؤں گی سمجھئے نہ تم؟؟؟"

اس نے ہمت نہ ہاری اور بول پڑی مگر ڈرائیور سمیت تمام گارڈز

اس کی ہمت پر حیران تھے آخر وہ کس کے سامنے اس طرح سے

پیش آر ہی تھی وہ شخص سردار تھا وہ رکا اور پلٹ کر اس کے

قریب آیا

اگر آپ واقعی ایسے حلیے میں حویلی جانا چاہتی ہو تو کنفرم بتادو"

تاکہ میں ابھی اس ہی وقت آپ کے واپسی کے ٹکٹ کروں

دوں... کیونکہ ایسے حلے میں آپ واپس امریکہ تو جا سکتی ہیں لیکن
"... حویلی نہیں"

وہ سخت لمحے سے کہتا ہوا اسے حیران کر گیا تھا
"کون روکے گا مجھے حویلی جانے سے؟؟؟"

وہ یک طرفہ مسکراہٹ لئے کہنے لگی تھی جب زارون نے ایک
نظر اسے دیکھا اور جواب دیتا ہوا ابو تیک کے اندر چلا گیا مجبوراً
اسے بھی ساتھ جانا پڑا

"افف بابا کہاں پھنسا دیا آپ نے مجھے"

اکھی وہ لوگ اندر آئے تھے جب زارون نے ڈیزائنر سے کہہ کر
ایمان کے لئے بہت خوبصورت سی کالے رنگ کی فرماں اور
جوڑی دار پاجامہ نکلوایا جسے وہ بڑی حیرت سے دیکھنے لگی

"میں یہ پہنؤں گی؟؟ اف اس میں تو بہت گرمی لگے گی"
وہ منہ بناتے ہوئے اپنی پریشانی بتانے لگی
میم یہ صرف دیکھنے میں ہیوی ہے آپ ایک بار ٹراۓ کریں"
"دین آئی ہو پ آپکو کمفر ٹیبل فیل ہو گا
ڈیزائنر گرل کی بات پر اثبات میں سر ہلاتی ہوئی وہ چینہنجنگ روم
میں چلی گئی

"...جی ہاں اماں سائیں ہم بس"

وہ کان پر فون لگائے ابھی مرڑا ہی تھا جب چینجنگ روم سے باہر
آتی ایمان پر نظر گئی تو جیسے ٹھہر گئی وہ کالے رنگ کی فراک
پا جائے اور سلیقے سے گلے میں ڈوپٹہ لئے بہت سلیقہ شعار لڑکی
معلوم ہو رہی تھی اس کے چہرے پر بکھری معصومیت وہ واقعی
کوئی شہزادی لگ رہی تھی



"کیا ٹھیک لگ رہا ہے مجھ پر"

وہ خود کلامی کرتے ہوئے مرر میں خود کو دیکھنے لگی جب زاروں
پچھے سے اس کا ڈوپٹہ اس کے سر پر سیٹ کرنے لگا ایمان نے
سوالیہ نظروں سے اس کی طرف رخ کیا

"اب ٹھیک ہے"

زارون کی بات پر وہ ترچھی نظر وہ سے اسے دیکھتی ہوئی وہاں
سے باہر چلی گئی جبکہ زارون پیمنٹ کرتا ہوا خود بھی باہر آگیا

ابھی آدھار استہ گزر اتحا جب زارون کو لگا جیسے ان پر کسی کی
نظریں مرکوز ہوں وہ گاڑی کے شیشے سے اطراف کا جائزہ لینے لگا
جہاں کچھ مشکوک سے لوگ انہیں گھور رہے تھے وہ سمجھ چکا تھا
یہ لوگ کون ہو سکتے ہیں

"ڈوپٹ سے اپنا چہرہ ڈھانپ لو"

دھمے لبھ میں کہتا ہوا وہ ایمان کو تپا گیا تھا وہ نا سمجھی سے اسے
گھورنے لگی

"صرف ہو یلی تک... اس کے بعد ہٹا لینا"

وہ اپنی الفاظ ادا کرتا ہوا سامنے نظریں جھکائے سیٹ سے لگے بیٹھ
گیا



"...اماں جان کو سلام کرنا نہ بھولنا"



گاڑی حومی کے میں گیٹ سے اندر انٹر ہوئی جب سب کھڑے
ہوئے ان کا استقبال کر رہے تھے ملازموں نے گاڑی پر پھول
برسا نے شروع کئے وہ عجیب و غریب نظر وں سے دیکھتی ہوئی
گاڑی سے باہر نکلی جب اماں جان کو سامنے دیل چیز پر دیکھ کر
رکی زاروں کی بات کو یاد کرتے ہی اس نے اماں جان کو پہچان لیا

"اسلام و علیکم"

وہ سرتاپیر اسے دیکھنے لگیں کیا ان کا اندازہ غلط نکلا تھا یا پھر یہ سب
کمال ان کے لاڈ لے پوتے زارون کا تھا انہوں نے دیکھا تھا
زارون اور ایمان دونوں کی جوڑی کا لے رنگ کے لباس میں
ایک ساتھ بہت بچ رہی تھی

"و علیکم السلام"

اماں سائیں نے سنجیدگی سے جواب دیا اور ویل چیز چلاتے ہوئے
اندر کو چلی گئیں جبکہ زارون نے اسے اندر چلنے کا اشارہ کیا

"بابا"

وہ صدیق صاحب سے گلے لگ کر رونے لگی انہوں نے اس کی
پیشائی پر اپنے لب رکھے
"کیسی ہو میری شہزادی مینو"

صدیق صاحب کی آنکھوں میں آنسوں آنے لگے پندرہ سال بعد
جو مل رہے تھے اپنی لاڈلی سے

میں ٹھیک بابا اور آپ آپ کو پتا ہے میں نے آپ کو کتنا مس " کیا
"میں نے بھی تمہیں بہت مس کیا میری جان"

انہوں نے اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھا تب ہی تمہینہ بیگم
چلتی ہوئیں اس کے قریب آئیں

ارے واهرے واه لڑکی کتنی بڑی ہوئی ہوا اور خوبصورت "ا

"... بھی

انہوں نے زبردستی اسے گلے لگایا جس پر وہ اپنے بابا کو سوالیہ
نظر وہ سے دیکھنے لگی

"ہائے مینو کیسی ہوتم ... پہچانا مجھے میں تمہاری کزن زویا"
ابھی اس کی تائی جان نے اسے بینچا ہوا تھا جب زویا جو اس وقت
مشرقی لباس میں ملبوس تھی اس کا بازوں پکڑے اس کے گلے لگی
ویسے کتنی اسماڑ ہو گئی ہونہ تم بچپن میں کیسی تھیں اور اب تو"
" بلکل ہی بدل گئی ہو
زویا نے اس کا مکمل جائزہ لیتے ہوئے کہا

ویسے مجھے تو لگا تھا کہ تم ویسٹرن اسٹائل میں آؤ گی... پتا ہے میں"

"بہت ایکسا سٹڈر تھی تمہیں ایسے لک میں دیکھنے کے لئے زویا کی بات پر تہمینہ بیگم نے اپر واچ کائیں

"ہیں؟؟ ویسٹرن اسٹائل؟؟ یہ کیا ہوتا ہے بھلمہ؟؟"

ارے امی جان ویسٹرن اسٹائل مطلب انگریزوں جیسے کپڑے"

"وہ جو باہر کے ملک میں انگریز لڑکیاں پہن کر گھومتی ہیں زاروں کو اس کی بات کرنے کی تون ایک آنکھ نہ بھائی تھی اس کی باتوں سے صاف ظاہر ہو رہا تھا وہ ایمان پر طنز کر رہی تھی ایمان اپنے بابا کی طرف نا سمجھی سے دیکھنے لگی

اوہ اچھا اچھا وہ ناز بیا کپڑے؟؟ توہہ توبہ اتنے ناز بیا کپڑے"

"ہماری حویلی کی لڑکی کیوں پہننے لگی بھلمہ

"یہاں نہ صحیح مگر وہاں تو پہننے ہوں گے... ہیں نہ ایمان؟؟؟"

زویا کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی جبکہ تمہینہ

بیگم توبہ توبہ کرتی ہوئیں پچھے ہو گئی تھیں صدیق صاحب نے

افسوس بھری نگاہوں سے ان ماں بیٹیوں کو دیکھا تھا

صدیق میاں اپنی صاحبزادی کو اس کے کمرے میں بھیج دو وہ"

"تھک چکی ہو گی

اماں سائیں کی بات پر سب پلٹے صدیق صاحب نے اثبات میں سر

ہلا یا

تھمینہ بیگم تم ہا جرہ کے ساتھ جا کے باور پی خانہ سنبھالو شام سر"

"پر ہے رات سے پہلے کھانا تیار ہو جانا چاہئے

اماں سائیں کی بات سن کر تھمینہ بیگم جو سرمه بھری آنکھوں سے
ایمان کو گھوری جا رہی تھیں کرنٹ کھا کر کچن کی طرف بھاگیں

سائیں زارون... شفیق کو کہہ کر اپناز خم ایک اور بارد کھالو اور"

اپنے کمرے میں جا کر کچھ دیر آرام کر لوا گرز یادہ درد ہو رہا ہے تو

"مر ہم پڑی کروالینا

اماں سائیں سنجیدگی سے کہنے لگیں ان کی بات سن کر ایمان کی
نظر زارون پر گئی مگر وہ کس زخم کی بات کر رہی تھیں یہ وہ سمجھنہ

پائی

"چلو مینو کمرے میں چلو"

صدیق صاحب ایمان کو اپنے ساتھ لے گئے وہ اس کی ڈریسنگ پہ
اب بھی حیران تھے کیونکہ انہیں پتا تھا وہ کس طرح کے مجاز کی
مالک ہے خیر انہوں نے اس سوچ کو یہی روک دیا جبکہ زویا وہیں
کھڑی کھڑی زاروں کو دیکھی جا رہی تھی جب اماں سائیں واپس

جاتے جاتے رکیں

تم یہاں کھڑی کھڑی کیا کر رہی ہو؟؟ باور پی خانے میں جا کے"

"ہاتھ بٹاؤ

اماں سائیں کے سخت لبھ سے گھبرا تے ہوئے وہ جلدی سے کچن
کی جانب بھاگی جبکہ زاروں بھی اپنے کمرے میں چلا گیا

★☆★☆★☆★☆★

ابھی وہ اپنے بالوں کو سکھا ہی رہی تھی جب اس کا دروازہ بجنا لگا

"آ جاؤ"

ایمان کی بات پر وہ جلدی سے اندر آئی

"مینو تمہارا سب کھانے پر انتظار کر رہے ہیں"

اس وقت ایمان نے صرف ٹائیڈ اور شارت شٹ پہنی ہوئی تھی

زویا سے سرتاپیر دیکھنے لگی

"اچھا میں آتی ہوں"

وہ ڈرائیر سائٹ میں رکھتی ہوئی کہنے لگی

"ویسے تم کون سا سوت پہننے والی ہو؟؟"

زویا کی بات پر وہ اس کی طرف دیکھنے لگی وہ اسے کوئی چیکو لٹر کی ہی

معلوم ہوتی تھی

"جو مجھے ٹھیک لگے پہن لوں گی"

ایمان نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا

"میں بتاؤ آج کھانے پر تم کو نساپ ہنگی؟؟؟"

ایمان ابھی اس کی بات سمجھتی ہی جب زویا اس کے وارڈر و ب

بھی گھس کر ڈریس نکالنے لگی ویسے تو ایمان کو اپنی پر سنل

چیزوں میں کسی اور کی مداخلت برداشت نہ تھی لیکن آج اس کا

یہاں پہلا دن تھا تو یہ سب تو برداشت کرنا، ہی تھا نہ اس لئے وہ

خاموش ہو گئی

"یہ لو یہ پہن لو... تم پر بہت اچھا لگے گا"

زویا نے لال رنگ کی گھٹھنوں تک آتی شرط اس کے ساتھ

ٹائٹ سی بلوجینز نکال کر اس کی طرف بڑھائی

"یہ...؟؟"

ہاں نہ یہی پہنہ تو تم پر اچھا لگے گا میں بھی تو دیکھوں کہ امیر کن"

"ڈر لیس میں تم کتنی پیاری لگتی ہوں گی

زویا اس کی طرف ڈر لیس بڑھا کر مسکرانے لگی جس پر جوا باً ایمان

بھی مسکراتی

اچھا چلو میں نیچے جاتی ہوں تم جلدی سے تیار ہو کر نیچے"

"آ جانا... او کے... اور ہاں کھلے بال اچھے لگتے ہیں تم پر

وہ کہتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی ایمان جلدی سے اپنے بالوں

کو سکھا کر ڈر لیس چلنچ کرنے کے غرض سے وار ڈروب والے

روم میں چلی گئی

"اب آئے گامزہ"

وہ اپنے شیطانی دماغ کے ساتھ فاتحانہ مسکراہٹ لئے مسکراتی
ہوئی سیر ھیوں سے نیچے چلی گئی



سب لوگ ڈائنسنگ ہال میں موجود تھے جب تمہینہ پیغم نے
شارے سے زویا کو اپنے پاس بلا�ا
" بتا کیا خبر ہے ؟ ؟ ؟ "

ارے ممی جی آپ پریشان ہی نہ ہوئیں اور بس دیکھتی جائیں پہلے " "دن ہی کیسا زلیل کرواتی ہوں میں اس ایمان کو
زویا اپنے مکرو چہرہ کے ساتھ مسکراتی

ہیں ایسا کیا کر کے آئی ہے تو؟؟ سن تجھ پر تو نام نہیں آئے گا"

"نہ؟؟؟"

ارے ممی جی کیا ہو گیا بھلہ زویاپر کوئی نام لگا سکتا ہے؟؟ بھول " گئیں آپ؟؟ پہلے بھی کتنے کھیل کھیلے ہیں میں نے بھلہ آج تک " میرا نام کہیں آیا؟؟ نہیں نہ تو بھلہ آج کیسے آئے گا زویا کی بات پر وہ اثبات میں سر ہلاتی ہو گئیں واپس باور پچی خانے چلی گئیں

زلینجا بیگم کے تین بیٹے تھے جن میں سے سب سے بڑے بیٹے چودھری بادشاہ علی تھے جن کا پیٹا زارون علی تھازارون کے بچپن میں ہی بادشاہ علی اور امرین بیگم کا ایک کارائیکسٹرنٹ میں

انتقال ہو گیا تھا تب زارون پانچ سال کا تھا تب سے اب تک اس کی پرورش زلینخابیگم نے خود کی تھی

زلینخابیگم کا دوسرا بیٹا چودھری اختر علی تھا ان کا بھی کچھ سالوں پہلے اپنے بڑے بھائی کی موت کے ایک سال بعد ہارت اٹیک سے انتقال ہو گیا تھا جن کی بیوہ تمہینہ بیگم تھیں ان کے دونوں بچے تھے ایک زویا تھی جوزارون کی ہم عمر تھی اور دوسرا ان کا بیٹا اصغر علی جوزارون سے ایک سال بڑا تھا زیادہ تر پڑھائی کی وجہ سے شہر سے باہر ہوتا تھا

صدق علی زلینخابیگم کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا جن کی بیوی پہلی ولادت کی وقت ہی دم توڑ گئی تھیں کبھی تو ایمان ان کی لادی

بیٹھی کیونکہ وہ گھر میں سب سے چھوٹی تھی اس لئے سب اس سے بہت پیار کرتے تھے

ایمان کے پیدا ہونے کے کچھ گھنٹوں بعد ہی اماں سائیں نے اسے زاروں کی دلہن کے طور پر مانگ لیا تھا تبھی تو ان کا رشتہ بچپن سے طے تھا بادشاہ علی کی وفات کے بعد گھر کے سارے اختیارات اور گاؤں کی پنچاپیت کے فیصلوں کے لئے زاروں کو حقدار بنایا گیا تھا

بچپن ہی سے سب اسے سردار سائیں کہہ کر پکارتے تھے اور اس کا پار حکم مانتے تھے وہ الگ بات تھی ایمان نے کبھی اس کا نہ تو کوئی حکم مانا ناہی اسے کبھی سائیں کہہ کر پکارا وہ واحد تھی پورے

گاؤں اور حویلی میں بھی جونہ صرف زارون کو نام لے کر مخاطب
کرتی تھی بلکہ اس پر اپنا حکم بھی چلاتی تھی

زارون دل کے ہاتھوں مجبور بچپن ہی سے اسے کھونے کے ڈر
سے اس کا ہر حکم مانتا تھا اور اس کے لبوں سے اپنانام سن کے
مسکراتا بھی تھا مگر جب اسے باہر پڑھنے جانے کا شوق ہوا تو
زارون اس بات کے خلاف تھا

وہ کیسے اپنی ہونے والی بیوی کو دوسرا ملک جانے کی اجازت
دیتا باقی سب بھی اس بات کے خلاف تھے مگر ایمان نے رونا
دھونا ڈال کر اپنی ضد منوا ہی لی تھی اور تب سے اب تک زارون

ہر دن اپنے رب کے حضور پیش ہو کر اسے پانے کی دعائیں کرتا

تھا

زویا بچپن ہی سے زارون کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا کرتی تھی
مگر زارون کو وہ لڑکی ایک آنکھ نہ بھاتی تھی زویا بچپن سے ہی
ایمان کے لئے اپنے دل میں کھوٹ رکھتی تھی اور اکشو ہی چھوٹی
مولیٰ چالا کیا کر کے ایمان کو سب کی نظر میں جھوٹا نتابت
کرنے کی کوشش کرتی تھی اس بات پر تہمینہ بیگم شروع سے اپنی
لاڈلی کاساتھ دیتی تھیں

"ایمان کہاں ہے؟؟"

اماں سائیں جنہیں زارون نے پلیٹ میں کھانا نکال کر دیا تھا ایک
نظر پورے ہال پر مار کر سختی سے کہنے لگیں جس پر زویا نے مرکار
شکل پر شیطانی مسکراہٹ لئے تمہینہ بیگم کو دیکھا جو مزے اسے
بیٹھی اس کے آنے کا انتظار کر رہی تھیں

"میں آگئی... سوری مجھے تھوڑی دیر ہو گئی"

وہ جب ڈائنسنگ ہال میں آئی تو سب کی توجہ کامر کرن بن گئی اس نے
اس وقت سفید رنگ کے شلوار قمیض پہنے ہوئے تھے اور ڈوپٹہ
سر پر لیا ہوا تھا زارون کی نظریں اس پر سے ہٹنے کا نامہ ہی نہیں لے
رہی تھیں

اماں سائیں سمیت صدق صاحب بھی اسے جیرانی سے دیکھ رہی
تھے جبکہ زویا اور تمہینہ بیگم اسے دیکھ کر جل بھن گئی تھیں زویا کو
لیکن نہیں آرہا تھا یہ سب کیسے ممکن ہو گیا تھا

فلیش بیک

وہ عشاء کی نماز ادا کر کے ابھی اپنے کمرے سے باہر آیا ہی تھا جب
اسے کھلا لاحق ہوا پہلے اس کے قدم ایمان کے کمرے کی جانب
بڑھے مگر پھر رکے ابھی وہ کچھ سوچ ہی رہا تھا جب ایمان کے
کمرے کا دروازہ کھلا اور وہ باہر آئی

"رکو... کہاں جا رہی ہو آپ؟؟؟"

ایمان ابھی سیرھیاں اترنے ہی والی تھی جب زارون نے اسے روکا وہ سوالیہ نظرؤں سے راستہ روکے کھڑے شخص کو دیکھنے لگی

"ڈائرنگ ہال میں"

"ان کپڑوں میں؟؟؟"

ایمان کی بات پر زارون نے ایک نظر اس کے کپڑوں پر ڈالی جس پر وہ باقاعدہ اسے گھورنے لگی

"ہاں ان کپڑوں میں"

اسے یہ شخص بلکل بھی پسند نہیں آیا تھا جو بار بار اس کے ہر کام میں روک ٹوک کئے جا رہا تھا

"ایسے نہیں جا سکتیں آپ"

ایک بار پھر سے وہ اس کے سامنے آیا تھا ایمان نے کھا جانے والی
نظروں سے اسے دیکھا

"تمہارا پر اب لم کیا ہے ہاں؟؟ میں کوئی نو کر ہوں تمہاری؟؟ جو"
کب سے مجھ پر حکم چلانے جارہے ہو... آخر مسئلہ کیا ہے
تمہارے ساتھ؟؟ میری مرضی میں کچھ بھی پہنوں کچھ بھی
کروں تمہیں اس سے مطلب؟؟"

وہ تیز آواز کے ساتھ اس پر بھڑک اٹھی اس بات کا علم تو زارون
کو پہلے ہی تھا کہ وہ ایسے ہی روپے سے پیش آئے گی زارون نے
ضبط سے آنکھیں مینچ لیں

ایمان میں بس آپ سے یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ یہ حوصلی ہے کوئی "آپ کا امریکہ نہیں جو جیسا دل کرے ویسے کپڑے زیب تن کرنے لئے جائیں، یہ گاؤں ہے ہمارا یہاں کیسے لباس زیب تن کرنے کے" جاتے ہیں آپ کو اس بات کا پتا ہونا چاہیے

زارون نے نرمی سے اسے سمجھایا جس پر وہ اسے دیکھنے لگی ایک منٹ ایک منٹ... کیا یہاں ایسے کپڑے کوئی بھی نہیں" "پہنتا؟ تو پھر اس نے مجھے ایسے کپڑے پہننے کا کیوں کہا؟؟؟" "کس نے؟؟؟"

وہ حیران ہوا

"...وہ زویاں"

زارون نے غصے سے مٹھیاں بھینچیں

آپ اس کی باتوں کو نظر انداز کریں اور پلیز زکوئی اور ڈر لیں"

پہن لیں... میں ریکوئست کرتا ہوں آپ سے کہ جب آپ سب کے ساتھ ہوں تو ایسا ڈر لیں پہنا کریں جو یہاں سب پہنچتے ہیں جو "ہر لحاظ سے مناسب ہو

اس کے نرمی سے سمجھانے پر ایمان کا غصہ تھوڑا کم ہوا تھا
مگر میرے پاس تو آج والی فرائک کے علاوہ ایسے اور کوئی "کپڑے نہیں

وہ معصوم سی شکل بنائے اس وقت اسے اس دنیا کی حسین ترین لڑکی لگ رہی تھی زارون کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ آئی جسے وہ دیکھ کر حیران ہوئی

آپ پریشان نہ ہوئیں اور اپنے کمرے میں جائیں میں نے"
بو تیک کال کردی ہے وہ بس ڈریز لے کر آتے ہی ہوں گے ان
"میں سے کوئی بھی ڈریس پہن کر آپ سب کے سامنے آئیں گی

زارون کی بات پر اس نے اثبات میں سر ہلا یا جب وہ جاتے جاتے
پھر رکا

"اور ڈوپٹہ ساتھ لینا نہ بھولیئے گا"
زارون کی بات پر وہ اسے دیکھتی رہ گئی وہ واپس اپنے کمرے میں
چلا گیا جبکہ وہ بھی اپنے کمرے کے اندر چلی گئی

فلیش ناؤ

وہ چلتی ہوئی اپنے بابا کے برابر والی کرسی پر آبیٹھی اماں سائیں نے جیسے ہی لقمہ بنایا سب لوگ کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے جبکہ اماں سائیں کی نظر زارون پر گئی جواب تک صرف ایمان کو دیکھا جا رہا تھا ان کی ایک بار پھر سے میچنگ ہو گئی تھی کیونکہ زارون نے سفید رنگ کی کلف کی شلوار کمپیض پہنی ہوئی تھی

"سائیں... کن سوچوں میں گم ہو؟؟"

اس کی توجہ کامر کرن ٹوٹا جب اماں سائیں کی آواز سما عتوں سے طکرائی

جی اماں سائیں... وہ زمین کے معاملات کے بارے میں سوچ رہا"

"تھا"

"... کھانا وقت پر کھایا کرو باقی کام بعد میں"

اماں سائیں سمجھ چکی تھیں جبکہ وہ اثبات میں سر ہلاتا ہوا کھانا
کھانے میں مصروف ہو گیا

اے لڑکی... تو نے تو کہا تھا یہ چڑیا آج رچ کرذ لیل ہونے والی"

" ہے

تھمینہ بیگم سے رہانہ گیا وہ برابر بیٹی زویا کے کان میں سرگوشی
کرنے لگیں

مجھے کیا پتا می... میں نے تو اسے خود اپنے ہاتھوں سے ایسے"

"... کپڑے نکال کر دیئے تھے مجھے کیا پتا یہ اتنی ہوشیار نکلے گی

زویا نے کھا جانے والی نظروں سے ایمان کو دیکھا جو پر سکون انداز

میں کھانے میں مصروف تھی



وہ لوگ کھانے کے بعد گارڈن میں بیٹھے چائے پی رہے تھے اماں
سائیں صدیق صاحب کے ساتھ بیٹھی باتوں میں مصروف تھی
جبکہ وہ دونوں ماں یہیں اپ تک جلی بھنی بیٹھی تھیں

ایمان گارڈن میں لگے جھولے پر بیٹھے کتاب پڑھنے میں مصروف
تھی جبکہ وہ سامنے کر سی پر بیٹھا چائے کا کپ پکڑے اسے دیکھ رہا

تھا

"ہاں تو تمینہ بیگم... کیا اصغر میاں کی طرف سے کوئی خیر خبر آئی؟"
"بھی یا نہیں؟؟؟"

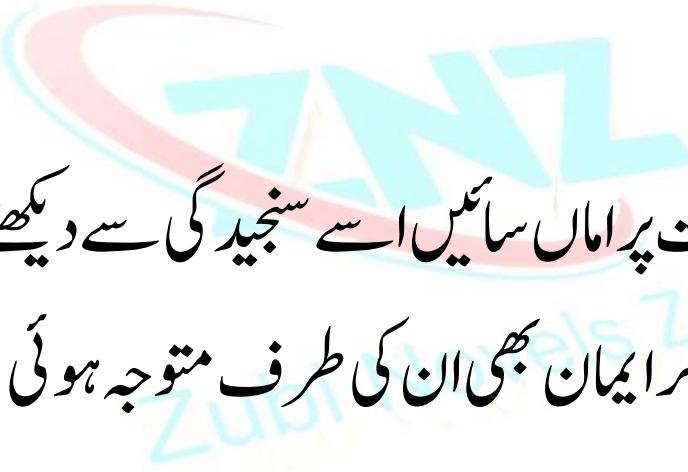
اماں سائیں کی بات پر تمینہ بیگم میٹھی چھری بنی مسکرانے لگیں

جی جی اماں سائیں اصغر کی طرف سے حویلی کے ٹیلی فون پر خبر " آئی تھی تھوڑی بات چیت کی پھر آپ کا حال پوچھ رہا تھا... بڑا ہی " یاد کر رہا تھا دادی جان کو آخر جان چھڑ کتا ہے اپنی دادی پر

تمہینہ بیگم نے مکھن لگاتے ہوئے کہا جس پر انہوں نے اثبات میں سر ہلا یا جبکہ ایسا کچھ بھی نہ تھا زویا حیرانی سے اپنی ممی کو دیکھنے لگی

اصغر میاں سے کچھ پوچھا؟؟ کہ پڑھائی مکمل کب ہو گی؟؟" ارے بھئی کیا ضرورت ہے دوسرے شہر جا کر پڑھنے کی؟؟" ... سائیں زارون بھی تو حویلی میں ہی رہ کر کتنا آگے تک پڑھا ہے

اماں سائیں کی بات پر تمہینہ بیگم ایبر واچ کا نے زویا کو دیکھنے لگیں
ویسے اماں بیگم... آپ نے ایمان کو بھی تو پڑھنے جانے کی"
اجازت دی تھی وہ بھی دوسرے ملک... میر الادلا تو بس
"دوسرے شہر گیا ہے"



تمہینہ بیگم کی بات پر اماں سائیں اسے سنجیدگی سے دیکھنے لگیں
جبکہ اپنانام سن کر ایمان بھی ان کی طرف متوجہ ہوتی

اس کی بات الگ تھی، اس کی ماں کی آخری خواہش تھی کہ اس "کی اولاد کی ہر خواہش پوری کی جائے، بھلہ اختر میاں نے تو ایسی کوئی خواہش نہ رکھی تھی اور ویسے بھی سائیں سردار نے خود اسے

جانے کی اجازت دی تھی پھر ہم کون ہوتے ہیں اسے روکنے

"والے"

اماں سائیں کی بات پر وہ خاموش ہو گئیں جبکہ ایمان زارون کو
دیکھنے لگی جو مسلسل اسے ہی دیکھا جا رہا تھا

اصغر میاں کو کل ہی فون کرو، اسے کہو جتنی پڑھائی رہتی ہے"

"حوالی میں آکر مکمل کر لے

"جی جی میں کہہ دوں گی اسے"

تمہینہ بیگم جھوٹی مسکراہٹ دکھاتی ہوئیں اندر ہی اندر غصے سے
لال ہورہی تھیں

صدیق میاں کل تم پرانی حوالی چلے جانا وہاں کچھ کام کرانا باقی"

" ہے

جی اماں سائیں آپ فکر نہ کریں میں پرانی حوالی کا سارا کام"

"سنچال لوں گا

اماں سائیں کی بات پر جہاں زارون کی آنکھوں میں چمک آئی

وہیں ایمان خاموشی سے اسے دیکھنے لگی تھی

تبھی زویا کے ہاتھ سے چائے کا کپ زمین پر جا گرا جس پر سب
اسے دیکھنے لگے

ہائے اللہ خیر کرے کیا ہوا میری پچی تیری طبیعت تو ٹھیک ہے"

" نہ ؟؟

تمہینہ بیگم واپسی مچاتے ہوئے کھڑی ہوئیں جبکہ زارون نے
بیزاری سے اپنی چائے کا آخری گھونٹ بھرا

"کچھ نہیں ہوا ممی میں ٹھیک ہوں"

زویا نے مٹھیاں بینچتے ہوئے کہا
ہائے دن بھر لگی رہتی ہے سارا دن کچن میں کام کرتی رہتی ہے"
چل کمرے میں چل کر آرام کر دن بھر کی تھکن سے ہلاکان
"ہورہی ہو گی"

تمہینہ بیگم جتنی نظر دل سے دیکھتی ہوئیں زویا کو اپنے ساتھ لے
گئیں جبکہ باقی سب اماں جان کو دیکھنے لگے

اماں سائیں میں کیا کہتا ہوں زویا کے لئے بھی کوئی اچھا سار شستہ"

"دیکھ کر یہ فرض بھی ادا کر دیتے ہیں

صدقیق صاحب کی بات پر اماں سائیں نے اثبات میں سر ہلا کیا

کہہ تو ٹھیک رہے ہو میاں مگر میاں اس کے بھائی کے بنائیسے ہم"

اس کا رشتہ دیکھ لیں، تھوڑا صبر کرو اسے یہاں آنے دو پھر اس

"بارے میں بھی گفتگو ہو گی

"جیسا آپ کو ٹھیک لے گے اماں سائیں"

صدقیق صاحب نے چائے کا کپ ٹیبل پر رکھا اور اٹھنے لگے

"اماں سائیں آپ کو کمرے تک چھوڑ دوں"

"ہاں چلتے ہیں"

صدقیق صاحب نے ویل چیئر چلاتے ہوئے کہا جبکہ انہوں نے
ہاتھ سے رکنے کا اشارہ کیا

"سامیں سردار؟؟ کیا بات ہے سونا نہیں ہے؟؟"

زارون جو موبائل میں مصروفیت ظاہر کرتا ہوا چور نظر وں سے

ایمان کو دیکھ رہا تھا اماں سامیں کی بات پر چونکہ

"...اماں سامیں بس چائے پی کر جاتا ہوں"

"مگر کہ تو خالی ہے میاں"

زارون نے بہانا بنایا تو اماں سامیں نے چوری پکڑی

وہ... وہ اماں سامیں میں نے اور چائے بنوائی ہے کچھ ہی دیر میں "

"...آتی ہو گی"

زارون نے دل ہی دل میں خود کو پا گل کہا جبکہ اماں سائیں سب

سمجھ چکی تھیں

"شفیق کو کہہ کر چائے کمرے میں منگوالودیر تک جا گنا صحت کے"
"لیے اچھا نہیں ہوتا اور پھر زخم بھی گھر ہے

وہ کہتی ہوئیں صدیق صاحب کے ساتھ اپنے کمرے کی جانب
چلی گئیں جبکہ وہ جواب اتنے سالوں بعد اس سے ڈھیر ساری
باتیں کرنے کی خواہش رکھتا تھا اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کی طرف

برٹھنے لگا

"... ایمان"

وہ جو کتاب میں سر جھکائے کہانی میں مگن سی تھی اس کی آواز پر
سر اٹھ کر اسے دیکھنے لگی وہ بنا کچھ کہے اس کے برابر آبیٹھا وہ
آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے کچھ جتنا ناچاہ رہا تھا

کیا تمہیں یاد ہے ہم رات کے اس پھر اکثر چھت پر جا کرتا رہا
گنا کرتے تھے... اور چاند کے سب سے زیادہ قریب جو تارا ہوتا
" تھام اسے اپنانام دیتی تھیں

اس نے ماضی کی کچھ یادیں تازہ کرتے ہوئے کہا جس پر ایمان اس
کی طرف دیکھنے لگی
" ... نہیں مجھے ایسا کچھ یاد نہیں "

اس نے صاف مکرتے ہوئے آنکھیں گھمائیں

اچھا تو یہ تو یاد ہو گانہ ایک بار جب ہم سب پر انی حویلی گئے تھے"

تب تم رات کے وقت اکیلی چھٹ پر چلی گئی تھیں اور جب سب

نے تمہیں نیچے بلا یا تو تم نے آنے سے صاف انکار کر دیا اور کہا میں

"صرف زارون کے ساتھ نیچے آؤں گی



زارون کی بات پر وہ اسے دیکھنے لگی کیونکہ اس کے چہرے پر

مسکراہٹ نمایاں تھی

اور جب سب نے مجھے تمہیں نیچے لانے کا کہا تب تم نے مجھے"

بھی اپنے ساتھ وہیں بٹھالیا تھا اور پھر ہمیں کسی نے تنگ نہ کیا

"کیونکہ ہم کھیل اور اپنی باتوں میں مصروف ہو گئے تھے

وہ سمجھ چکی تھی زارون اسے کیا یاد دلانے کی کوشش کر رہا تھا وہ
ان سب باتوں سے بھاگ جانا چاہتی تھی ایمان کو گھبراہٹ
ہونے لگی وہ جلدی سے کتاب بند کئے کھڑی ہوئی
"مجھے نیند آرہی ہے گڈنائٹ"

ابھی وہ جانے لگی تھی جب زارون نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا

اتھی جلدی؟؟ جہاں تک میں نے سنا تھا تم امریکہ میں بھی رات
"گئے جاگ کر پڑھائی کر رہی ہوتی تھیں
زارون اس کی رگ رگ سے واقف تھا
"میں بہت تھک چکی ہوں مجھے آرام کرنا ہے"
"ٹھیک ہے کل بات کریں گے شب بخیر"

زارون کی بات کا کوئی بھی جواب دیئے بناؤ جلدی سے اندر کی
جانب چلی گئی جبکہ وہ بھی ہاتھ میں درد کا احساس کرتے ہوئے
آرام کرنے چلا گیا



وہ کروٹیں بدل رہی تھی مگر اسے نیند نہیں آرہی تھی جب اس
کی سونے کی تمام کوششیں ناکام ہو گئیں تو وہ اٹھ بیٹھی اور بالوں
میں انگلیاں پھیرنے لگی

"اماں سائیں نے پرانی حوالی میں کس کام کی بات کی تھی؟؟ وہاں"
تو تب ہی کام کرایا جاتا ہے جب خاندان میں سے کسی کی شادی
"ہونے والی ہو"

ایمان کا دل پر بیشان ساتھا اسے جس بات کا ڈر تھا اگرچہ وہی بات
ہونے والی تھی تو شاید وہ پھر سے یہاں سے چلی جائے

اور یہ زاروں... یہ آخر مجھے ماضی یاد کیوں دلا رہا تھا؟؟ نہیں"

ایمان... ایسا کچھ بھی نہیں ہے... بہت جلد بہت جلد تم اس
"خاندان سے بہت دور چلی جاؤ گی

وہ دل ہی دل میں کبھی نہ پورا ہونے والا عہد کرتی ہوئی واپس بستر
میں منہ چھپائے لیٹ گئی

وہ درد سے ایک بار پھر تڑپ رہا تھا اس کا بازوں
بلکل بیکار ہو چکا ہو جیسے

سائیں سردار، آپ کہیں توڑا کٹر کو فون کر دو؟؟ وہ ایک بار"

"یہاں آ کر دیکھ لے گا کہ زخم اب کیسا ہے

"نہیں شفیق رہنے دو، مجھے بس آرام کرنا ہے اب تم جاسکتے ہو"

وہ مرہم پٹی کر کے اس کے حکم کے مطابق وہاں سے چلا گیا جبکہ

زارون جو اس وقت شرط لیز تھا اپنے بستر پر لیٹ کر درد کم

ہونے کا انتظار کرنے لگا

کیا وہ واقعی سب کچھ بھول گئی ہے؟؟ کیا میرے پیار میں اتنی"

بھی طاقت نہیں کہ ایک بار صرف ایک بار اس کا دل میرے

"... لئے دھڑ کے

وہ آنکھیں بند کئے لیٹا دل ہی دل میں مخاطب ہوا

وہ بھاگ رہی ہے مجھ سے، میری باتوں سے، لیکن آخر کب " تک؟؟ اسے بننا تو میرا، ہی محرم ہے، تو آخر ان سب کوششوں کا " فائدہ؟؟

زارون بالوں میں انگلیاں پھیرنے لگا درد سے اس کا پورا وجود
تپ رہا تھا بخار آہستہ آہستہ ایک بار پھر اسے اپنی لپیٹ میں لے رہا
تھا

کہیں ایسا تو نہیں جو کچھ زویا کہتی ہے وہ سب صح ہو... کہیں ایسا تو " ... نہیں ایمان کو کوئی اور پسند

ایک جھٹکے سے اسے آنکھیں کھولیں وہ غصے سے بستر سے اٹھ بیٹھا
اس کا دل کا نپنے لگا تھا اس کا ڈر بڑھنے لگا تھا آخر وہ کتنے سالوں سے

اس دشمنِ جاں کا انتظار کر رہا تھا آخر کتنی کوششیں کی تھیں اس نے کہ وہ واپس آجائے مگر وہ اپنے وقت پر اپنی مرضی سے یہاں آئی ہے

"نہیں ایسا کچھ بھی نہیں ہو سکتا... ایمان صرف اور صرف "زارون علی کی ملکیت ہے، وہ میری ہے صرف میری... اس کے "... دل پر صرف میرا راج ہو گا میں حکومت کروں گا وہاں وہ جنون بھرے لبھے میں کہتا ہوا تیز تیز سائنسیں لینے لگا



"سردار سائنسیں گاؤں سے کچھ لوگ آئے ہیں کہتے ہیں بہت "پریشان ہیں سردار سائنسیں سے ملنا چاہتے ہیں

صحیح ساتھ بجے کا وقت تھا وہ جو شیشے کے سامنے کھڑا تیار ہو رہا تھا

ملازم کی بات پر پلٹا

ٹھیک ہے شفیق انہیں بیٹھک میں گھر اور میں آتا ہوں اور"

"سنو !! ! مہماں نوازی کرنا نہ بھولنا

وہ حکم سناتا ہوا اپنے بال سنوارنے لگا

"جو حکم سائیں سردار"

وہ ادب سے کہتا ہوا اپس چلا گیا جبکہ زاروں شیشے کے سامنے
کھڑا پر فیوم لگانے لگا جب اس کی نظر کھڑکی سے باہر گئی تو وہ دنگ

رہ گیا

وہ جو گنگ ڈر لیس میں موجود باہر گارڈن میں پشپس کرنے میں
مصروف تھی زارون کو لگا وہ خواب دیکھ رہا ہو جیسے وہ جلدی سے
اپنی گھری پہنتا ہوا داڑھی کے ساتھ ہلکی سی موچھوں کو تاؤ دیتا ہوا
مو بائل جیب میں ڈال کر کمرے سے باہر نکل گیا

وہ واٹ کلر کے ٹائٹس اور لائٹ پنک کلر کی چھوٹی سی شرط
میں ملبوس بالوں کی پونی باندھے کانوں میں ائیر پوٹ لگائے اپنے
کام میں مصروف تھی جب وہ اپنے مضبوط قدموں کے ساتھ چلتا
ہوا اس کے قریب گیا

"... ایمان"

وہ بنا کچھ سے اپنے کام میں مصروف رہی زارون اپنا غصہ ضبط کرتا
ہوا جھک کر اس کے کان سے ایر پور ٹس نکالنے لگا جس پر وہ
کرنٹ کھا کر زمین سے جا لگی
"آآہ... یہ... کیا حرکت ہے؟؟ ڈر ادیا تم نے تو"

وہ جلدی سے خود کو سنبھالتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اور ایک نظر
سامنے کھڑے وجود پر ڈالی تو آدھے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے
وہ نیلے رنگ کا کرتا پجا مہ پہنا آج سچ مج کا سردار لگ رہا تھا اس کی
شخصیت میں آج ایک الگ ہی رعب تھا وہ اپنی بھوری آنکھوں
سے اسے گھورنے لگا کیونکہ کل اسے یہاں پہلا دن تھا تبھی وہ
خاموش تھا وہ کس طرح ضبط کئے ہوئے تھا یہ وہ خود جانتا تھا



"یہ کیا ہے؟؟"

"کیا؟؟"

زارون کے سخت لبھ پروہنا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی جب
زارون نے ایک نظر اس کے پورے حلیے پر دوڑائے وہ کہیں سے
بھی حوالی میں رہنے والی لڑکی نہ لگ رہی تھی

یہ کس طرح کے کپڑے پہنے ہوئے ہیں آپ نے؟؟ آپ کو"
میں کل سے کتنی بار کہہ چکا ہوں کہ اس طرح کے کپڑے یہاں
نہیں پہنے جاتے، ابھی اور اسی وقت اپنے کمرے میں جائیں اور
"کوئی ڈھنگ کے کپڑے پہن کر باہر آئیں

وہ اسے حکم دیتا ہوا سختی سے پلٹنے لگا جب وہ اچھل کر اس کے
سامنے آئی

اوہیلو مسٹر... کس بات کا رعب جھاڑ رہے ہو مجھ پر ہاں؟؟؟"

"سمجھتے کیا ہو خود کو تم ؟؟؟

وہ ٹھہرا تھا اس کے تلخ لمحے پر وہ آخر کس طرح اسے الجھ رہی تھی
وہ آنکھیں چھوٹی کئے اسے دیکھنے لگا

تمہیں کیا لگتا ہے؟؟؟ اتنی دور سے یہاں تمہارے لیکچر سننے آئی"

ہوں؟؟؟ یہ ناکرو وہ نہ کروا یسے کپڑے نہ پہنؤ ڈوپٹہ پہنؤ یہ کرو وہ
کرو ہو کون تم ہاں؟؟؟ تمہیں کس نے پرمیشن دی میری ذاتی

"زندگی میں مداخلت کرنے کی؟؟؟

وہ مسلسل تلخ کلامی کئے جا رہی تھی وہ چپ کھڑا اس کارو بیڈ دیکھ رہا
تھا مگر اندر سے گزرتی زویا گارڈن سے آتی آوازیں سن کر رکی تو
اس کے کان کھڑے ہوئے

بات سنو مسٹر تم ہوں گے سائیں سردار... مگر میں نہیں مانتی"

"کسی سردار وردار کو سمجھے

ایمان نے اسے انگلی دکھاتے ہوئے گھورا

جانتا ہوں !!! اور میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ تم مجھے ایک سردار"

کی حیثیت سے نہیں بلکہ اپنے بچپن کے منگیتیر کی حیثیت سے

"... دیکھو"

آخر کار دل کی بات لبوں پر آہی گئی تھی زارون نے اسکی آنکھوں
میں آنکھیں ڈال کر یہ الفاظ ادا کئے تھے جس پر وہ ساخت سی
کھڑی اس کامنہ دیکھی جا رہی تھی آخر جس بات کا اسے ڈر تھا
وہی ہوا تھا

یہاں آنے سے پہلے اسے لگا تھا وقت کے ساتھ سب کچھ بدل گیا
ہو گا مگر ایسا نہیں نہ تھا یہاں کے لوگ بھلے ہی بدل چکے تھے مگر
زارون اب بھی بلکل ویسا ہی تھا وہی باتیں وہی دیکھنے کا انداز اور
اب بھی وہی ایک منگیت روائی رٹ، اگر اس میں کچھ بدلہ تھا تو وہ یہ
کہ وہ اب پہلے سے بھی زیادہ حسین خوب رہا اور رعب دار ہو چکا تھا

اور ہی بات مداخلت کرنے کی اجازت کی تو یاد رہے چودھری "زارون علی کو کچھ بھی کرنے کے لیے کسی کی اجازت درکار نہیں !!!... ہونے والا شوہر ہوں تمہارا جو چاہے حکم دے سکتا " ہوں تمہیں

زارون نے حق جانتے ہوئے کہا جس پر وہ غصے سے پیر پٹختی ہوئی وہاں سے اندر کو جانے لگی

اور ہاں ایک اور بات !!! بہتر ہو گا میرے ساتھ ایسے رویے " ... سے پیش آنے سے گریز کرو... میں بار بار نہیں بخشتا

اسے لگا تھا اس کا دماغ پھٹ جائے گا وہ اسے گھورتی ہوئی اندر کی
جانب چل دی جبکہ زویاں دونوں کوسا تھوڑدیکھ کر جہاں جلی تھی
وہیں اس کے دماغ میں کچھ شیطانی آئیڈی یا ز چل رہے تھے



اماں سائیں آپ یقین نہیں کریں گی ایمان نے اتنے بے حیائی "ا
والے کپڑے زیب تن کئے ہوئے تھے کہ اگروہ اس جلیے میں
کسی مہماں کے سامنے آتی نہ تو سب نے ہمارے اوپر کچھڑا چھالنا
تھا یہ کہہ کر کہ زلینخابیگم کی بوتی اور ہونے والی بہو خود تو باہر سے
آئی ہی ہے ساتھ بے حیائی بھی لائی ہے"

اس نے کچھ دیر پہلے جو کچھ دیکھا تھا اب اس پر مرچی مصالحہ لگا کر
وہ اماں سائیں کے سامنے پیش کر رہی تھی جس کی بات سن کر
اماں سائیں سختی سے اسے گھورنے لگیں

کیا مطلب ہے تمہاری بات کا؟؟؟ تمہینہ بیگم کیا یہ سچ کہہ رہی "ہے؟؟"

اور نہیں تو کیا اماں سائیں میں تو باور پی خانے میں کھانا بنارہی "تھی پھر مجھے زویا نے بتایا تو میں بھاگتی بھاگتی وہاں آئی مگر وہ وہاں " سے غصے سے چلتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی تمہینہ بیگم صاف جھوٹ کہتی ہوئیں ایک بھی بار نہ کترائیں

کل تک تو وہ بکھر ٹھیک تھی بھلہ اچانک اس نے ایسے کپڑے " کیوں پہنے اور وہ سائیں سردار سے کر بات پر الجھ رہی تھی وہ خود کلامی کرتی ہوئیں سوچ میں پڑھ گئیں جب زویا نے تمہینہ بیگم کو اشارہ کیا

اماں سائیں میں نے دیکھا تھا وہ بڑی بد تمیزی سے سائیں سردار " سے پیش آ رہی تھی اور تو اور جس سے کوئی آنکھیں ملا کر بات نہیں کر سکتا وہ ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر مسلسل تلخ " کلامی کئے جا رہی تھی

تمہینہ بیگم کی بات پر زیلخا بیگم اسے سنجیدگی سے دیکھنے لگیں

بلکل صحیح کہا ممی جی اور پتا ہے ہمارے سائنسیں سردار جنہیں کسی " کی اٹھتی ہوئی نظریں نہیں برداشت وہ خاموشی سے کھڑے " ایمان کی باتیں سن رہے تھے زویانے مٹکتے ہوئے کہا زینجا بیگم کو یہ سب سن کر بہت غصہ آیا

اب بھلہ آپ ہی بتائیں اماں سائنسیں کوئی اپنے ہونے والے شوہر " کے ساتھ بھلہ ایسے پیش آتا ہے ؟؟ زویا آخری الفاظ کہہ کر ان کا دل جلاتی ہوئی وہاں سے چلی گئی جبکہ وہ سر پکڑے بیٹھیں سوچوں میں پڑھ گئیں ان کا ایسا حال دیکھ کر تہمینہ بیگم کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ نمودار ہوئی

سائیں سردار میری مدد کریں وہ لوگ میری بیٹی کی زندگی"

خراب کر دیں گے سائیں وہ وڈیرا کہتا ہے اگر میں نے اس کا ادھار

"نہ چھکا یا وہ میری لالی کو اٹھا لے جائے گا

ایک آدمی مسلسل زارون کے پیروں میں گر کر کر ہاتھ جوڑتا ہوا

اپنی بیٹی کی عزت کی بھیک مانگ رہا تھا زارون نے جھک کر اسے

سہارا دیتے ہوئے کھڑا کیا

یہ کیا کر رہے ہیں آپ ڈنو چاچا آپ پریشان نہ ہوں گے آج شام"

"تک میں سارے معاملات حل کر لوں گا

زارون کی بات پر وہ اس کا شکریہ ادا کرنے لگے جب وہاں سے

چلتی ہوئی ایمان نے ان کی گفتگو سنی

سائیں سردار ہمیں آپ پر پورا بھروسہ ہے آپ لالی کو بچالیں"

"...گئے

آپ پریشان نہ ہو ڈنو چاچا اللہ مدد فرمائے گا مگر آپ نے اس"

"سے ادھار کب لیا؟ اور کون کون ہیں وہ؟؟؟

زارون نے ایک نظر بیٹھک کے باہر کھڑی ایمان پر ڈالی جو اسے

دیکھتے ہوئے چھپ گئی

سائیں سردار اللہ گواہ ہے ہم نے جب بھی مدد مانگی ہے صرف"

آپ سے مانگی ہے میں اتنا ساتھا جب میرے ابا سائیں بادشاہ

سائیں گی غلامی میں تھے تب سے اب تک ہم صرف آپ ہی سے

"مدد مانگتے ہیں ہم نے ایک روپیہ بھی ادھار نہ لیا تھا

زارون جیران ہوا

"کیا واقعی؟؟ پھر وہ لوگ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں؟؟"

زارون کے سوال پر انہوں نے اپنے آنسوؤں کو صاف کیا
سائیں سردار وہ لوگ ملک سلطان کے آدمی ہیں سائیں وہ لوگ
زبردستی کہانی بنانے کے لئے جانا چاہتے ہیں سائیں وہ ملک

"سلطان... وہ میری لالی کو قید

ابھی آگے وہ مزید کچھ کہتے جب پھر سے ان کی آنکھوں سے
آنسوں جاری ہوئے

ملک سلطان؟؟ اگر واقعی یہ سب ملک سلطان کروارہا ہے تو پھر"

"... کوئی شک نہیں وہ یہ سب جان بوجھ کر کروارہا ہے

"سائیں ایک ہفتے سے لالی پڑھنے بھی نہیں جا رہی اسی ڈرسے"

پریشان نہ ہو آپ میں آج ہی کچھ کرتا ہوں اور جب تک یہ " معاملہ حل نہیں ہو جاتا لالی کو ہماری حوصلی لے آئیں وہ کچھ دنوں یہیں رہے گی... جیسے ہی مسئلہ حل ہوتا ہے لالی بہن کو آپ اپنے " ساتھ کے جائیے گا"

زارون نے انہیں یقین دلاتے ہوئے کہا جس پر انہوں نے اس کا بہت شکریہ ادا کیا اور واپس چلے گئے جیسے ہی وہ لوگ گئے زارون نے دیکھا ایمان پلٹ کر جانے لگی ہے

"...ر کو"

اس کی رعب دار آواز پر ناچاہتے ہوئے بھی ایمان کے قدم رکے تھے ایک نظر سرتاپیر دیکھتے ہوئے زارون اس کے قریب آگیا

کیونکہ وہ اس وقت روایتی کپڑوں میں ملبوس تھی یہ سب صدیق
صاحب کے سمجھانے پر ممکن ہوا تھا

"مجھ سے بھاگتی کیوں ہو آپ؟؟؟"
زاروں کے سوال پر وہ ٹکٹکلی باندھے اسے دیکھی جا رہی تھی
میں کیوں بھاگوں گی تم سے؟؟؟ ڈرتی نہیں ہوں تم سے"
"...سمجھے

وہ ایک بار پھر تلخ کلامی کر گئی تھی جس پوزاروں نے ایک گہری
سانس لی

"تو پھر مجھے دیکھ کر یوں بھاگیں کیوں؟؟؟"
"مجھے لا تبریری جانا ہے"

آخر کارا پنے مطلب کی بات پر آہی گئی تھی جس پر زارون نے

اثبات میں سر ہلا کیا

"اجازت لینا چاہتی ہو؟؟؟"

زارون نے آنکھوں آنکھوں میں کچھ جتنا ناچاہا

"میں تم سے بھلہ کب سے اور کیوں اجازت لینے لگی؟؟؟"

وہا سے گھورنے لگی

اجازت تو لینی پڑے گی... کیا آپ کو یاد نہیں بچپن میں آپ کی"

ہر ضد میری مرضی کے بغیر پوری نہیں ہو پاتی تھی... صرف

"... وقت بدلا ہے اصول اب بھی اپنی جگہ ہیں

زارون کی بات پر وہ ایک بار پھر اسے گھورنے لگی

میں نے کہانہ مجھے کہیں بھی جانے کے لیے تمہاری اجازت کی"

"... بلکل بھی ضرورت نہیں سمجھے تم

زارون اپر واچکا نے اس کے سرد لب پر حیران تھا وہ اب پہلے
سے بھی زیادہ ضدی ہو چکی تھی

ٹھیک ہے میری اجازت کے بنا اس حوالی سے باہر جا کر دیکھاؤ"

اگر تم نے ایک بھی قدم اس حوالی سے باہر رکھا میں وعدہ کرتا

"ہوں میں یہ سرداری چھوڑ دوں گا

وہ اسے چیلنج دیتا ہوا حیران کر گیا تھا وہ اثبات میں سر ہلاتی ہوئی باہر

کی جانب جانے لگی جبکہ وہ بھی دونوں ہاتھ پیٹے اسے جاتا دیکھنے لگا

"میری گاڑی کہاں ہے؟؟ ڈرائیور کو کہو میری گاڑی نکالے"

ملازم کو ایمان کی بات سن کر زارون کے حکم کا منتظر تھا ایمان نے

اسے سختی سے گھورا

"... سنانہیں تم نے میں نے کیا کہا؟؟؟ گاڑی نکالو میری"

چھوٹی بی آپ کی گاڑی گیراج سے باہر تب ہی نکلے گی جب "

"... سائیں سردار کی اجازت ہو گی

ملازم کی بات پروہا سے بے یقینی سے دیکھتی ہوئی پچھے پلٹی جہاں

زارون کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا

ٹھیک ہے ڈرائیور سے کہو چھوٹی بی کو لا بھری ری جانا ہے ... "

"... ابھی اس، ہی وقت

وہ زارون کو دیکھتے ہوئے ملازم کو حکم سناتی ہوئی ایک بار پھر سے
اسے خاموش کر گئی تھی وہ خاموشی سے کبھی ایمان تو کبھی زارون
کو دیکھا جا رہا تھا

"کیا ہوا؟؟؟ اب کیا اس میں بھی تمہیں تمہارے سائیں سردار کی"

"اجازت درکار ہے"
ایمان کے دانت بیچنے پر ملازم نے اثبات میں سر ہلا کیا
اففف... ٹھیک ہے دفع ہو جاؤ یہاں سے شکل گم کرو اپنی کسی"

"... کام کے نہیں تم... میرا گارڈ کہاں ہے؟؟ پیٹر... پیٹر

وہ غصے سے چلاتی ہوئی سارے ملازموں کو جمع کر گئی تھی

"پیٹر پھٹی پر ہے"

زارون کی آواز پر وہنہ سمجھی سے اسے دیکھنے لگی جو سراٹھا نے ایک اسٹائل سے پچھے ہاتھ باندھے کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا

"!!! تم...!!! تمہاری تو میں"

وہ دانت بیچتے ہوئے اسے کھا جانے والی نظر وہ سے گھور رہی تھی یہ منظر تمام ملاز میں دیکھ کر تقریباً حیران، ہی تھے ریلیکس میں تو تمہیں کسی بھی طرح اس کو غلط ثابت کرنا ہے، اس"

"لئے جوش سے نہیں ہوش سے کام لو
ایمان نے اندر رہی اندر خود کو ریلیکس کیا اور ایک گہری سانس لی

"اب دیکھو میں کیا کرتی ہوں"

وہ بھاگتے ہوئے سیڑھیاں عبور کر کے اپنے کمرے کی جانب
بھاگی وہ اس کے ارادے بھانپتا ہوا ملازم کو اشارے سے حکم دینے¹
لگا جس پر ملازم نے فوری عمل کیا
وہ اپنا پرس لئے واپس نیچے کو آئی اور اسے کے برابر سے ایک
شیطانی مسکراہٹ اچھا لتے ہوئے باہر کی جانب گئی مگر یہ کیا

دروازہ بند تھا

"یہ دروازہ کیوں بند ہے؟؟؟ واقع میں کہاں ہے؟؟؟"

وہ حیرانی و پریشانی کے ملے جلے تاثرات لئے تمام ملازم میں کی
طرف سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی جن میں سے ایک ملازم نکل
کر سامنے آیا

سائیں سردار کی اجازت کے بنای ہو میں کادر واڑہ کبھی نہیں کھلے"

۱۱

ایمان کو لگا اس کا سر پھٹ جائے گا وہ تو پیدل مارچ کرنے نکلی تھی
مگر یہاں توزارون اس سے چار ہاتھ آگے نکلا تھا وہ بے یقینی سے
واپس مرٹی ہوئی اندر آنے لگی جہاں وہ فاتحانہ انداز میں چلتا ہوا
اپنے کمرے کی جانب چلا گیا یقیناً اس کا یہ انداز ایمان کے تن بدن
میں آگ لگا گیا تھا



پتا نہیں سمجھتا کیا ہے خود کو سردار ہو گا تو ہو گا بڑا آیا حکم صادر"
کرنے والا، ابھی جانتا نہیں مجھے کون ہوں میں، ایمان علی نام ہے

میرا مجھ حکم چلانے گا؟؟ خواب میں بھی ایسا نہیں ہونے دوں گی

"میں

وہ مسلسل بڑا بڑا جارہی تھی جب ملازمہ اندر آنے کی اجازت
ماں گنے لگی

"چھوٹی بی بی میں اندر آ جاؤ؟؟؟"

ہاں ہاں یہ بھی اپنے سائیں سردار سے ہی پوچھ لو کیا پتا ان " صاحب کو تمہارا یہاں آنا چھانہ لگے ہونہہ عجیب کہیں کا ملازمہ سامنے کھڑے زارون کو دیکھتی ہوئی سر جھکا گئی زارون اس کے الفاظ سن چکا تھا وہ مسکرا یا تھا

"چھوٹی بی بی اماں سائیں نے آپ کو اپنے کمرے میں بلا یا ہے "

ملازمہ باہر سے ہی کہنے لگی

"کیوں بلا یا ہے مجھے؟؟"

اس نے تک کر پوچھا

یہ تو نہیں پتا بی جی مگر اماں سائیں کا حکم ہے کچھ ہی دیر میں ان"

"کمرے میں آنا ہے

ملازمہ کہتی ہوئی چلی گئی جبکہ زارون وہیں کھڑا ہوا تھا

ہاں ہاں یہاں تو سب ہی حکم چلاتے رہتے ہیں ایک میں ہی"

ہوں جو سب کا حکم مانے گی پتا نہیں کیا سمجھ رکھا ہے مجھے سب

" نے

وہ بک بک کرتی ہوئی جیسے ہی کمرے سے نکلی سامنے اسے کھڑا پا

کر اس کی بولتی بند ہو گئی کراسے تعجب سے دیکھ رہا تھا

"ہو گیا؟؟ اب چلیں؟؟"

وہ نرمی سے کہتا ہوا آگے چل گیا جبکہ وہ کھاجانے والی نظر وہ سے
اسے گھورتی ہوئی پچھے پچھے چل دی

"سلام اماں سائیں"

زارون نے ادب سے سلام کی اور ان کے پیروں میں جا بیٹھا
"...و علیکم السلام میری جان"

انہوں نے ایک نظر ایمان پر ڈالی جو خاموشی سے سامنے صوف
پر آبیٹھی

"صدیق میاں کہاں ہے؟؟؟"

"میں آگیا اماں سائیں"

ان کے پوچھنے پر صدیق صاحب بھی سامنے آپسیٹھے
"اماں سائیں آپ نے یوں اچانک بلا�ا؟؟ سب خیریت تو ہے"
زارون نے فکر مندی سے پوچھتے ہوئے ان کا ہاتھ تھاما

کیوں نہیں بلا سکتی بھلمے؟؟ اب تم سے ملنے کے لئے کسی وجہ کی"
"ضرورت ہو گی؟؟؟"

اماں سائیں کی بات پر زارون نے ان کے دونوں ہاتھوں پر بوسہ

دیا

کیسی باتیں کر رہی ہیں اماں سائیں آپ کا جب دل کرے ایک"
"آواز لگائیں غلام آپ کی غلامی میں حاضر ہو جائے گا

زارون کی بات پر انہوں نے پیار سے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا
جس پر صدیق صاحب بھی مسکراتے جبکہ ایمان کو یہ سب نوٹنکی
ڈرامے سے کم نہ لگ رہا تھا

اچھا اچھا بس میں نے تم لوگوں کو ایک ضروری بات کرنے کے"

"لیے بلا یا تھا

"جی اماں سائیں حکم کریں کیا بات ہے"

صدیق صاحب کی بات پر ایمان حیرانی سے انہیں دیکھنے لگی
صدیق میاں پر انی حویلی کا سارا کام مکمل ہو چکا ہے؟؟؟ اگر باقی"

ہے تو جلد سے جلد کرواد و اصغر میاں بھی آتا ہی ہو گا آج یا کل
میں پھر ہم رسمیں شروع کریں گے پتا بھی ہے کہ کتنا وقت لگتا

"ہے گھر کی سجاوٹ کام کا ج اور شادی بیاہ کی تیاریوں میں

اماں سائیں کی باتوں پر جہاں زارون کی نظریں جھکیں اور لبوں پر
مسکراہٹ آئی وہیں ایمان کا دل دھڑ کنے لگا وہ اپنے بابا کی طرف
سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی

اماں سائیں آپ پر بیشان نہ ہوں آپ بس تاریخ پکی کریں ہم " ۱۱
آپکے حکم کے منتظر ہیں سارے کام وقت پر مکمل ہو جائیں گے
ایمان نے بے یقینی کی کیفیت میں برابر بیٹھے اپنے بابا کی جانب
دیکھا جو مسکرا رہے تھے

چلو اچھا ہے پھر شام میں بیٹھ کر تاریخ پکی کریں گے تب تک " ۱۲
صدیق میاں پرانی حوالی کا ایک چکر لگا آؤ کچھ پتا تو چلے مزدوروں
" نے کام ڈھنگ سے کیا بھی یا نہیں

اماں سائیں کی بات پر انہوں نے اثبات میں سر ہلا کیا

میاں سردار... یہاں بیٹھ کر مسکراتے رہو گے یا کچھ بولو گے"
"بھی"

اماں سائیں کی بات پر وہ مسکراہٹ دبانے کی کوشش کرنے لگا
مگر ناکام رہا

"اماں سائیں میں کیا کہوں بھلمہ جو آپ نے کہہ دیا سو طے ہو گیا"
وہ تو ٹھیک ہے مگر سردار ہو تمہارے بھی کچھ اصول ہیں کچھ
باتیں ہیں کچھ کہنا چاہتے ہو تو کہو... آخر دلہا بھی تو پھر دلہن کا
"جوڑا گھر کی تقریبات وغیرہ سب تمہیں ہی طے کرنا ہے نہ
ا بھی اماں سائیں نے آدھی ہی بات کی تھی جب وہ اٹھ کھڑی
ہوئی

"مجھے کوئی بتائے گا یہ کس بارے میں بات کی جا رہی ہے؟؟؟"

جہاں سب مسکرار ہے تھے اچانک سے اس کے رویے پر حیران
ہوئے

"بابا کیا ہو رہا ہے یہ سب؟؟؟"

"مینو بیٹھ جاؤ... اماں سائیں خود بتائیں گی تمہیں سب کچھ"

صدیق صاحب نے اسے زبردستی پیڑھنے کا اشارہ کیا جبکہ اماں
سائیں اسے سخت تاثرات لئے دیکھ رہی تھیں

"کیا تم نہیں جانتیں کس بارے میں بات کی جا رہی ہے؟؟؟"

اماں سائیں کے سخت لمحے پر اس نے نفی میں سر ہلا کیا جبکہ اماں
سائیں صدیق صاحب کو سوالیہ نظر وں سے دیکھنے لگیں

صدیق میاں... یہ کیا کہہ رہی ہے؟؟ کیا واقعی اسے کچھ نہیں"

"پتا؟؟؟"

اماں سائیں کل، ہی تو آئی ہے موقع نہیں ملا بات کرنے کا، میں"

"نے سوچا کیوں نہ آپ خود، ہی بتادیں اسے سب کچھ

صدیق صاحب شرمندہ سے ہوئے جس پر اماں سائیں نے اثبات

میں سر ہلایا

ایمان... تم اتنا توجانتی ہوں گی تمہاری پیدائش پر تمہاری ماں"

اس دنیا سے کوچ کر گئی تھی اور ساتھ یہ وعدہ بھی لے گئی تھی کہ

تمہاری تمام جائز خواہشات پوری کی جائیں جس کے لئے

تمہارے باپ نے ہم سب کی مخالف کے باوجود تمہیں باہر

"پڑھنے بھیجننا چاہا

اماں سائیں کا لہجہ سخت مگر دھیمہ تھا جبکہ امکان خاموشی سے ان
کی بات سن رہی تھی

تمہاری تمام خواہشات کو پورا کیا گیا مگر تمہارے باہر پڑھنے " "
جانے پر میں نے سخت اختلاف کیا تھا تمہاری باپ نے تو تمہارے
لئے بہت اچھے اسکول کا بھی انتظام کر دیا تھا... مگر میں نے پھر بھی
مخالف کی تھی مگر جانتی ہو تمہاری یہ خواہش بھی صرف زارون
" کی وجہ سے پوری ہوتی ہے

زارون کے ذکر پر ایمان خاموشی سے اسے دیکھنے لگی

زارون نے ہمیشہ تمہاری تمام خواہشات کو پورا کیا تمہاری ہر " بات مانی تمہاری ماں کسے کیا گیا وعدہ ہم نے پورا کیا مگر تمہاری ماں کے وعدہ دینے سے پہلے میں نے اس سے یہ وعدہ کیا تھا کہ تمہیں "... اپنے زارون کی دلہن بناؤں گی" اچانک سے وہ ہوش میں آئی اس کا درد ہڈ کا تھا وہ ڈر رہی تھی اندر ہی اندر اسے لگا تھا اس کے جسم میں ایک عجیب سی کیفیت پیدا ہونے لگی ہو

کیونکہ میں نہیں چاہتی بن ماں کی بیٹی ہم سے اس حوصلی سے اور" اپنے لوگوں سے دور جائے... اس لئے تمہاری بات بچپن ہی میں زارون سے کر دی گئی تھی اس بات کا علم زارون کو ہمیشہ سے تھا

مگر کیونکہ تم چھوٹی تھیں تبھی تمہیں ان سب باتوں کی سمجھنے
"تھی"

زارون کی نظریں ایمان پر مرکوز تھیں وہ اس کے چہرے کے
اڑتے ہوئے رنگوں کو دیکھ چکا تھا

وہ الگ بات ہے چھوٹا تو زارون بھی تھا مگر اس نے ہمیشہ تمہیں "وہ
اپنی امانت اپنی ذمہ داری سمجھا ہے اور باخوبی اس ذمہ داری کو
نبھایا بھی ہے تو اب وقت آچکا ہے مزید تاخیر کرنے کے بجائے
ہم تمہیں پوری طرح سے اس کی حفاظت میں سونپ دیں کیونکہ
"آخر ہو تو تم اس ہی کی امانت

وہ بے یقینی کی کیفیت میں مبتلا کرنٹ کھا کر کھڑی ہوئی تھی
"... یہ نہیں ہو سکتا... یہ ممکن نہیں ہے... ایسا کیسے ہو سکتا ہے"
وہ حیرانی سے اپنے بابا کو دیکھ رہی تھی جو خاموش بیٹھے اسی کو دیکھے
جار ہے تھے
بابا جان آپ کچھ بولتے کیوں نہیں ہیں آپ سب کیسے بنامجھ
سے پوچھے بنامیری مرضی جانے کسی سے بھی میری شادی
کر دیں گے؟؟
وہ خالی نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا وہ آخر کیا کہہ گئی تھی وہ ہمیشہ
اسے اپنی تلخ کلامی سے تکلیف دیا کرتی تھی اور آج بھی وہ بلکل نہ
بدی تھی

کیا مطلب ہے تمہارا؟؟ کسی سے بھی شادی؟؟ وہ کوئی کسی"

نہیں بلکہ تمہارا کزن ہے بچپن سے اس ہی کے نام پر تھی تمہاری
"زندگی"

اماں سائیں کو اس کا ایسا روئیہ بہت ناگوار گزرا تھا
ایسا نہیں ہو سکتا آپ ایسے کیسے زبردستی میری شادی کر سکتی"

"ہیں

"... ایمان چپ ہو جاؤ"

صدیق صاحب غصے سے کھڑے ہوئے اماں سائیں ضبط کرنے کی
کوشش کر رہی تھیں

کیوں چپ ہو جاؤں بابا؟ آپ کچھ بھی نہیں کہیں گے؟"

آپ کی بیٹی کی زبردستی شادی کی جارہی ہے اور آپ مجھے چپ
"کروار ہے ہیں

ایمان کی تیز آواز کمرے سے باہر جارہی تھی جہاں سب نو کر جمع
ہو گئے تھے کمرے کے باہر کھڑیں وہ دونوں ماں یہیں خوش

ہو رہی تھیں

ایمان کوئی زبردستی تمہاری شادی نہیں کروار ہا ہم سب جانتے"
ہیں اور رضامند بھی ہیں آخر تمہیں کیوں اعتراض ہے؟؟ کیا یہ
"کافی نہیں تمہارا باپ راضی ہے؟؟

صدقی صاحب کی بات پر وہ ایر و کاز اویہ بنائے انہیں بے یقینی
سے دیکھنے لگے

نہیں یہ کافی نہیں ہے باباجان... میں یہ شادی نہیں کروں گی"

میری مرضی کے بنا کوئی بھی میری شادی نہیں کر سکتا آپ بھی

" نہیں سمجھے آپ تھڑ

ابھی آگے وہ کچھ کہتی جب صدیق صاحب اپنی عزت افزاں پر

شر مسار ہوتے ہوئے ایک زوردار تماچہ اس کے گال کی زینت بنا

گئے تھے

" چاچا جان... یہ کیا کیا آپ نے ؟؟ "

وہ حیرت انگیز انداز سے کھڑا ہوا ان کے قریب آیا

سائیں سردار اس کی حمایت نہ کرو مجھے نہیں پتا تھا جس لڑکی کو"

لاڈ پیار سے پال کر اتنا بڑا کیا ہے وہ ایک دن اس طرح میرے

"سامنے کھڑی زبان درازی کرے گی

جہاں ان کی آنکھیں غصے سے لال تھیں وہیں وہ کال پر ہاتھ رکھے

نم آنکھوں سے انہیں دیکھ رہی تھی

یہ پرورش دی تھی میں نے تمہیں؟؟ یوں سب کے سامنے"

اپنے باپ کی عزت مٹی میں ملاوگی اب تم ہاں؟؟ کیا اس دن کے

"...لئے تمہاری تمام خواہشات پوری کی تھیں میں نے

وہ غصے سے بھڑک اٹھے تھے

"آئی ہیٹ یو بابا"

وہ سرخ آنکھیں لئے کہتی ہوئی وہاں سے اپنے کمرے کی جانب
چلی گئی تھی جبکہ باہر کھڑی زویا اور تمہینہ بیگم خوشی کے مارے
ایک دوسرے کو دیکھی جا رہی تھیں

"...ایمان"

"رکومیاں"

وہ ابھی اس کے پیچھے جاتے جب اماں سائیں کی بات پر رک
یاد رہے عورت ذات پر ہاتھ اٹھانا ایک مرد کی نشانی ہرگز نہیں"
"ہے اپنے غصے کو قابو میں رکھو
انہوں نے سختی سے کہا جبکہ زارون کو اب تک اس کی ناراضگی کی
فکر کھانی جا رہی تھی

"مگر اماں جان وہ ایسے کیسے کر سکتی ہے؟؟؟"

سمجھل جائے گی ابھی بہت وقت پڑا ہے اسے راضی ہونا پڑے"

گا... تم پر پیشان نہ ہوا سے تھوڑا وقت دونا سمجھ ہے جلدی سمجھ

"آجائے گی

وہ نرمی سے کہتی ہوئیں انہیں واپس بیٹھنے کا اشارہ کرنے لگیں

جبکہ زارون پیشانی رکھتا ہوا اس کے پچھے گیا



"... دروازہ کھولوا یمان"

تقریباً س منٹ تک وہ یوں ہی اس کے کمرے کے باہر کھڑا اس

کے دروازہ کھولنے کا انتظار کر رہا تھا مگر وہ مسلسل اسے الٹا سیدھا

کہی جا رہی تھی لیکن زارون کو ضبط کرنا آتا تھا

سائیں سردار اماں سائیں کہہ رہی ہیں چھوٹی بی بی اور آپ کا"

"کھانے پر سب انتظار کر رہے ہیں

ملازمہ کہتی ہوئی وہاں سے چلی گئی جبکہ مجبور آ کر زارون نے

ملازم سے چابی منگوا کر دروازہ کھولا

وہ جو گھُننوں میں منہ دیئے بیٹھی مسلسل روئی جا رہی تھی کسی
کے آنے کی آہٹ سے سراٹھا کر دیکھنے لگی زارون تڑپا تھا اندر رہی
اندر اس کا دل پر یشان ہوا تھا اس کا سرخ چہرہ اس کی بھیگی آنکھیں
دیکھ کر اسے بھی اتنی ہی تکلیف ہوئی تھی جتنی اس وقت ایمان کو
ہو رہی تھی

"...کیوں آئے ہو تم یہاں؟؟ چلے جاؤ یہاں سے"

ایمان نے غصے سے کہا مگر وہ بنا کچھ کہے اس کے پاس زمین پر آبیٹھا
وہ سرخ آنکھیں لئے اسے گھور رہی تھی زارون نے اپنا ہاتھ
قریب بڑھاتے ہوئے اس کے رخساروں پر رقص کرتے
آنسوؤں کو صاف کیا جس پر اس نے اس کا ہاتھ جھٹکا

یہی چاہتے ہونہ تم؟؟ کہ میں تمہاری قید میں ٹڑپتی رہوں؟؟"
میں ایمان علی ہوں کوئی تمہاری غلام نہیں جو جب دل چاہا تم مجھ
"پر اپنا حکم سنادو گے
وہ چینختے ہوئے کہنے لگی جس پر اس نے آنکھیں میچ لیں

دیکھو ایمان یہ تو ایک دن ہونا ہی تھا... تم میری امانت ہو تم ہیں " ایک نہ ایک دن میرا ہونا ہی تھا ب جب کہ تم اپنی خواہش کے مطابق اتنے سالوں باہر مجھ سے دور رہ کر اپنی پڑھائی مکمل کر چکی " ہو تو اب بھلہ اور تاخیر کیوں ؟؟

وہ نرمی سے کہتا ہوا اسے سمجھانے لگا

تاخیر ؟؟ کس نے کہتا تاخیر کرو ؟؟ انکار کرو کہہ دو اپنی اماں " سائیں سے کے تم ہیں مجھ سے شادی نہیں کرنی اس نے بے دردی سے آنکھوں سے بہتے آنسوں صاف کئے مگر میں تو ایسا نہیں چاہتا میں نے اتنے سالوں تمہارا انتظار کیا ہے " ... ایمان میں محبت کرتا ہوں تم سے

وہ اپنا حالِ دل بیان کرنے لگا

مگر میں تو نہیں کرتی تم سے محبت اور کبھی کروں گی بھی"

"... نہیں"

وہ سرد لبجے میں کہتی ہوئی اسکی تکلیف کا باعث بن رہی تھی
مگر تم میری منگیتر ہو تم مانونہ مانو مگر ہونا تم ہیں میرا ہی ہے، تو"

"کیوں ناتم خوشی خوشی ہی مان جاؤ

وہ اس کے بکھرے بالوں کو اپنی انگلی سے کان کے پیچھے کرنے لگا
ایک بار پھر سے ایمان نے اس کا ہاتھ جھٹکا تھا جس سے اس کا زخم

تازہ ہونے لگا تھا

تمہیں کیا لگتا ہے میں سب بھول گئی؟ کچھ بھی نہیں بھولی میں"
آج بھی اپنی بات پر قائم ہوں مجھے نفرت ہے تم سے... نہیں کرنی
"مجھے تم سے شادی

اس نے سخت ناگواری سے سامنے بیٹھے شخص کو گھورا

"کیا مجھ میں کوئی کمی ہے؟ یا پھر کوئی اور مجھ سے بہتر"
وہ خود ہی آدھے الفاظ کہتا ہوا سر جھکا گیا تھا
"ملا نہیں لیکن جو بھی ملے گا تم سے بہتر ہو گا، بہت بہتر"
وہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس کے بھرم کو چھلنی
کرنے لگی

ٹھیک ہے میں وعدہ کرتا ہوں تم سے ایمان علی اگر ڈھونڈ سکتی " ہو تو ڈھونڈ لو مگر شادی سے پہلے پہلے تک، اگر تم نے مجھ سے بہتر شخص ڈھونڈ لیا تو میں خود تمہارے نکاح میں گواہ کے طور پر شامل " ہوؤں گا"

وہ سرد لبھ سے کہتے ہوئے اپنے زخمی وجود کے ساتھ غصے سے اٹھتا ہوا اوہاں سے چلا گیا جبکہ وہ پھر سے اپنی پوزیشن پر واپس آگئی تھی وہ اس بات سے انجان تھی جس طرح اس نے دونوں بار اس کا ہاتھ جھٹکا تھا اس کے زخم سے خون رسنے لگا تھا



رات کا وقت تھا جب وہ اپنے کمرے سے نکلی تو پوری حوالی میں

سنٹھا تھا وہ بنا کچھ کہے سیڑھیوں سے اترنے لگی جب ایک ملازمہ

اس کی جانب آئی

"... چھوٹی بی بی کچھ چاہئے آپ کو ؟؟ حکم کریں"

اس نے سر جھکائے ادب سے کہا

"گھر کے باقی لوگ کہاں ہیں ؟؟ ؟؟"

وہ چھوٹی بی بی اماں سائیں تو بڑے سائیں کے ساتھ پرانی حوالی "

"گئی ہوئی ہیں

ملازمہ کی بات پر اس نے اثبات میں سر ہلا کیا

"اور زارون ؟؟ ؟"

اس کے منہ سے سائیں سردار کا نام اس طرح سن کر ملاز مہ
حیرت سے دیکھنے لگی جس پر اس نے سوالیہ نظر وہ اسے
گھورا

"وہ سائیں سردار کا زخم پھر سے تازہ ہو گیا اس لئے وہ اپنے کمرے"
"... میں آرام کر رہے ہیں"
وہ حیران ہوئی تھی جب سے وہ آئی تھی بار بار کسی زخم کا ذکر کیا
جارہا تھا مگر اس نے بلکل بھی دھیان نہیں دیا تھا

"سنوا!!! کس زخم کی بات کر رہی ہو تم کیسا زخم؟؟؟"
وہ چھوٹی بی بی جس دن آپ کا فون آیا تھا آپ پاکستان آرہی ہیں"
اماں سائیں کے لاکھ منع کرنے پر بھی سائیں سردار اس دن اپنے

خاص بندوں کے ساتھ دشمن کے علاقے کے قریب شکار پر گئے
ہوئے تھے جب گھر کے ملازم نے فون کر کے آپ کے آنے کی
اطلاع دی اس وقت دشمنوں نے سائیں سردار پر چھپ کر گولی
"چلا دی جوان کے بازوں میں لگ گئی


ملازمہ کی بات پر وہ حیران ہوئی
اور پھر دوسرے ہی دن وہ اپنے تازے زخم کی پرواہ کئے بغیر " اور
آپ کے لینے چلے گئے اب آج نجانے کیسے اچانک سے ان کا زخم
پھر سے تازہ ہو گیا اور اس میں سے خون نکلنے لگا تھا، بس ابھی
"مرہم پٹی کرو اکر آرام کرنے گئے ہیں سردار

ملازمہ کے تفصیل سے بتانے کے بعد اس نے اثبات میں سر ہلا کیا

"...ٹھیک ہے تم جاؤ"

اسے یاد آیا تھا اس نے بہت زور سے زارون کا ہاتھ جھٹکا تھا جس پر
وہ ضبط کر گیا تھا وہ دھیمے قدموں سے چلتی ہوئی اپنے سامنے والے
کمرے کی جانب بڑھی جو کہ زارون کا تھا اس نے بنا آواز کرنے
دروازہ کھول کر اندر جھانکنا چاہا

وہ اس وقت سفید رنگ کی بنیان پینے بیٹھا تھا جس جبکہ اس کے
ہاتھ پر بندھی پٹی اب بھی لال نظر آرہی تھی ہاتھ میں کسی کی
تصویر لئے بیٹھا وہ اپنی الگ ہی دنیا میں تھا جب اچانک نظر سامنے
گئی وہ جلدی سے کرنٹ کھا کر وہاں سے پچھے ہوئی

"...ایمان... اندر آ جائیں"

وہ نرمی سے کہتا ہوا اس کی چوری پکڑ گیا تھا مگر وہ بنا کچھ کہے وہاں سے بھاگتی ہوئی اپنے کمرے میں چلی گئی وہ با مشکل ہمت کرتا ہوا اپنا کرتا پہن کر اپنے بستر سے اٹھا ایمان کی تصویر کو سائٹ ٹیبل پر رکھ کر وہ کمرے سے باہر آیا

"سامنے سردار آپ کو کچھ چاہئے...؟؟ حکم کریں سائیں"
"نہیں مجھے کچھ نہیں چاہئے... کیا ایمان نے کھانا کھایا؟؟"
نہیں سائیں وہ تو ابھی کچھ دیر پہلے آپ کا اور باقی سب کے پوچھ
"رہی تھیں"

ملازمہ کی بات پر اس نے اثبات میں سر ہلا کیا
ٹھیک ہے تم کھانا ایمان کے کمرے میں پہنچا دو میں انتظار کر رہا"
"ہوں"

وہ رعب دار انداز میں حکم دیتا ہوا ایمان کے کمرے کی جانب بڑھ

گیا



وہ بنانوک کئے اس کے کمرے آیا جب وہ اپنے بستر پر بیٹھی ترچی
نظر وں سے اسے دیکھتی ہوئی منہ پھیر گئی تھی اس کے اس انداز
پر زاروں کے لبوں پر مسکرا ہٹ بکھرنے لگی تھی وہ آہستگی سے
چلتا ہوا اس کے پاس آ بیٹھا

"اب تک ناراض ہو؟؟؟"

وہ انہتائی نرم لمحے سے مخاطب ہوا

"میں بھلمہ کیوں تم سے ناراض ہونے لگی؟؟"

اس نے تک کر جواب دیا

پھر اب تک روٹھی ہوئی کیوں بیٹھی ہو؟؟؟ اب تک کھانا کیوں"

"نہیں کھایا؟؟؟

زارون نے دیکھا تھا اس کی آنکھیں رو نے کی وجہ سے اب تک

لال تھیں

"میری مر رضی"

وہ اس کے نرم لمحے پر تلخ کلامی کرتے ہوئے اسے ایک بار پھر سے

ہڑ کر رہی تھی وہ خاموش ہو گیا تھا

"تم یہاں کیوں آئے ہو؟؟؟"

اسے اپنے پاس پر سکون انداز میں بیٹھے دیکھ کرو وہ سوالیہ نظر وں

سے اسے دیکھنے لگی

"کیونکہ مجھے بہت بھوک لگی ہے"

"تو جا کر کھانا کھائیں یہاں کیا کرنے آئے ہیں؟؟"

اس نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے سامنے بیٹھے شخص کو گھورا

"کیونکہ آج کا کھانا میں یہی کھانے والا ہوں"

"واٹ؟؟ میرے کمرے میں؟؟ مگر کیوں؟؟؟"

"... کیونکہ میری مرضی"

وہ بڑے آرام سے کہتا ہوا بید کراون سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا جبکہ
ملازمہ اجازت طلب کر کے اندر آئی اور کھانے کی ٹرے اس کے
سامنے رکھ کر واپس مر گئی

"ہمم آج تو بہت مزے کی بریانی بنی ہے..."

اسے پتا تھا ایمان بھوک کے معاملے میں بہت سنجیدہ رہتی ہے اس سے زیادہ دیر بھوکا نہیں رہا جاتا تھا اس لئے وہ اکثر جلدی مان جایا کرتی تھی آج زارون نے خاص طور پر چکن بریانی بنوائی تھی جو بلکل ایمان کی پسند کے مطابق تھی

"واہ کیا ٹیسٹ ہے"

اس نے پہلا لقمہ لیتے ہوئے کہا جس پر ایمان اسے گھورنے لگی وہ اس کے سامنے بیٹھا اس کی فیورٹ بریانی کھایا جا رہا تھا مگر وہ بچاری اپنی ضد کے چکر میں بھوکی بیٹھی تھی

ویسے ماننا پڑے گا آپ کی ضد کو، بھلہ میں تو کبھی اپنی ضد کے"
"چکر میں اتنی ٹیسٹی بریانی نہ چھوڑوں
اس نے دوسر القمہ لیا جس پر ایمان کے منہ میں پانی آنے لگا

ویسے میں نے سنا تھا امریکا میں سب کچھ ہوتا ہے سوائے اتنی"
"ٹیسٹی اور اسی انسی چکن بریانی کے،
اب وہ تیسرا القمہ لیا جو کہ اب ایمان کی برداشت سے باہر ہو رہا تھا
ویسے یہ کھانا میں نے تمہارے لئے منگوایا تھا لیکن اگر تم ہمیں "نہیں کھانا تو کوئی بات نہیں ویسے اگر تم کہو تو میں تھوڑی سی بچا "... دیتا ہوں کیونکہ ملازمہ بتا رہی تھی یہ آخری پلیٹ پچی ہے"

وہ حیرانی سے اسے دیکھی جا رہی تھی وہ کس طرح اس کے سامنے اس رہی کے لئے آیا ہوا کھانا خود ٹھو سا جا رہا تھا بھی وہ ایک اور لقمہ لیتا جب ایمان نے غصے سے اس کے ہاتھ سے چمچہ چھینا

"تمہیں شرم نہیں آتی؟؟ یہ کھانا میرے لئے آیا ہوا ہے اور تم" اسے بھی جن کی طرح ختم کرنے جا رہے ہو... انسان ہو بھی یا "نہیں؟؟"

وہ غصے سے کہتی ہوئی اس کے سامنے سے پلیٹ اٹھا کر خود شروع ہو گئی جبکہ اس دوران زارون نے با مشکل اپنی ہنسی دبائی تھی

"یہاں کسی کو میرا خیال ہی نہیں"

اس نے جلدی سے پہلی بائٹ لی اس کی بات پر زارون تعجب سے
اسے دیکھ رہا تھا
" صحیح سے بھوکی ہوں مجال ہے جو کسی نے آکر کھانے کا پوچھا ہو"
اسے یہ بریانی واقعی ٹیسٹی لگ رہی تھی

"... مگر میں نے تو پوچھا تھا"
زارون نے بڑی معصومیت سے کہا جس پر وہ اسے گھورنے لگی
تم نے پوچھا؟؟ اوہ صحیح میں؟؟ میرا آیا ہوا کھانا کب سے خود تمام
کئے جا رہے ہو آدھی پلیٹ بچا کر دی ہے، اس گھر میں صحیح سے
کھانا بھی نہیں ملتا، پوری دیگ میں سے صرف ایک پلیٹ بچائی
" ہے وہ بھی آدھی کر کے دی ہے"

اس نے غصے سے کہا اور پھر سے بربادی سے انصاف کرنے لگی
جس پر اس کا قہقہہ نکلا

میں نے مذاق کیا تھا کھانا بہت رکھا ہوا ہے، تم ملازمہ کو کہہ کر " ॥ منگوالینا

زارون کی بات پر وہ حیرت سے اسے دیکھنے لگی مگر جب اسے اپنی
طرف متوجہ پایا تو رخ دوسری طرف کیے کھانے میں مصروف
ہو گئی

صدیق میاں میں سوچ رہی تھی پرانی حوالی کا وہ اوپر والا کمرہ " ॥
ساٹیں سردار اور اس کی دلہن کو دے دیا جائے
ناشتر کے ٹیبل پر بیٹھے سب لوگ ان کی جانب متوجہ ہوئے

"جیسا آپ کو ٹھیک لگے اماں سائیں"

صدیق صاحب نے سنجیدگی سے کہا اور ناشتے میں مصروف ہو گئے

اماں سائیں ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ کمرہ تو میں نے اپنے اصغر"

"اور اس کی دلہن کے لئے پسند کیا تھا

تمہینہ بیگم کے اچانک بولنے پر سب کا ہاتھ رکا اور ان کی طرف متوجہ ہوئے جبکہ زویاں کی بات سے متفق ہاں میں سر ہلانے لگی

بلکل صحیح کہہ رہی ہیں آپ ممی، وہ کمرہ تو اصغر بھائی جان اور ان"

"کی دلہن کا ہو گا... کیونکہ گھر کے بڑے بیٹے اصغر بھائی جان ہیں

زویا کے بولنے پر اماں سائیں نے سخت تاثرات لئے اسے گھورا

کتنی بار کہا ہے بڑوں کے نقش میں بولنے سے گریز کرو، کب "سمجھو گی؟؟"

اماں سائیں کے سخت لمحے پر وہ چہرے کے عجیب و غریب زاویتے
بنائے اپنے ناشتے میں مگن ہو گئی
بہو تمہیں کتنی مرتبہ کہا ہے اپنی من مرضی کی خواہشات کو"
پورا کرنے کے خواب دیکھنے کے بجائے اس پر عمل کیا کرو جو میرا
"حکم ہے

اماں سائیں نے سخت ناگواری سے اپنے سامنے بیٹھی تمہینہ بیگم کو
گھورا تھا جس پر وہ محل کر رہ گئی تھیں

استغفار اماں سائیں میری بھلہ کیا مجال جو آپ کا حکم نہ مانوں،"

"... میں تو بس بتار ہی تھی کہ

کیا بتار ہی تھیں؟؟ کہ اصغر علی اس گھر کا بڑا اور زارون علی"

"چھوٹا بیٹا ہے؟؟ مت بھولو سرداری چھوٹے سائیں کے پاس ہے

"حج جی اماں سائیں"

وہ شرمندہ سی نظریں جھکا گئیں

اور ویسے بھی اصغر میاں کو آجائے دو پھر اس کی مرضی جان کر"

اس کے لئے بھی کوئی لڑکی ڈھونڈ لینا اور جب کوئی روایتی لڑکی

مل جائے تو تمہاری ان خواہشات کو مد نظر رکھ کر ہی آگے فیصلہ

کیا جائے گا آخر ماں ہو تم اس کی بھلہ تم سے پوچھئے بنا ہم اس کی

"شادی کا فیصلہ تھوڑی نہ کریں گے

اماں سائیں کی بات پر اس نے اثبات میں سر ہلا کیا

"صدیق میاں تمہاری صاحبزادی کہاں ہے؟؟ کیا اب تک نہیں"
"اٹھی؟؟"

اماں سائیں کی بات پر صدیق صاحب جن کا کل سے موڈ آف تھا
ان کی جانب خاموشی سے دیکھنے لگے
"اماں سائیں میں کل سے اس سے نہیں ملا"

ارے بھلہ یہ کیا بات ہوتی؟؟ بھئی جو کچھ ہوا اب کیا ساری"
زندگی اس بات کو ہی دل سے لگائے رکھنا ہے؟؟ ارے کم عمر پنجی
ہے نئی ہی تو آئی ہے حویلی میں یہاں کے اصولوں کو سمجھنے میں
"اسے تھوڑا وقت تو لگے گا نہ"

اماں سائیں نے انہیں سمجھاتے ہوئے کہا جس پر انہوں نے
اثبات میں سر ہلا لیا

ویسے اماں سائیں اب ایسی بھی کونسی پڑھائی تھی جس کی وجہ " سے ایمان گھر کے تمام اصول ہی بھوک بیٹھی
تھیں نہ بیگم اپنی عادت سے مجبور تنزیہ انداز میں کہنے لگیں جس پر
صدق صاحب کا دل دکھا تھا اماں سائیں نے پھر سے تھیں نہ بیگم کو
گھورا جس پر وہ جلدی سے اپنے ناشتے میں مصروف ہو گئیں

جبکہ زارون کو ان باتوں سے شدید نفرت تھی اگر کوئی ایمان کے
خلاف ایک لفظ بھی کہتا تھا اس کے تن بدن میں آگ لگ جاتی

تھی مگر ایک سردار ہونے کی حیثیت سے وہ ہمیشہ ان باتوں کو
ضبط کر جاتا تھا

زویا جا کر دیکھ آؤ وہ ابھی تک کیوں نہیں اٹھی؟؟ المسما جانے"

"رات میں بھی اس نے کچھ کھایا تھا یا نہیں

اماں سائیں کواس کی فکر ہو رہی تھی انہوں نے سنجیدگی سے کہا تھا

جس پر زارون ان کی طرف دیکھنے لگا

"اماں سائیں رات میں نے اسے کھانا کھلادیا تھا"

زارون کی بات پر زویا جل بھن کرا سے دیکھنے لگی جبکہ زلینجا بیگم

نے اثبات میں سر ہلا کیا

"چلو اچھا ہوا یہ تو کہ اس نے رات کھانا کھالیا تھا"

انہیں یہ جان کر خوشی ہوئی تھی کہ زارون آج بھی ایمان کے
لئے ایسے ہی جز بات رکھتا ہے جیسے پہلے تھے



وہ جب نیند سے بیدار ہوئی تو اسے اپنے سر میں شدید درد محسوس
ہونے لگا اس نے اٹھنے کی بہت کوشش کی مگر اس کا وجود بخار میں
تپ رہا تھا با مشکل اس نے سامنے گھٹری میں وقت دیکھا جہاں
وقت بارہ سے اوپر ہو چکا تھا

"افف اللہ آخريہ کیا ہو رہا ہے"

اسے لگا اس کا سر چکر ارہا ہو

"...بابا"

اس نے تیز آواز لگائی مگر تب ہی اسے کل والا منظر یاد آیا اس کے
جان سے پیارے بابا نے اپنی جان سے پیاری بیٹی پر ہاتھ اٹھایا تھا
اچانک سے اس کی آنکھوں میں نمی اترنے لگی

"بaba آپ میرے ساتھ ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟؟"

وہ با مشکل بیڈ کراون سے ٹیک لگا کر بیٹھی اسے بہت افسوس تھا
کل جو کچھ ہوا تھا اسے اتنا تو پتا تھا یہ سب ایک نہ ایک دن ہونا ہی
تھا مگر اتنی جلدی ایسا ہو جائے گا اس نے اس بات کا تصور بھی نہ
کیا تھا

آپ کتنے بدل گئے ہیں بابا، پہلے آپ مجھے منانے آ جایا کرتے " تھے مگر اب... اب آپ کی بیٹی بخار میں تڑپ رہی ہے اور آپ کو "... کوئی خبر تک نہیں

اس کی آنکھوں سے آنسوں جاری ہونے لگے تھے

مگر تب اسے کل والا منظر یاد آیا جب زار وون اس کے پاس بیٹھا اسے کس طرح سے باتوں میں لگا کر کھانا کھلا گیا تھا وہ ہمیشہ سے ایسا ہی کرتا تھا ایمان کے لاکھ غصہ کرنے پر لاکھ بد تمیزی کرنے پر بھی وہ شخص اس کا بے انتہا خیال رکھتا تھا

افسوس بابا... وہ شخص جس کی موجودگی مجھے ایک پل نہیں"

برداشت وہ شخص آج بھی ویسا کا ویسا ہی ہے، مگر آپ... آپ بدلتے بابا"

وہ سر پکڑے سکیوں سے رونے میں مصروف تھی اسے آج شدت سے اپنے اکیلے ہونے کا احساس ہو رہا تھا

"...پانی"

اسے لگا اس کا گلاسو کھنے لگا ہو کسی سہرا کی طرح وہ اپنی سائٹ ٹیبل پر پانی کا گلاس اٹھانے لگی اچانک سے اس کا سر چکرایا اور گلاس اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین بوس ہو گیا اب اس کی آنکھوں سے مزید آنسوں جاری ہونے لگے تھے



ویسے اماں سائیں اب اگر میں کچھ کہوں گی تو سب بولیں گے " بولتی ہے، آپ کو پتا ہے صبح سے کوئی دس پندرہ بار ایمان کے کمرے کا دروازہ بجا چکی ہوں ایک تو میدم اللہ جانے کیوں دروازہ بند کر کے سوری ہیں اوپر سے سونا بھی ایسا کے ڈھوں بجانے پر " بھی نہ اٹھے، لیکن خیر میں جاتی ہوں دوبارہ

زویا اپنی لمبی چڑیا کو ایک جھٹکے سے کمر کی طرف دھکلیتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں چلتی ہوئی ڈائیننگ ہال سے باہر جانے لگی جب ملازمہ بھاگتی ہوئی ڈائیننگ ہال میں آئی جو جلد بازی میں زویا سے ٹکرائی

"آاہِ میں میرا پاؤں"

ہائے ہائے ہا جرہ دن بہ دن اندھی نہیں ہوتی جارہی تم ہاں؟؟"
آنکھیں کھول کر چلا کرو ہائے میری چاند سی بیٹی سے ٹکرائی پتا
"بھی ہے ناکتنی نازک ہے میری بچی ہائے
وہ جو گرتے گرتے بچی تھی اب ڈرامے بازیاں کرنے لگی جبکہ
تہمینہ بیکم جو بھاگتی ہوئی اس کے پاس آئیں تھی وہ اس ڈرامے
بازی میں زویا کا پورا پورا ساتھ دینے لگیں

"...وہ وہ معازر ت بیکم صاحبہ مگر"

"اے مگر وہ کیا؟؟ ہاں ابھی اگر وہ گرجاتی تو"
ملازمہ ہڑ بڑا ہٹ کے سبب کچھ بول ہی نہیں پار ہی تھی جبکہ
تہمینہ بیکم اب تک اس پر برس رہی تھیں

بہو بس کرو!! اسے سانس تو لینے تو... ہا جرہ کیا ہوا؟؟ اتنی"

"بوکھلائی ہوئی کیوں ہو؟؟؟

اماں سائیں کی تیز آواز پر ان کی زبان کو بریک لگا

"...وہ اماں سائیں چھوٹی بی بی"

"کیا ہوا چھوڑی بی بی کو؟؟؟"

ابھی وہ آدھے ہی الفاظ کہہ پائی تھی جب زارون کر سی پچھے کئے

فکر مندی سے کھڑا ہوا اور پوچھنے لگا

وہ سائیں سردار چھوٹی بی بی کے کمرے سے کچھ ٹوٹنے کی آواز"

آئی ہے... اور میں نے بہت دروازہ بجا یا مگر اندر سے کوئی جواب نہ

"آیا"

ہاجرہ کی بات پر وہ اماں سائیں کی طرف دیکھنے لگا جو پہلے ہی پریشان
نظر آ رہی تھی

"چھوٹے سائیں رکیں"

زارون نے ایک منٹ نہ لگایا وہ صدیق صاحب کی بات کو نظر
انداز کرتا ہوا اپنے منظبوط قدموں سے با قاعدہ دوڑتے ہوئے
سیڑھیاں عبور کر کے ایمان کے کمرے کی جانب جا پہنچا
اللسا خیر کرے نجانے اب یہ لڑکی کو نسانیا ہنگامہ برپا کرنے والی"

" ہے "

صدیق صاحب اٹھ کر جانے لگے تھے

کرنا کیا ہے صدیق بھائی صاحب یاد نہیں آپ کی صاحبزادی"

نے بچپن میں بھی بے وجہ رورو کر پوری حوصلی سر پر اٹھا لی تھی اور تب کہیں جا کر سائیں سردار نے اسے باہر پڑھنے جانے کی اجازت دی تھی نجات نے اب کونسی نئی ضد کھڑی کرنے والی ہے

"آپ کی لاڈلی"

تمہینہ بیگم نے کوئی کسر نہ چھوڑی تھی صدیق صاحب کے دل کو دکھانے میں اماں سائیں شک کی نگاہ سے صدیق صاحب کو دیکھنے لگیں کیا واقعی وہ جو سوچ رہی تھیں وہ ہونے والا تھا



"ایمان... ایمان دروازہ کھولوا یمان"

وہ پاگلوں کی طرح دروازہ پیٹ رہا تھا اسے ایمان کو کھونے کا بچپن
ہی سے بہت ڈر تھا کہیں وہ اپنا سالوں کا پیار نہ کھو بیٹھے
جس پیار کا اس نے بچپن سے انتظار کیا تھا اسے خود سے دور تصور
کر کے اس کی روح تک کانپ اٹھی تھی

"... ایمان"

وہ جانتا تھا یقیناً کچھ ہوا تھا ورنہ اتنی خاموشی کبھی نہ ہوئی تھی اس
نے ملازمہ سے چابی منگوا کر دروازہ کھولا مگر جب نظر سامنے
پڑے وجود پر گئی تو اس کے وجود کو ایک زور دار جھٹکا لگا تھا وہ کسی
بے جان شے کی مانند زمین پر بے ہوش پڑی تھی زارون کو لگا اس
کا دل کسی نے مٹھی میں زور سے دبوچ لیا ہو

وہ سردار تھا ایک انہتائی سنجیدہ نرم دل مخطوط سردار، جو طوفان
کے بجائے کئی طوفانوں کا سامنا کر چکا تھا وہ سردار جو کبھی کسی کے
آگے نہ جھکا تھا جس نے ہمیشہ بہادری دلیری سے ہر مشکل کا
سامنا کیا تھا

جس نے کبھی گٹھنے نہیں ٹیکے تھے جس کے دل میں سوائے اللہ
باریک تعالیٰ کے اور کسی کا ڈرنہ تھا جس کی کوئی کمزوری نہ تھی مگر
آج وہ کمزور پڑھتا دکھائی دے رہا تھا اس کا پورا وجود کانپ رہا تھا وہ
خود کو ہارتا ہوا محسوس کر رہا تھا

"ایمان آنکھیں کھولوا ایمان"

وہ اس کے گالوں کو تھپتھپائے اسے ہوش میں لانے کی کوشش
کر رہا تھا زارون کو لگا اس کا دل بند ہونے کو ہے

"... ایمان"

صدقی صاحب جو ابھی ابھی سیڑھیوں سے اوپر آئے تھے اپنی
بیٹی کو اس حال میں دیکھ کر تڑپ کر رہ گئے تھے

"... مینو"

وہ جلدی سے اس کے پاس آ بیٹھے

"مینو آنکھیں کھولو میری جان"

وہ جو با مشکل ہلکی سی آنکھیں کھول کر دیکھنے کی کوشش کر رہی
تھی اسے اس ہی شخص کا چہرہ نظر آیا تھا جس سے وہ بے انہتا بیر
ر کھٹی تھی

"بaba"

زارون کے جان میں جان آئی تھی جب اس نے اپنے سوکھے
لبول سے کچھ کہا تھا زارون اسے گود میں اٹھائے بیٹ پر لایا

"ایمان تم ٹھیک تو ہونہ میرا بچہ ؟؟"

صدق صاحب نے پیار سے اس کے رخسار کو چھوڑا جس پر اس نے
اثبات میں سر ہلا�ا

"...بابا آپ اب بھی ناراض ہیں مجھ سے"

وہ دھیمے لمحے میں کہنے لگی

نہیں میری جان میری شہزادی بابا تم سے بھلہ کبھی ناراض"

"ہونے ہیں

انہوں نے اسے گلے سے لگایا جس پر اس نے اپنے ہاتھوں سے
حصار بناتے ہوئے آنسو بہانا شروع کئے

"... نہیں میری جان میری پر نسرا یسے نہیں روتے"
وہ لوگ تو یہ بھول ہی بیٹھے تھے سامنے کھڑا شخص جس کی کچھ دیر
پہلے جان نکلی جا رہی تھی وہ ایمان کی نظر وہ کے انتظار میں تھا مگر
وہ تو جیسے اسے بھول ہی بیٹھی تھی

"مگر میں آپ سے ناراض ہوں بابا"

"کیوں میری جان... بابا کو معاف کر دو"

صدقی صاحب نے اس کی پیشانی پر اپنے لب رکھے جب اس نے
چھوٹی سی سرخ ناک کو رکھتے ہوئے کہا

"بaba آپ میری بات مان لیں پلیز زز"

"ایمان تمہیں تو بہت بخار ہے"

وہ ابھی مزید کچھ کہتی جب صدق صاحب نے اس کی پیشانی کو گرم محسوس کرتے ہوئے زارون کی طرف دیکھ کر کہا

"چاچا جان پریشان نہ ہوئیں میں ڈاکٹر کو کال کرتا ہوں"

کوئی ضرورت نہیں احسان کرنے کی میرے بابا اور میرے"

"درمیان جو کچھ ہوا اس کی اصل وجہ تم ہو

وہ جیب سے موبائل نکال کر باہر جانے ہی لگا تھا جب وہ اس پر

برس پڑی جس پر اس کے قدم رکے تھے

"... ایمان ایسے نہیں کہتے سائیں سردار ہیں وہ"

اوہ پلیز زبایا میں نہیں مانتی کسی سردار کو میں بس اتنا جانتی ہوں"
آج میں جس حال میں بھی ہوں اس کی وجہ یہ سامنے کھڑا شخص

" ہے "

وہ غصے سے چینچنی جارہی تھی جب زویا اور تمہینہ بیگم بھی وہاں

پہنچ

ہائے ہائے لڑکی سائیں سردار کے سامنے کیسے پیش آرہی ہو؟؟؟"

جانتی بھی ہو وہ سائیں سردار ہیں، نہ صرف اس حوالی گاؤں بلکہ

اس پورے شہر کے سردار اور پھر اپنے ہونے والے شوہر سے

" بھلہ ایسے کون پیش آتا ہے ؟؟

تہمینہ بیگم ہمیشہ آگ پر تیلی کا کام سرانجام دیتی تھیں ان کی باتوں
سے ایمان کو مزید تپ چڑھی تھی
بکواس بند کریں اپنی... یہ شخص میرا شوہر نہیں بن سکتا سمجھیں"
"آپ"

ہائے اللہیہ دن دیکھنا باقی رہ گیا تھا کہا بھی تھا صدق بھائی " صاحب کو کہ اس کو میرے حوالے کر دیں ایسی تربیت کروں گی " کہ زویا کی جڑ والے لگے گی دیکھو کیسی زبان دراز نکلی ہے تہمینہ بیگم کو ایک اور موقع ملا تھا جسے بھی وہ ہاتھ سے گوانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی تھیں

ایک یہ ہے میری زویا جس نے کبھی کوئی غلط بات نہیں کی"

سنگاری ہے میری بچی اس نے تو کبھی سائیں سردار کے ساتھ
تیز آواز میں بات بھی نہ کی اور ایک یہ ہے نوابزادی جو ہمارے
سامنے ہی پوری حوالی میں شور مچا کر سائیں سردار سے تلحہ کلامی کر
" رہی ہے آخر سے اجازت کس نے دی ہے
ایسے وقت میں بھی وہ مسلسل اسے برآ اور اپنی بیٹی
کو اچھا کہیں جا رہی تھیں

چھی جان بس کریں... آپ اپنے کمرے میں جائیں یہ میرا اور"
ایمان کا ذاتی معاملہ ہے بہتر ہو گا آپ سب اس میں مداخلت
" کرنے سے گریز کریں

وہ سخت لمحے سے کہتا ہوا ان کی زبان بند کر واگیا تھا صدیق
صاحب بھی اسے دیکھنے لگے کیونکہ وہ کبھی گھر کی عورت توں سے
سخت لمحے سے پیش نہ آیا تھا

اور رہی بات اجازت کی تو یہ آپ سمیت پورا گاؤں جانتا ہے کہ "چودھری زارون علی کی تلخ کلامی، او نجی آواز اور کڑ والہ بھے برداشت کرتا ہے تو صرف ایمان علی ہے، ایک یہی تو ہے جو زارون علی کے سامنے اپنی من مرضی سے پیش آتی ہے... اسے "اجازت ہے یہ جو چاہے کر سکتی ہے

زارون کے یہ الفاظ سن کر ایمان تعجب سے اس کی طرف دیکھنے لگی تھی زارون نے اپنے الفاظ ایمان کی طرف دیکھ کر ادا کئے تھے

جس پر زویا پیر پٹختی ہوئی اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ کروہاں سے چلی گئی
تھی

چاچا جان آپ پریشان نہ ہونیں اور جا کر اپنا ناشستہ مکمل کر لیں " ।
"تب تک میں یہیں پر ہوں ڈاکٹر تھوڑی دیر میں آتا ہی ہو گا
اس کی بات مانتے ہوئے انہوں نے اثبات میں سر ہلا کیا اور وہاں
سے چلے گئے

جبکہ اس کے حکم کی تعییں ہوتا دیکھ کروہ غصے سے اسے گھورنے
لگی وہ پر سکون انداز میں چلتا ہوا صوف پر آبیٹھا اور اپنی بڑھتی
دائرہ کو سہلاتے ہوئے اسے دیکھنے لگا جس پر ایمان نے مزید
اسے گھورا بے ساختہ زارون کے لبوں پر مسکراہٹ آئی

اتنانہ گھور والریڈی اتنا تیز فیور ہے ایسا نہ ہو بی پی بھی ٹوب پر چلا"

"جائے"

اس کے ایسے مسکرانے پر ایمان کو اس سے سخت چڑھ آنے لگی
تھی وہ غصے سے بیڈ سے اٹھ کر اسے گھورتی ہوئی با تھہ چلی گئی



"چھوٹے سائیں اب کیسی ہے ایمان کی طبیعت"

جی اماں سائیں بہتر ہے اب میں نے ناشتا اس کے کمرے میں"

"بھجواد یا تھا

زارون کی بات پر زلینخا بیگم نے اثبات میں سر ہلا یا جبکہ پاس کھڑی
زوپاپھر سے غصے سے لال ہونے لگی

چلو اچھا کیا اسے تھوڑا وقت دینا چاہیے وقت آنے پر سمجھ بھی"
جائے گی اور مان بھی جائے گی ویسے بھی ہم نے سوچا ہے کچھ مہینے
"بعد تقریب رکھی جائے

اماں سائیں کی بات پر صدیق صاحب نے اثبات میں سر ہلا کیا مگر
زارون کو کہاں برداشت تھا کہ وہ مزید تاخیر کرے پہلے ہی وہ
کتنے سال انتظار کر چکا تھا مگر اب اس نے سوچ لیا تھا اس ضدی
لڑکی کو اب زارون کی ضد بننے سے وہ خود بھی نہیں روک پائے
گی

اماں سائیں آپ کو نہیں لگتا مزید تاخیر کرنا مناسب نہیں؟؟"

پہلے ہی مخالفین گھات لگائے بیٹھے ہیں ابھی ذرا خطرہ تھما ہے اس
لئے ان کا کسی بھی طرح سے حملہ کرنا ممکن نہیں لیکن اگر تاخیر
اکر دی گئی تو ممکن ہیں وہ لوگ پھر سے تیار ہو جائیں

اس نے بات کو بہت اچھی طرح سے سن بھا لتے ہوئے پیش کیا

اماں سائیں یہ ٹھیک کہہ رہا ہے ابھی انہوں نے حملہ کر لیا ہے"
جس کا ہم نے کوئی جواب نہیں دیا، بہتر یہی ہو گا کہ جلد سے جلد
"شادی کر دی جائے

زارون کی بات پر صدیق صاحب نے بھی اپنا ارادہ بتایا جس پر

اماں سائیں نے اثبات میں سر ہلا کیا

صدیق میاں وہ بیٹی ہے تمہاری تم اسے پیار سے سمجھاؤ اسے"

"...مناؤ، جانتے ہیں تھوڑی ضدی ہے مگر مان جائے گی

اماں سائیں کی بات پر زارون نے سکھ کا سانس لیا جبکہ تمہینہ بیگم زویا کے اشارہ کرنے پر پھر سے اپنا شیطانی دماغ چلانے لگیں

ویسے میں سوچ رہی تھی اماں سائیں کیوں نہ ایمان سے آپ "

خود بات کریں... کیا پتا وہ مردوں کونہ بتائے اپنی پریشانی آپ کو

" بتا دے

تمہینہ بیگم کی بات پر صدیق صاحب نے اپنا سر پکڑا

بھلمہ ایسی کو نسی پریشانی ہو سکتی ہے جو وہ اپنے بابا کے بجائے مجھے"

" بتائے گی ؟؟؟

زیلخا بیگم نے سوچتے ہوئے کہا
دیکھیں اماں سائیں میں کروں گی بات صاف اور سیدھی، بھی " " آج کل کادور بڑا غلط چل رہا تھا ارے باہر جا کر پڑھنا مطلب پریشانیوں کو اپنے گلے لگانا... کیا پتا اس کے انکار کی کوئی اور وجہ " ... ہو "



"مشلاً؟؟؟"

اماں سائیں کو تجسس ہوا آخر وہ کیا کہنا چاہر ہی تھیں
مشلاً یہ کہ آج کل لڑکا لڑکی پاکستان کی یونیورسٹی میں بھی ساتھ " "
پڑھتے ہیں تو بھلہ وہ تو بہت آزادانہ ملک تھا کیا پتا ایمان کو بھی
کوئی ... میرا مطلب ہے کوئی پسند آگیا ہو... اب دیکھیں ایسی
" ... باتیں تو وہ مرد سے کرنے سے رہی نہ

اکھی تھمینہ بیگم آگے کچھ کہتیں جب اماں سائیں نے انہیں سخت
ناگواری سے گھورا جبھی زارون بھی غصے سے کھڑا ہوا لیکن
صدیق صاحب سر جھکا گئے تھے آخر اتنے الزامات وہ کیسے لگالیتی
تھیں

ایک بات کان کھول کر سن لیں آپ پچی جان... آج کے بعد"
اگر آپ نے ایمان کے بارے میں کوئی بھی غلط بات کی یا اس کے
کردار پر کچھرا چھالنے کی کوشش کی تو میں بھول جاؤں گا کہ آپ
"اس گھر کی فرد اور مجھ سے بڑی ہیں
آج پہلی بار اس کا صبر جواب دے گیا تھا جب تھمینہ بیگم اور زویا
آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھ رہی تھیں وہ بڑے بڑے ڈگ

بھرتا ہوا وہاں سے چلا گیا جبکہ صدق صاحب ایک افسوس بھری
نگاہ ان پر ڈالتے ہیں وہاں سے اپنے کمرے کی جانب چلے گئے

"... سوچ سمجھ کر بولا کرو تھینہ بیگم"

اماں سائیں کو بلکل بھی پسند نہیں آیا تھا ان کا ایمان کو ایسا کہنا البتہ
وہ ظاہر نہیں کرتی تھیں مگر ایمان کے لئے ان کے دل میں بہت
محبت تھی



بابا جان آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں؟؟؟ مطلب آپ اپنی بات پر"
"اب بھی قائم ہیں؟؟؟"

صدقیق صاحب کی بات پر اسے زور کا جھٹکا لگا تھا آخر وہ اب تک
اسے رضامند ہونے کے لیے تیار کر رہے تھے مگر اسے ان سے
ایسی امید نہ تھی

ہاں میں اپنی بات پر آج بھی قائم ہوں... ایمان پیٹا تم کیوں"
نہیں سمجھ رہیں اپنے بابا کو دیکھو میں بھی تو تمہیں سمجھتا ہوں نہ...
آخراں مسئلہ کیا ہے؟؟

صدقیق صاحب کے دل میں اب واقعی ڈر بیٹھ گیا تھا جبھی وہ بہت
خوفزدہ تھے کیونکہ انہیں زارون کے غصے کا پتا تھا اگر واقعی ایمان
کو کوئی پسند ہے تو یا تو وہ اس شخص کو ختم کر دے گا یا پھر ایمان کی
خوشی کے خاطر خود کو ختم کر لے گا

بابا آپ بھی تو اس بار مجھے نہیں سمجھ رہے آپ جانتے ہیں مجھے"
ایسا ماحول نہیں پسند یہ گاؤں، سردار، یہ مسئلے، دشمنیاں، حملے یہ
سب مجھے نہیں پسند... آپ جانتے ہیں میں مادرن زمانے کو زیادہ
"اہمیت میں رکھتی ہوں

ایمان نے اپنے بالوں کو سنوارتے ہوئے کہا

"...ایمان ایک بات سچ سچ بتاؤ"
اس کی بات پر صدیق صاحب نے اپنے ماتھے کا پسینہ صاف
کرتے ہوئے پوچھا اس وقت ان کی آنکھوں میں عجیب ساڈر تھا
"کیا تمہیں کوئی اور پسند ہے؟؟ یا ایسا کچھ"

مزید آگے کچھ بھی کہنا ان کے لئے نہ ممکن سا تھا انہوں نے خوف لگ
سے اسے دیکھا جو بے یقینی سے انہیں دیکھ رہی تھی

"بابا جان آپ یہ کیسا سوال کر رہے ہیں؟؟"

اسے حیرت کا جھٹکا لگا تھا اس نے تو ایسا کبھی سوچا بھی نہ تھا ان کی
دی ہوئی آزادی کا اس نے کبھی کوئی ناجائز فائدہ نہیں اٹھایا تھا

ایمان تمہیں میرے سر کی قسم سچ بتاؤ... اگر ایسی کوئی بھی بات"
ہے تو تم مجھے سچ سچ سب کچھ بتا دوا ایسا نہ ہو مجھے بعد میں کسی اور
" ... کے منہ سے پتا چلے

صدیق صاحب نے اس کا ہاتھ اپنے سر پر رکھا جس پر وہ حیرانی
سے انہیں دیکھنے لگی

بابا آخر آپ کو ہو کیا گیا ہے؟؟ بھلہ مجھے کون پسند ہو گا؟؟ آپ " جانتے بھی ہیں میں کسی ہوں پھر آپ نے ایسا سوال کیوں پوچھا " مجھ سے؟؟ بھلہ مجھ سے ایسی کوئی غلطی ہو سکتی ہے کیا؟؟ ایمان کی بات پر ان کی آنکھوں میں آنسوں آنے لگے تھے جس پر وہ پریشان سی ہوئی تھی

"بابا جان آپ رور ہے ہیں؟؟" ایمان کی بات پر انہوں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا بیٹا تم جانتی ہونہ تمہاری تربیت میں نے بہت احتیاط سے کی ہے " میں نے پوری کوشش کی ہے کہ کوئی کمی نہ ہو، دیکھو بیٹا مجھے سب

کے سامنے رسوانہ کرنا تمہارے انکار کی بھلے جو بھی وجہ ہو لیکن

"...بات کردار تک آہی جاتی ہے"

ایمان نے اپنے ہاتھ سے ان کے آنسوؤں کو صاف کیا

بابا آپ کو کسی نے کچھ کہا ہے؟؟ یقیناً تائی جان نے کچھ الٹا سیدھا"

"...کہا ہو گا

بیٹا جب تک تم زارون کے نکاح میں نہیں آ جاتیں لوگ باتیں"

بناتے رہیں گے، لیکن اگر ایک بار تم اس کے نکاح میں آگئیں پھر

"دیکھنا تمہیں کوئی اف بھی نہیں کہے گا

صدقیق صاحب نے اسے یقین دلاتے ہوئے کہا جس پر اس نے

چہرے کے عجیب و غریب زاویتے بنائے

بیٹا میں سچ کہہ رہا ہوں یہ تو تم بھی جانتی ہو بچپن ہی سے وہ"

تمہیں ہر طرح سے سپورٹ کرتا ہے ہمیشہ تمہارا ساتھ دیتا ہے
تمہاری ہمایت کرتا ہے اور تو اور تمہارے سامنے آج اس نے
کس طرح ان دونوں ماں بیٹیوں کو چپ کروایا تھا... اور ابھی کچھ
دیر پہلے بھی وہ تمہارے کردار پر اٹھتی انگلیوں کو نیچے کر چکا تھا اور
آگے بھی اگر مجھے کچھ ہو جاتا ہے تو ایک وہی ہے جس پر مجھے پورا
بھروسہ ہے وہ تم پر اٹھتی تمام انگلیوں کو کاٹنے میں دیر نہیں
کرے گا"

ان کی بات پر جہاں اس کا دل کردار کے الفاظ پر پریشان ہوا تھا
وہیں پر کچھ پہلے کے لیے اس کا دل یہ بات تسلیم کرنے لگا تھا کہ

واقعی زارون کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ سب سچ ہے مگر
سچ میں کہیں اس کی ضد اس کی انا اور غصہ پھر سے آنے لگا تھا

بابا آپ مجھے کچھ وقت دیں... میں فلحاں ان سب باتوں کو سمجھنے"

"... اور قبول کرنے کی کنڈ لیشن میں نہیں ہوں

اس بار اس نے کوئی تلخ کلامی نہ کی بلکہ وہی کہا جو اس سے ٹھیک لگا تھا

صدقی صاحب نے اثبات میں سر ہلا کیا

تمہارے پاس دو ہفتے ہیں سوچنے کے لئے، دشمن گھات لگائے"

بیٹھے ہیں ایمان ہمیں شادی جلد سے جلد کرنی ہو گی ورنہ مسئلہ

"بہت زیادہ بڑھ جائے گا

صدقی صاحب نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا

"بابا کیسا مسئلہ؟؟؟"

مخالفین... جو اصل مسئلہ ہیں، دیکھوا یمان جب تک تم یہاں "تھیں ہم کھل کر ناتوجنگ کر سکے تھے نہ انہیں ان کی کی ہوئی حرکت کا جواب دے سکے تھے کیونکہ ہمیں تمہارا بہت ڈر تھا، مگر تمہارے جانے کے بعد زارون نے ان سے ہر ظلم کا بدله لیا تھا اور اس ہی وجہ سے آخری بار انہوں نے زارون پر چھپ کر وار کیا تھا "جو زخم بھی بھی اس کے بازوں پر ہے ان کی بات پر اسے کچھ کچھ سمجھ آنے لگا تھا

بیٹھا دیکھا ب جب تم واپس ہو یہی آچکی ہوا نہیں اس بات کی خبر" مل چکی ہو گی اب وہ موقع کے انتظار میں ہوں گے تبھی تو ہو یہی

سے تمہارا نکنا منع ہے... اس لئے جلد سے جلد تمہاری شادی
کر دی جائے گی تاکہ شادی سے فارغ ہو کر ہم انہیں ایسا جواب
"دیں جوان کی سات نسلیں تک یاد رکھیں"

ابھی وہ لوگ باتوں میں مصروف تھے جب ملازم نے اجازت

چاہی

"آجاؤ"

سامنے ڈرائیور آپ کا انتظار کر رہا ہے، اماں سامنے کا حکم تھا پرانی"
"حوالی کا چکر لگالیا جائے

"ٹھیک ہے شفیق تم جاؤ میں ابھی آتا ہوں"

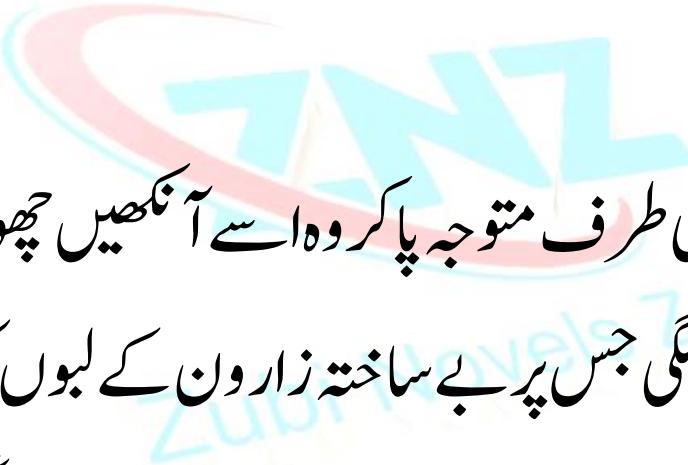
اشارہ ملتے ہی ملازم واپس چلا گیا تو وہ ایمان کی طرف متوجہ ہوئے

امید ہے تمہیں ساری صورتحال سمجھ آگئی ہو گی... اب تم مزید "اپنے بابا کے لیے مشکلات پیدا نہیں کرو گی" وہ اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھتے ہوئے وہاں سے چلے گئے جبکہ وہ جو کچھ مہینوں کا وقت چاہتی تھی صرف دو ہفتوں کا سن کر اس کی پریشانی مزید بڑھ گئی تھی



شام کا وقت تھا گاؤں میں تیز ہوا نہیں رقص کرتی محسوس ہو رہی تھیں آسمان پر باد لوں کا راج تھا وہ اپنے کمرے کی کھڑکی کے پاس کھڑا نیچے گارڈن میں ہاتھ پھیلائے گھومتی ہوئی لڑکی کو دیکھ رہا تھا جو اس وقت کسی پری سے کم نہ لگ رہی تھی

وہ جو بارش کی بوندوں سے لطف اندوز ہو رہی تھی کسی کی نظر وہ
کی تپش محسوس کرتی ہوئی اطراف میں نظریں دوڑانے لگی اتنی
برٹی ہو یا میں بھلہ وہ کہاں کہاں تک اس نظر کو تلاش کرتی تمام
جمگوں پر دیکھنے کے بعد جب اس کی نظر زاروں کے کمرے کی
کھڑکی پر گئی تو وہ جیسے وہیں کھڑی جم گئی



اسے مسلسل اپنی طرف متوجہ پا کروہ اسے آنکھیں چھوٹی کرتے
ہوئے گھورنے لگی جس پر بے ساختہ زاروں کے لبوں کو ایک
خوبصورت مسکراہٹ نے چھوا تھا جس پر وہ مزید اسے گھورنے
لگی وہ اس کی تھیکی نگاہوں سے دل ہی دل میں لطف اندوز ہوتا ہوا
کھڑکی سے غائب ہو گیا

ہونہے بے شرم کیسے گھور رہا تھا مجھے، مگر میں بھی ایمان علی " " ہوں بھلہ کوئی زیادہ دیر تک مجھ سے نگاہیں تھوڑی ملا سکتا ہے

وہ دانت بیچتے ہوئے خود کلامی کرنے لگی جبکہ آخری والے الفاظوں پر خود کو سہرا تی ہوئی ایک انداز سے بالوں کو سنوارنی لگی
مگر تبھی اچانک سے اپنے پچھے کسی کی موجودگی محسوس کرتے
ہوئے وہ کرنٹ کھا کر پلٹی

وہ جو کچھ دیر پہلے جس بات کو لے کر خود پر عش عش کراٹھی تھی
اب اصل میں وہی بات اس کے چھوٹے سے پچھتاوے کی وجہ
بن چکی تھی کیونکہ سامنے کھڑا شخص مسلسل اس کی آنکھوں میں
دیکھا جا رہا تھا

"اک کیا ہے؟؟ ایسے کیوں دیکھ رہے ہو؟؟"

ایمان کے لئے اب مزید اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھنا مشکل
ہوتا جا رہا تھا وہ نظریں چراتی کوئی بڑ بڑائی

"پھر کیسے دیکھا جائے؟؟"

وہ شوقیہ انداز میں کہتا ہوا اسے پھر سے تپارہ تھا

"دیکھنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟؟"

اس نے بھی تنک کر جواب دیا جس پر ایک بار پھر اس کے لب
مسکرائے

اچھا جی صحیح ... تو پھر نہیں دیکھتے ہم آپ کو دشمنِ جان... ویسے"

بھی سناتے ہیں جن سے دل کا رشتہ ہوتا ہے وہ نظر وہ سے جان لینے

"... کا ہنر رکھتے ہیں

ایمان کو اکثر لگتا تھا جیسے وہ شاعرانہ انداز میں گفتگو کرنے کا ہنر

رکھتا ہو گا

"... اتنا اچھا موسم ہے اتنا اچھا مود تھا سب خراب کر دیا"

اس کی بات کا کوئی بھی جواب دیئے بغیر وہ وہاں سے جانے لگی

جبکہ مسلسل منہ میں بڑا بڑا جارہی تھی جو وہ سن چکا تھا

"حویلی سے باہر جانا چاہتی ہو؟؟؟"

اس مرتبہ اس کے قدم رکے تھے کیونکہ بات جو اس کے مطلب
کی تھی وہ جب سے یہاں آئی تھی ایک دن بھی یہاں سے باہر
نہیں گئی تھی اب جب زارون کے منہ سے یہ الفاظ سننا تھا تو اندر
ہی اندر بے حد خوش تھی

"... ہاں نہ پلیز زز... میرا مطلب... ضرور"

وہ خوشی سے چور لججے میں کہے گئے الفاظ پر آخری میں تھوڑی
شرمندہ بھی ہوئی تھی

ٹھیک ہے تیار ہو جاؤ... پہلے تمہاری لاہبری ری جائیں گے پھر"

"... وہاں سے جہاں تم کہو
زارون کی بات پر وہ اسے سوالیہ نظر وہ سے دیکھنے لگی

"جائیں گے مطلب؟؟ کیا تم بھی میرے ساتھ جاؤ گے؟؟؟"

وہ ایک نظر سرتاپیر زارون کو دیکھتی ہوئی آنکھیں گھمانے لگی
کیونکہ وہ اس وقت وائٹ کلف کی شلوار کمپیٹ میں مبوس تھا جبکہ
شال اس کے کاند ہے پر ترتیب سے سیٹ ہوئی تھی کیونکہ ایمان
کو ایسے کپڑے بلکل پسند نہیں تھے جو زارون سمجھ چکا تھا

پندرہ منٹ ہیں آپ کے پاس... اگر جانا چاہتی ہو تو تیار ہو کر"

"... باہر آ جانا میں ویٹ کروں گا

وہ مختصر سا کہتا ہوا پلٹ کر چلا گیا جبکہ وہ بے یقینی سے اسے جاتا
دیکھ رہی تھی آخر وہ کس طرح اس کے سوال کا جواب دیئے بغیر
اپنی بات آگے رکھتا ہوا چلا گیا تھا

اففف السلاط میں کس طرح جاؤں گی وہاں؟؟ بھلہ کوئی پرانی "دوست نکل آئی تو اسے کیا جواب دوں گی؟؟ اس سے ملویہ ہے میرا کزن زارون ... بڑا سردار سائنس میں بنا پھرتا ہے پہنچ کی تو تمیز تک نہیں جب دیکھو شلوار قمیض پہنے شال لٹکائے چہرے پر غصہ لئے کسی سلطنت کے سلطان کی طرح پوری حوصلی میں ... گھومتار ہتا ہے"

وہ اس کے جانے کے بعد مسلسل بڑا آئی جا رہی تھی مگر تبا اسے یاد آیا اس کے پاس صرف پندرہ منٹ ہیں "افف پندرہ منٹ؟؟ صرف پندرہ منٹ؟؟" وہ کسی چھوٹی سی بچی کی طرح بھاگتی ہوئی اپنے کمرے کی جانب چلی گئی

سب سے پہلے اس نے وارڈروب سے کپڑے سلیکٹ کئے پھر
شاور سے فارغ ہو کر وہ بالوں کو سکھا کر ہلاکا سامیکپ کرنے لگی
اس نے شوکنگ پنک گلر کی خوبصورت سی فرائک پہنی تھی جس
پر سنہرے دھاگے اور خوبصورت نگلوں سے کام کیا ہوا تھا یہ ان
ہی کپڑوں میں سے تھی جوزارون نے اس کے لئے اکھٹے منگوا
لئے تھے

ڈوپٹے کو ترتیب سے گلے میں لئے اوپنجی ہیل پہنے بالوں کو آزاد
کئے ہوئے اور خوبصورت سی جیولری پہنے وہ اس وقت واقعی
بہت حسین لگ رہی تھی میک اپ کو ایک آخری چُج دے کر اپنا
موباائل لئے وہ کمرے سے باہر نکل گئی

وہ باہر کی جانب کھڑی گاڑیوں میں سے زارون کی گاڑی تلاش کر رہی تھی مگرتب ہی اس کی نظر ہو یہی کے آخری حصے کی جانب گئی جہاں مختلف قسم کے خوبصورت پھول لگے ہوئے تھے وہیں کوئی شخص براؤن تھری پیس پہنے دوسرا جانب رخ کئے کھڑا فون پر مصروف تھا

"یہ کون ہے؟ یہ اس ہو یہی کا تو کہیں سے بھی نہیں لگ رہا"

وہ اپنی بڑی آنکھوں کو مزید بڑی کرتے ہوئے تجسس سے سامنے کھڑے شخص کو دیکھنے لگی تھی جب وہ پلٹا تھا

جب وہ پلٹا تو سامنے کھڑی لڑکی کو خود کی جانب دیکھتے ہوئے پایا
پہلے تو وہ اپنا سن گلا سز ہٹا کر اسے سرتاپیر دیکھنے لگا وہ کسی اپر اسے
کم نہ لگ رہی تھی اصغر کے چہرے پر ایک عجیب سی مسکراہٹ
آئی وہ قدم بڑھاتے ہوئے اس کی جانب آیا

Zubi Novels Zone

کون ہو تم؟؟ یقیناً اس حوالی کی تو ہو نہیں سکتیں... کیونکہ "ہمارے ایسے نصیب کہاں کہ گاؤں میں کوئی اتنی حسین پرمی اتر آئے..."

وہ معنی خیزی سے کہتا ہوا اسے آنکھیں چھوٹی کر کے دیکھنے پر مجبور
کر گیا تھا ایمان اسے سرتاپیر دیکھنے لگی

حد سے زیادہ لمبا قد چوڑا سینا گہری کالی بڑھی ہوتی داڑھی چھوٹی
آنکھیں گول شیپ کے ہونٹ جن پر عجیب قسم کی مسکراہٹ
تھی ایمان کو وہ کسی جن سے کم نہ لگ رہا تھا

اگر دیکھ لیا ہو تو جواب دینا پسند کرو گی لڑکی؟؟" اصغر کی بات پر
وہ تھیکی نگاہوں سے اسے گھورنے لگی
"ہیلو مسٹر آپ ہیں کون؟؟ اور ادھر کیا کر رہے ہیں؟؟"
وہ دونوں ہاتھوں کو کمر پر تانے مسلسل اسے گھوری جا رہی تھی جو
سامنے کھڑا اسے بڑی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا

میں...!! میں اس حویلی کا اور چودھری خاندان کا پہلا"

وارث ... چودھری سردار اصغر علی ... ویسے آپ چاہیں تو صرف
"اصغر بھی بلا سکتی ہیں

اس کے چہرے پر ایک بار پھر سے عجیب سی مسکراہٹ آئی جس
پر ایمان نے چہرے کے عجیب و غریب زاویے بنائے

اوہ تو آپ ہیں اصغر علی ... ایک سردار کم تھا یہاں؟؟؟ جو آپ"

بھی آگئے؟؟؟" ایمان کی بات پر اس کا قہقہہ نکلا

"میڈم اگر میرا انٹرویو کر لیا تو اب بتانا پسند کرو گی ہو کون تم؟؟؟"

مائے سیلف ایمان علی ڈاٹر آف چودھری صدیق علی اس گھر کی

"...سب سے چھوٹی صاحبزادی

وہ بھی ایمان تھی اس نے تو پی اپچ ڈی کر رکھی تھی اسٹائل مارنے

میں

آآاہ وہ سن کر خوشی ہوئی تم تو میری کزن نکلیں میں تو کوئی اور"

ہی سمجھ رہا تھا... بائے داوے مجھے یقین نہیں آ رہا تم وہی بچی ہو جو

کچھ سوالوں پہلے اتنی چھوٹی سی تھی اور آج کچھ سوالوں بعد... اتنی

"...زیادہ خوبصورت حور لگ رہی ہو

وہ اسے بغور دیکھتا ہوا تعجب سے کہنے لگا

ویسے تو ایمان کو اپنی تعریفیں سننا بہت پسند تھا لیکن اس کے ایسے

انداز میں کی گئی تعریف اسے بلکل بھی پسند نہ آئی ایمان نے اسے

گھوری سے نوازا اور واپس مرٹنے لگی تب ہی تہمینہ بیگم سمیت

سب باہر کو آئے جبکہ زلینخا بیگم ویل چیز پر اندر ہی سے یہ منظر
دیکھ رہی تھیں

"...ہائے میر الختِ جگر میرالال میرابچہ اس حوالی کا بڑا بیٹا آگیا"
وہ اس کے صدقے واری جانے لگیں جس پر ایمان انہیں عجیب
طرح سے دیکھنے لگی تھیں بیگم کی بات پر وہ آگے بڑھ کر انہیں
سلام کر کے ان سے گلے ملا جس پر وہ اس کی پیشانی سمیت گالوں
کو بھی چومنے لگیں

"چھا جان...اسلام و علیکم"

اصغر نے صدیق صاحب سے ہاتھ ملایا اور گلے لگ گیا جبکہ وہ بھی
اسے واپسی آنے پر خوش آمدید کرنے لگے

"...بھیا"

وہ بھاگتی ہوئی اپنی لمبی چڑیا کو ایک جھٹکٹے سے پچھے دھکیل کر اپنے
بھائی کے گلے آگئی

"کیسی ہے بھیا کی جان؟؟؟"

میں ٹھیک بھیا آپ کیسے ہیں؟؟ آپ کو پتا ہے ممی جی آپ کو کتنا"

"یاد کرتی تھیں

زویا کی بات پر وہ مسکرانے لگا

مگر تب ہی نظر اندر کی جانب گئی جہاں زلینجا بیگم بیٹھی اسے ہی دیکھ
رہی تھیں

"ام سائیں... اسلام و علیکم... کیسی ہیں آپ؟؟؟"

وہ قدم آگے بڑھاتا ہوا ان کے قدموں تلے جا بیٹھا جس پر انہوں
نے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا
و علیکم السلام خوش آمدید اصغر میاں ... بڑی جلدی نہیں آگئے"
"تم؟؟"

انہوں نے سنجیدگی سے کہا
بس اماں سائیں مصروفیات کی وجہ سے ٹکٹ دیر سے کروائی"
تھی..." اس نے مسکراتے ہوئے وجہ بتائی



سب لوگ حویلی کے بڑی بیٹھک میں موجود گپ شپ میں
مصطفیٰ تھے جبکہ وہ کھڑی ٹوٹلی بور ہو چکی تھی تب ہی زارون

وہاں آیا

کہاں تھے تم؟ مجھے تیار ہونے کا کہہ کر خود کدھر غائب " ہو گئے تھے؟ پتا ہے نہ مجھے ویٹ کرنا بلکل بھی نہیں پسند
وہ سخت لمحے میں کہتی ہوئی جہاں سب کی حیرانی کا سبب بنی تھی
وہیں زارون اس کی چھوٹی سی ناک پر اتنا سارا غصہ دیکھ کر تھوڑا
مسکرا یا تھا

"... آئی ایم سوری ایک امپورٹینڈ کال تھی "
"اب چلیں؟؟"
وہ باقاعدہ اسے گھورتے ہوئے وہاں سے باہر نکلنے لگی مگر جب
پچھے کھڑے شخص کو بجائے اس کے اندر کی جانب بڑھتے دیکھاتو
پھر سے رکی

"ہم میں زارون علی... کافی زیادہ بڑے سمجھدار اور ہینڈ سم ہو گئے"

"... ہو"

اصغر اٹھ کر کھڑا ہوا جب زارون آگے بڑھ کر اس کے گلے لگا

کیسے ہو چھوٹے..." وہ چہرے پر مخصوص انداز کی مسکراہٹ

لتے پوچھنے لگا

ٹھیک الحمد للہ اور آپ..." زارون نے مسکراتے ہوئے کہا"

میں بلکل فٹ "وہ بھی مسکرا دیا"

وہ لوگ وہیں باتوں میں مصروف ہو گئے جبکہ باتوں باتوں میں

زارون وہیں صوف پر بیٹھ گیا جس پر بیٹھ کے سے باہر کھڑی ایمان

اسے باقاعدہ غصے سے گھورنے لگی جب زارون کی نظر اس پر گئی

وہ جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا

وہ جس کے سامنے کوئی آج تک اوپری آواز میں پیش نہیں آیا تھا وہ
جس کے غصے سے لوگ کانپ جاتے تھے وہ جس نے کبھی ڈرانا
نہیں سیکھا تھا وہ شخص جس کے حکم پر پورا شہر چلتا تھا وہ نکھڑی سی
لڑکی اس پر حکم بھی چلاتی تھی اسے غصہ بھی دکھاتی تھی تلخ
مزاجی بھی کرتی تھی اور گھورنے میں تو اس نے حد ہی پار کی ہوئی
تھی

"کہیں جا رہے ہو؟؟؟"

اماں سائیں پہلے ہی اندازہ لگا چکی تھیں جبھی پوچھنے لگیں

جی اماں سائیں ایمان کو لا بھریری سے کچھ کتابیں لینی ہیں..." "

زارون نے ایمان کی جانب دیکھتے ہوئے کہا جواب دونوں ہاتھ پیٹے اسے ہی دیکھ رہی تھی

"...اچھا جاؤ... دھیان سے جانا"

اماں سائیں کی بات پر زارون نے اثبات میں سر ہلا کیا جبکہ جہاں صدق صاحب اور اماں سائیں زارون اور ایمان کے ایک ساتھ جانے پر حیران مگر خوش ہوئے تھے وہیں زویا اور تمہینہ بیگم جل کر راکھ ہو گئی تھیں

"الحمد لله حافظ"

ابھی اس کے قدم بیٹھک سے باہر بڑھے ہی تھے جب تمہینہ بیگم
کے اشارہ کرنے پر زویا جلدی سے اٹھ کھڑی ہوئی
سامنے سردار... کیا میں بھی ساتھ چلوں؟؟ مجھے بھی کچھ لینا"

"... ہے"

زویا کی بات پر ایمان اپروکاز اویہ بنائے کبھی زارون تو کبھی
سامنے کھڑی زویا کو دیکھنے لگی

"... کیا کرو گی تم جا کر؟؟ کتابیں پڑھنا تو تمہیں آتیں نہیں"

ابھی زارون کچھ بولتا اس سے پہلے اماں سامنے بول پڑھیں
وہ اماں سامنے... میں کتابیں تھوڑی نہ لینے جا رہی ہوں... مجھے تو"

"... بازار سے کچھ ضروری سامان لینا ہے"

زویا نے جلدی سے بات بنائی جس پر اماں سائیں زارون کی جانب
دیکھنے لگیں جبکہ زارون ایمان کو جو اس وقت شدید غصے سے
کھڑی ان تمام لوگوں کو گھور رہی تھی

زارون کو یہ بات بہت پہلے ہی پتا چل گئی تھی جب وہ بہت چھوٹا
تھا ایمان کے جانے کے بعد سے زویا زارون کے ساتھ زبردستی
دوستی کرنے کی کوشش میں رہتی تھی جبکہ زارون کو زبردستی
کرنے والوں سے بہت چڑھ رہی تھی جبھی وہ اسے بلکل پسند
نہیں کرتا تھا

پھر جب وہ اٹھا رہ کا ہوا تب زویا کی یہ دوستی پسندیدگی کی نظر میں
بدل گئی تھی تب سے نجانے کتنی بار زویا نے زارون سے اظہار کیا
تھا مگر زارون اسے بہن کی نظر سے دیکھا کرتا تھا

لیکن ایک بار زویا نے حد ہی کر دی تھی جب وہ اپنے کمرے میں
سورہا تھاتب زویا جان بوجھ کراں کے کمرے میں گھس آئی تھی
جب زارون کو اپنے پیروں پر کسی کی ہتھیلی کا دباؤ محسوس ہوا تو وہ
اٹھ بیٹھا تھا جب سامنے زویا کو دیکھا وہ بھی رات کے اس پھر تب
اس نے اس ہی وقت اسے ہاتھ پکڑ کر کمرے سے باہر نکالا اور
دروازہ بند کر دیا تھا

تب سے اب وہ اسے بہن بھی نہیں مانتا تھا وہ کسی کے سامنے ظاہر نہیں کرتا تھا لیکن اس کی نظر میں وہ ایک بگڑی ہوئی لڑکی ہی تھی

"کیا لینا ہے مجھے بتا دو میں ڈرائیور کے ہاتھ بھجوادوں گا"

زارون پہلی بار ایمان کے ساتھ کہیں باہر جا رہا تھا اور وہ نہیں چاہتا تھا کہ ان کے درمیان کوئی تیسرا موجود ہو جبکہ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ زویا جان بوجھ کر ان کے ساتھ چلنے کا کہہ رہی تھی

"...ڈرائیور کے ہاتھ کیوں؟؟ میں چلتی ہوں نہ ساتھ"

وہ زبردستی اپنادوپٹہ اوڑھے باہر کی طرف آنے لگی اس کی ڈھنڈائی پر جہاں زارون نے ضبط کیا وہیں ایمان نے اس کا راستہ روکا

کوئی ضرورت نہیں... میں اکیلی جاؤں گی... مجھے اپنے ساتھ "

"... کسی کی بھی موجودگی نہیں پسند

آج پہلی بار وہ اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی جلن دیکھ رہا تھا
دل، ہی دل میں اسے خوشی کے ساتھ بہت سکون محسوس ہوا تھا

وہ الگ بات تھی کہ ایمان کو واقعی کسی کی موجودگی برداشت نہ
تھی لیکن جب سے وہ یہاں آئی تھی زویا بار بار اس کے ہر کام میں
ٹانگ اڑاتی تھی اور آج بھی تو یہی ہوا تھا مگر آج ایمان کسی بھی
طرح کا کمپر و مائز کرنے کے موڑ میں نہیں تھی اس لئے بھڑک

پڑھی

"اب تم چل رہے ہو یا میں جاؤں اپنے روم میں...؟؟؟"

ابھی اس کی پہلی والی بات پر سب شاکٹ تھے جب ایک اور باروہ سختی سے کہنے لگی نجانے کیوں مگر زارون کو اس کا یہ غصہ بہت پیار الگ رہا تھا

"کھڑے رہو مجھے نہیں جانا"

وہ اسے اپنی طرف متوجہ وہیں کھڑا پا کر پر پٹختی ہوئی وہاں سے باہر چلی گئی جبکہ زارون جو مسکراتا ہوا اماں سائنسیں سے اشارے سے اجازت مانگ کر اس کے پیچھے چلا گیا وہیں تھمینہ بیگم گھورتی ہوئی اسے جاتا دیکھ رہی تھیں اور زویا خالی منہ لئے وہیں کھڑی رہی

ارے بھئی اب یوں ہی بیٹھے رہنا ہے یا پھر کھانے کی تیاری بھی"

"کرنی ہے کچھ؟؟

اماں سائیں کی بات پر تمہینہ بیگم جلدی سے اٹھتی ہوئیں کچن کی
جانب جانے لگیں

اماں سائیں رہنے دیں ابھی تورات ہونے میں کافی وقت ہے اور"

میں لپخ کر چکا ہوں تو بھوک بھی نہیں لگ رہی، ایسا کرتے ہیں

"ساتھ مل کر چائے پی لیتے ہیں

صغر کی بات پر اماں سائیں نے اثبات میں سر ہلا کیا اور تمہینہ بیگم کو

اشارے سے چائے کے انتظام کا کہا



وہ جب چلتا ہوا باہر کی جانب آیا تو وہ گارڈن کی سائیڈ رخ کئے
کھڑی ہوئی تھی یقیناً وہ خفا تھی وہ دھیمے قدموں سے چلتا ہوا اس
کی جانب بڑھا
"ایمان"

اس کے نرم لہجے پر وہ اسے دیکھے بنادو سری جانب رخ موڑ گئی
یقیناً وہ اب ناراضگی کا اظہار کر رہی تھی
"ایمان بات سنیں"
زارون اس کے سامنے آ کھڑا ہوا تھی وہ دوبار اسے رخ موڑ نے
لگی تھی مگر تب ہی زارون نے اس کا بازوں پکڑے اس کا رخ
اپنی جانب کیا

"...کیا بد تمیزی ہے؟؟ ہاتھ چھوڑو میرا"

"نہ چھوڑوں تو؟؟"

وہ جو اسے کھا جانے والی نظر وہ سے گھور رہی تھی وہ اس کے
غصے کو مزید ہوادے رہا تھا

"میں تمہارا منہ توڑوں گی"

وہ پھر سے ایک سردار کے سامنے کھڑی اسے دھمکی دے رہی
تھی جس پر وہ مسکرا کر ایسا

اتی ہمت ہے؟؟" اس نے تعجب سے پوچھا"

ہاں "ایمان نے بھی ایک انداز سے کہا جس پر وہ اش کراٹھا"

"!! توڑو پھر"

وہ اپنا چہرہ اس کے قریب کئے اسے حیران کر گیا تھا جس پر وہ
چہرے کے عجیب و غریب زاویہ بنائے اسے گھورنے لگی

سمجھتے کیا ہو خود کو ہاں؟؟ بات مت کرو مجھ سے تم جاؤ اسے ہی"

"!!... لے کر جاؤ باہر

"تم جیلیس ہو رہی ہو؟؟"

اس کی تلحیح کلامی پر زارون نرمی سے مخاطب ہوا تب اس نے ایک رو
کا زاویہ بنایا

اوہ ہیلو مسٹر؟؟ وہ کوئی سلیبریٹی لگی پڑی ہے جو میں اس سے "

"جیلیس ہوؤں گی؟؟؟"

اس نے تنزیہ انداز میں کہا جس پر وہ حوصلہ سے اسے دیکھنے لگا

"خیر چلو ہمیں دیر ہو رہی ہے"

وہ مختصر سا کہتا ہوا قدم بڑھانے لگا مگر وہ وہیں کھٹری رہی

"ایمان؟؟"

زارون نے نوٹ کیا تھا وہ آج واقعی غصے میں لگ رہی تھی بالکل

پہلے جسے غصے میں

"میں نے کہانے مجھے نہیں جانا"

وہ غصے سے غرائی تھی

اچھا سنیں... میں سوری کہتا ہوں... معدرت خواہ ہوں دوبارہ"

"!! ایسا کبھی نہیں ہو گا وعدہ"

اس کے نرمی سے کہے گئے الفاظوں پر وہ اڈے ترچی نظر وہی سے
دیکھتی ہوئی گاڑی کی فرنٹ سیڈ پر جا بیٹھی جبکہ وہ اس کے انداز پر
با مشکل اپنی مسکراہٹ دبائے ڈرائیور سیڈ سنبھالتا ہوا گاڑی کی
کیز گھما گیا



"والله می بھی ایسا تو نہ کہیں اتنی اچھی تو ہے وہ"

تمہینہ بیگم جو کب سے اپنے کمرے میں بیٹھی اپنے بیٹے اور بیٹی کے
سامنے ایمان کی براہیاں کر رہ تھیں اب اصغر کی بات پر اسے
گھورنے لگیں

کیا؟؟ کیا کہا اچھی؟؟ وہ جس کی تیر کی طرح لمبی زبان ہے وہ بد"

دماغ بگڑی ہوئی لڑکی تجھے اچھی لگ رہی ہے؟؟ رک ذرا دوچار

"... دن انتظار کر اور دیکھ اس کارڈ یہ پھر پوچھوں گی میں تجھ سے

تمہینہ بیگم نے بھڑکتے ہوئے کہا

"... افف ممی جی غصہ کی تھوڑی تیز ہے لیکن ہے بڑی کڑک"

ایک بار پھر اصغر اپنی بات پر سامنے پیٹھی اپنی ممی اور بہن کو غصہ

دل آگیا تھا

بھیا جی بس کر دیں آپ اس چڑیل کی زیادہ تعریفیں نہ کریں وہ"

جب سے یہاں آئی ہے میری گردن پر کسی تلوار کی طرح لٹکی

" ہوئی ہے نہ میں کچھ کہہ پار ہی ہوں نہ کر پار ہی ہوں

زویا نے سخت لہجے میں کہا

اب تمہیں کیا ہو گیا؟؟ تمہیں بھی اس پیاری سی پری سے مسئلہ " " درپیش ہے؟؟

اصغر اس کی طرف متوجہ ہوا
پری؟؟ ہاں ہاں بلکل وہ تو کوہِ قاف کی پری ہے نہ... ایک میں ہی " "... تو ہوں جو کسی کو نظر نہیں آتی

زویا نے جلتے ہوئے کہا اور منہ بنائی جبکہ اصغر قہقهہ لگاتا ہوا اس کے پاس آبیٹھا

نہیں نہیں میری پیاری بہن تو پریوں کی بھی ملکہ ہے... سب " سے خوبصورت لڑکی

اصغر نے اسے پیار سے منایا جس پر وہ اسے ترجیٰ نظر وں سے
دیکھنے لگی

"چھوڑا سے بات سن میری... کچھ لا یا بھی ہے ساتھ یا سارے"

"پسے خود پر اڑھادیئے...؟؟؟"

تھمینہ بیگم کی بات پر وہ اپنا سوت کیس ان کی جانب بڑھانے لگا

می جی کیا ہو گیا آپ کو اتنی بڑی حوصلی میں رہتے ہوئے بھی"

آپ پسیوں کا پوچھ رہی ہیں... یہ لیں آپ سب کے لیے گفت

"... لا یا ہوں شہر سے

اصغر نے سنجیدگی سے کہا جس پر تھمینہ بیگم منہ بنائے اسے دیکھنے لگیں مگر زویا خوشی سے سوت کیس کھول کر اپنے تحفے نکالنے لگی

ہائے السدیہ دیکھیں ممی جی کتنے مہنگے تحفے ہیں... یہ دیکھیں یہ"

سوٹ، یہ چپل اور میک اپ بھی لائے ہیں آپ، اور یہ---

"خوشبو والی بو تل--- ہائے---

وہ خوشی سے ایک ایک چیز نکال کر دیکھ رہی تھی جبکہ اس کی

آخری والی بات پر اصغر مسکرا کر ایسا

"...شاید ابھی تم نے یہ نہیں دیکھا ہو گا"

اصغر کی بات پر وہ سوالیہ نظر وں سے اسے دیکھنے لگی جب اصغر

نے آگے بڑھ کر تمام تحفوں کے نیچے چھپا ڈیا۔

" یہ؟؟ یہ کیا ہے؟؟"

وہ اس ڈبے کو ہاتھ میں لئے کسی جاہلانہ انداز میں ہلا کر پوچھنے لگی
" خود ہی کھول کر دیکھ لو "

جیسے ہی اس نے پیکنگ کھولی اندر سے موبائل کا ڈبانکلا

ہائے...!! یہ میرے لئے؟؟ ہائے ممی دیکھ رہی ہیں نہ آپ"
بھیا شہر سے میرے لئے موبائل لائے ہیں... اسے کھو لتے کیسے
" ہیں بھیا... اس کا تو بُن ہی نہیں
" ادھر دکھاؤ ایسے نہیں کھو لتے "
اصغر سے موبائل آن کر کے دکھانے لگا جس پر وہ خوشی خوشی
موبائل لئے کمرے سے باہر جانے لگی

رک... اماں سائیں کے سامنے نہ گھومنا وہ ویسے ہی تجھ پر بڑی"

"تلقید یہ کرتی ہیں

تمہینہ بیگم نے سختی سے کہا جس پر وہ منہ بنائے اصغر کو دیکھنے لگی

بھیاد یکھا آپ نے؟؟ آپ کے جانے کے بعد نہ ممی روز مجھ پر"

حکم چلاتی ہیں... یہ نہ کرو نہ کر ایسا نہیں ویسا نہیں... مطلب

"میں اپنی مرضی سے کچھ کر ہی نہیں سکتی

زویا منہ ب سورے کھڑی دل کی بھڑاس نکال رہی تھی

افف اللہ ممی جی کیوں کرتی ہیں آپ میری بہن کو اتنا تنگ اب"

میں آگیا ہوں نہ اب کوئی کچھ بھی نہیں کہے گا میری بہن کو... جاؤ

"بہنا جو دل کرے ویسا کرو... تمہارا بھائی سب سن بھال لے گا

اصغر نے بھرپور اسے سپورٹ کیا تھا جس پر تہینہ مزید منہ
بصورے بیٹھ گئیں جبکہ زویا باقاعدہ خوشی سے اچھلتے کو دتے باہر
کو بھاگ گئی

اور بتائیں ممی کیا حال تھامیرے پچھے ہو یہی کا؟؟ کیا کرتا پھر رہا"

"تھازارون میرے پچھے؟؟

اصغر نے موچھوں کو تاؤ دیئے جانچتی نظر وں سے انہیں دیکھا

کیا کرتا پھر رہا تھا؟؟ یہ پوچھ کیا انہیں کرتا پھر رہا تھا... سارا گاؤں"

بچپن ہی سے اس کے اشاروں کا غلام رہا ہے اور اب تو مزید وہ

سب کے دلوں میں گھر کر گیا ہر ایک کا بھروسہ جیت لیا ہے اس

نے... اور تو اور اب تودشمن بھی حملہ نہیں کرتے... بس ابھی کچھ
"دن پہلے ایک گولی ضرور ماری تھی مگر حال تیرے سامنے ہے
تمہینہ بیگم نے اسے پوری صورت حال سے آگاہ کیا

"اچھا!! اور اماں سائیں... ان کا کیا کہنا ہے آگے؟؟؟"

اس نے پھر سے سوال کیا
کہنا کیا ہے؟؟ وہ اپنے لاڈ لے پوتے کی شادی کرنے والی ہیں"

"... اس بد تمیز ایمان سے

ایمان کا نام سنتے ہی اس کے کان کھڑے ہوئے
ایمان سے؟؟ مگر آپ نے تو کہا تھا وہ باہر سے پڑھ کر آنے والی"

"... لڑکی کبھی گاؤں کے لڑکے سے شادی نہیں کرے گی

اصغر نے انہیں ان کے الفاظ پا دد لائے

ہاں ہاں کہا تھا شروع شروع میں تو اس لڑکی نے بہت روناڑا لالا"

ہوا تھا پوری حوصلی سر پر اٹھائی ہوئی تھی مگر اب دیکھ کس طرح

"... اسے اپنے پروں میں دبا کر باہر لے گئی

تمہینہ بیگم نے جلن سے چور لبھے میں کہا جس پر اصغر نے آنکھیں

گھما نہیں

اور زویا؟؟ زویا کا کیا ہوا پھر؟؟ آپ تو اس کی شادی زاروں سے"

"کروانا چاہتی تھیں نہ ؟؟

اصغر کو یاد آیا

کو شش تواب تک جاری ہے مگر اماں سائنس کوئی موقع نہیں"

چھوڑتیں ہر موقع بر باد کر دیتی ہیں... سمجھ نہیں آتا کیا کروں

"...اب

تہمینہ بیگم کی بات پوری ہوئی ہی تھی جب ملازمہ انہیں چائے پر
بلانے آئی

"...ٹھیک ہے جاؤ تم آتے ہیں ہم"

تہمینہ بیگم کی بات پر وہ اثبات میں سر ہلانے والپس مرگئی جبکہ اصغر
گھری سوچوں میں گم تھا

"...اصغر... آجائیچے چائے پر سب انتظار کر رہے ہیں"

".آتا ہوں ممی جی آپ چلیں"

وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے نچے چلی گئیں جبکہ اصغر ایمان کے
بارے میں سوچ رہا تھا

حوالی تین منزلوں پر مشتمل تھی نچے والے حصے میں اماں سائیں،
تہمینہ بیگم اور صدیق صاحب کے کمرے تھے اور ساتھ مہمانوں
کے لئے بیٹھک بھی تھی اور دو تین کمرے اور بھی تھے جو قریبی
مہمانوں کے لئے خالی تھے

پہلی منزل پر چھ کمرے تھے جن میں سے دو کمرے بند تھے جبکہ
چار کمروں میں سے ایک کمرہ ایمان اس کے برابر والا زاروں اور
باقي کے دو کمرے اصغر اور زویا کے تھے

دوسری منزل پر آٹھ کمرے تھے جن میں سے تین سے چار
کمرے تو اسٹور روم کی جگہ استعمال ہوتے تھے جبکہ باقی کے چار
کمرے وہ زارون کے استعمال میں تھے

ایک کمرے میں اس کے والد اور والدہ کا سامان تھا جہاں وہ اکثر
جا یا کرتا تھا



دوسرے کمرہ اسٹیڈی روم کی جگہ استعمال ہوا کرتا تھا جس میں
مختلف بڑی بڑی کتابیں جمع تھیں حویلی اور گاؤں کے تمام مسائل
وہ اس ہی کمرے میں بیٹھ کر حل کرنے کے منصوبے بنایا کرتا تھا

تیسرا کمرہ جس میں ایمان اور زارون کی بچپن کی یادیں تھیں
جہاں ان کے بچپن کے کھلو نے، کپڑے اور بہت سی پرانی یادیں
موجود تھیں جبکہ آخری کمرہ جس میں کیا تھا وہ زارون کے علاوہ
اور کوئی بھی نہیں جانتا تھا اور نہ ہی وہ کمرہ زارون کے علاوہ کبھی
کسی نے کھولا تھا



Zubi Novels Zone

"...لو آگئی آپ کی لا بہریری"
وہ جو موبائل پر مصروف تھی زارون کی بات پر اسکرین سے نظر
ہٹائے باہر کی جانب دیکھنے لگی
اوکے میں ابھی آتی ہوں"

وہ جیسے ہی کہہ کر اتر نے لگی زارون کی آواز پر اس کے قدم رکے
" میں بھی ساتھ چلوں گا"

وہ عجیب و غریب زاویہ بنائے گاڑی سے نکل کر جانے لگی جبکہ
زارون بھی اس کے پچھے پچھے تھا

لائریری کے اندر بہت کم لوگ تھے عموماً صرف لٹر کیاں ہی
تھیں جن کی نظریں اب زارون پر مرکوز تھیں ایمان تمام روؤ
چیک کرتی ہوئی فتحہ روؤ میں آر کی جبکہ اس ہی دوران زارون
بھی کچھ کتابیں دیکھ رہا تھا تب اس کی نظر ایمان پر گئی جور روؤ
میں لگی ایک ایک کتاب چیک کر کے بار بار واپس رکھ رہی تھی

اس کے چہرے کے زاویے دیکھ کروہ اندازہ لگا چکا تھا کچھ ہے جو
میڈم کے موڈ کے مطابق نہیں ہے وہ ہاتھ میں لی ہوئی کتاب رکھ
کر اس کی جانب آیا جو پریشانی سے ایک ایک کتاب دیکھ رہی تھی

"کیا ہوا؟؟ کیا ڈھونڈ رہی ہو آپ؟؟"

اس نے سنجیدگی سے پوچھا جسے وہ نظر انداز کرتی ہوئی اپنے کام
میں مصروف رہی

"...ایمان ! میں آپ سے بات کر رہا ہوں"

اس نے ایمان کی توجہ حاصل کرنے کے لیے ایک بار پھر سے
اسے مخاطب کیا جس پر وہ کھاجانے والی نظر وہ سے اسے
گھورنے لگی

دکھائی نہیں دے رہا میں مصروف ہوں؟؟ تم سے بات کرنے"

"... کا وقت نہیں میرے پاس

وہ سپاٹ لبھے میں کہتی ہوئی واپس اپنے کام میں مصروف ہو گئی
اس بات سے انجان کے اس کی آواز پر سب ان کی جانب دیکھنے
لگے تھے

" یہ کیا حرکت ہے؟؟"

اس بار زارون کو تھوڑا غصہ آیا تھا

"... چپ رہو"

وہ پھر سے کہتی ہوئی اپنے کام میں مصروف ہو گئی جبکہ زارون کے
لئے اب وہاں کھڑا رہنا مشکل ہو چکا تھا وہ بڑے بڑے ڈگ بھرتا
ہوا لا سہریری سے باہر نکل آیا

"کتنا ہینڈ سم لڑکا تھا نے یار....!! کتنا اچھا لڑکا تھا"

اس کے جانے کے بعد کافی لڑکیاں آپس میں گوسپس کر رہی
تھیں جو کہ ایمان سن چکی تھی

"اچھا لڑکا !! خاک اچھا اتنا ہی اچھا لگ رہا ہے تو یہاں لا بہریری"
میں کیا کر رہی رہیں جا کے شادی کر لیں نہ اس سے میری بھی
"...جان چھٹے گی"
وہ بڑ بڑاتے ہوئے واپس اپنے کام میں مصروف ہو گئی

وہ اسیئر نگ پر ہاتھ مرتا ہوا اپنا غصہ ضبط کرنے کی کوشش کرنے
لگا آخر وہ اس کا ہونے والا مجازی خدا تھا وہ کس طرح سے ہمیشہ گھر

میں سب کے سامنے اور اب باہر بھی سب کی موجودگی میں اس طرح سے پیش آ رہی تھی یہ اب اس کے لئے ایک ناقابل برداشت حرکت تھی

پچھے دیر وہ یوں ہی بیٹھا اس کا انتظار کرتا رہا پھر وہ اسے باہر آتی دکھائی دی جس پر زارون نے اس پر سے نظر ہٹا کر گاڑی اسٹارٹ کی وہ بنا پچھے کہے بو جھل قدموں سے چلتی ہوئی فرنٹ سیٹ پر آ بیٹھی

زارون نے ایک نظر سے دیکھا تھا اس کے ہاتھ میں کوئی کتاب نہ تھی جبکہ چہرے پر بکھری مایوسی وجہ پوچھنے پر اکسار ہی تھی مگر وہ بنا پچھے کہے گاڑی اسٹارٹ کر گیا

ابھی کچھ ہی منٹ کا فاصلہ طے پایا تھا جب زارون کو اس کی
سکیوں کی آوازیں آنے لگیں وہ بوکھلا تا ہوا اسٹرینگ پر ہاتھ
جمائے اس کی جانب دیکھنے لگا جو اپنی سرخ ناک کو مزید رکھتے
ہوئے تسوے بہار ہی تھی

"ایمان؟؟ کیا ہوا؟؟"

وہ پریشان ہونے لگا تھا اس نے جلدی سے گاڑی فٹ پا تھ پر لگائی
اور اس کی جانب متوجہ ہوا جو مسلسل سکیوں پر تھی وہ زارون کا
دل دھڑکا رہی تھی

"ایمان بتائیں مجھے کیا ہوا ہے؟؟ کسی نے کچھ کہا ہے؟؟"

وہ اب مزید پریشانی میں مبتلا ہونے لگا تھا زارون کو اس کے
آنسوں تکلیف دے رہے تھے

"...میری فیورٹ اسٹوری بک سورٹ آوٹ ہو چکی ہے"
زارون کے بہت پوچھنے پر اس نے کچھ کہا تھا باریک سی آواز میں
چند الفاظ ادا کئے تھے جسے سن کر وہ بے حد حیران ہوا تھا

"کیا؟ تو کیا آپ کے رونے کی وجہ یہ ہے؟؟"
وہ حیران کن انداز میں کہنے لگا جس پر وہ اپنی چھوٹی سی سرخ ناک
کو مزید رگڑنے لگی
مسئلہ یہ نہیں کہ سورٹ آوٹ ہو گئی مسئلہ یہ ہے کہ وہ ساری "کی ساری ہی سورٹ آوٹ ہو گئی ہیں

اس نے دبی آواز میں کہا

تو کیا ہوا؟؟ شہر میں نہ تو یہ کوئی آخری لا بھری ری تھی نہ ہی وہ "آخری کتاب تھی... ہم کسی اور لا بھری ری پر جا کر چیک کرتے ہیں"

زارون نے اس کی پریشانی کا حل نکالتے ہوئے اسے تسلی دی اور گاڑی اسٹارٹ کرنے لگا

"... نہیں زارون"

ابھی وہ کیز گھما تا مگر ایمان نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر اسے روکنا چاہا جس پر وہ اسے دیکھنے لگا تو اچانک سے ایمان نے اپنا ہاتھ

پچھے کھینچا

میرا مطلب ہے کہ... وہ جس رائٹر کی تھی وہ رائٹر نے صرف "تین دن کے لئے سیل لگائی تھی اور کیونکہ ون پرون فری تھی تو ساری کی ساری بکس سورٹ آؤٹ ہو گئی ہیں مجھے نہیں لگتا اب کہیں اور ملے گی... اب وہ بک دو بار اتبھی آئے گی جب اس "رائٹر کو اچھے سے فیڈ بیک ملیں گے"

ایمان کی بات پر زارون پچھ سوچنے لگا پھر اس نے اپنی جیب سے موبائل نکال کر کسی کو کال ملائی

و علیکم السلام میں ٹھیک الحمد للہ... میں ایک کتاب کا نام اس" کے مصنف کے نام کے ساتھ تمہیں بھیج رہا ہوں شہر کی تمام

لا بھریریز تمام یونیورسٹیز پر چیک کرو، ضرورت پڑھنے پر پورے
ملک میں تلاش کرنا اور کچھ ہی دیر میں مجھے انفارم کرو... مجھے وہ
"کتاب چاہیے آج... ابھی

وہ اپنی بات ایک الگ ہی انداز میں مکمل کرتا ہوا کال ڈسکنیکٹ کر
گیا جب ایمان اس کی جانب بڑی حیرت سے دیکھنے لگی زارون
اس کی جانب متوجہ ہوا جس پر وہ اسے سوالیہ نظر وں سے دیکھنے
لگی

کتاب اور اس کے رائٹر کا نام اس نمبر پر سینٹ کر دیں... کچھ ہی"
"دیر میں وہ کتاب آپ کو مل جائے گی

زارون نرمی سے کہتا ہوا جیسے ہی اس کی جانب ہاتھ بڑھا کر
آنسوں کو پوچنے لگا وہ یک دم دور ہوئی جس پر زارون نے ایک
گہری سانس لی اور اپنا ہاتھ واپس پیچھے کھینچا

وہ اسے بڑی حیرت سے دیکھ رہی تھی زارون نے ڈش بورڈ پر
رکھے ٹشو باکس میں سے ایک ٹشو نکال کر اس کی جانب بڑھایا
جسے وہ تھام کر اپنے آنسوں صاف کرنے لگی تب ہی اس نے
گاڑی اسٹارٹ کر دی

ایمان نے زارون کا موبائل ڈش بورڈ سے اٹھایا اور لکھے گئے نمبر
پر کتاب اور راستہ کا نام لکھ کر سینڈ کرنے لگی کچھ ہی دیر بعد

زارون کا موبائل رنگ ہونے لگا جب زارون نے کال رسیو کر
کے کان پر لگایا

"مطلوب ملنا مشکل ہے؟؟؟"

زارون کی بات پروہا سے پھر سے دیکھنے لگی اس کی جان نکلی جا رہی
تھی اسے وہ کتاب ہر حال میں چاہئے تھی
اوکے رائٹر کی انفار میشن نکالو اور ڈائریکٹ اس سے جا کے"
وصول کرو، یہ کام آج ہی ہو جانا چاہئے شام تک کا وقت ہے
"تمہارے پاس

وہ حیران کن انداز میں ٹکٹکی باندھے اسے دیکھنے لگی آخر ایک
کتاب کے پچھے وہ اس کے رائٹر تک پہنچ گیا تھا... زارون نے ایک

نظر برابر بیٹھی ایمان کو دیکھا جو اس کی جانب متوجہ تھی اب
جلدی سے رخ موڑ گئی

آپ کی وہ کتاب شام تک گھر آجائے گی... آپ نے کچھ اور لینا"

"... ہے تو بتا دیں

زارون سنجیدگی سے کہتا ہوا اس کے جواب کا منتظر تھا

"... کچھ بھی نہیں لینا"

وہ سادے سے انداز میں کہتی ہوئی سیٹ سے ٹیک لگائی جب اس
کی نظر سامنے کی جانب گئی جہاں آئس کریم پالر بنا ہوا تھا

"آئس کریم کھانی ہے؟؟"

زارون کی بات ہواس کی نظریں وہاں سے ہٹیں اور نفی میں سر
ہلانے لگی جبکہ موسم اتنا خوشگوار تھا کہ شام کا ہلکا سا اندر ھیرا چھانے
لگا تھا ٹھنڈی ہوا تھیں رقص کرتی محسوس ہو رہی تھیں زارون اس
کی خواہش بھانپنے ہوئے آئیں کریم پالر کی جانب جار کا

"... میں نے کہا تھا نہ مجھے نہیں کھانی"

وہ تیور چڑھائے مخاطب ہوئی
مگر مجھے تو کھانی ہے... کیونکہ اس موسم میں سادی سی لانگ"
"... ڈرائیو میں کوئی خاص مزہ نہیں آئے گا
وہ اپنی بات مکمل کرتا ہوا گاڑی سے نکل کر آئیں کریم پالر کے
اندر چلا گیا بنا اس سے کچھ پوچھے

ہونہے اکیلے ہی چلا گیا... بندرا خلافاً ہی پوچھ لیتا ہے..." وہ ہاتھ "لپٹے منہ میں ہی بڑھانے لگی جب رنگ کی آواز پر اس کی نظر زارون کے موبائل پر گئی جواب تک ڈش بورڈ پر رکھا ہوا تھا شاید کسی کی کال تھی

" یہ کون ہے؟؟ پروفیسر؟؟"

اسکرین پر چمکتا ہوا نام پڑھ کر وہ موبائل فون ہاتھ میں لئے دیکھنے لگی

ہونہے میں بھی پاگل ہوں یقیناً کوئی لڑکی ہو گی، اور ان صاحب " نے اپنی عزتِ نفس بچانے اور اپنا گھمنڈ قائم رکھنے کے لیے کسی " پروفیسر کے نام سے سیف کر لیا ہو گیا

وہ پھر سے بڑھانے لگی جب کال بند ہو گئی مگر تب ہی اس کی نظر
موباکل اسکرین کے وال پیپر پر گئی جہاں زارون اور ایمان کی
بچپن کی پکھر لگی ہوئی تھی اور پیچ میں چھوٹا ساری ڈھنڈہ هارت بننا ہوا تھا

وہ ساکت سی بیٹھی اسکرین پر ہی دیکھتی جا رہی تھی جب اس کی
نظر باہر نکلتے ہوئے زارون پر گئی وہ جلدی سے موباکل کو واپس
ڈش بورڈ پر رکھ کر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی

وہ ہاتھ میں آئس کریم کپ لئے ڈرائیونگ سیٹ سنبھالے بیٹھ گیا
اس کے ہاتھ میں آئس کریم کے دو کپ تھے وہ سوالیہ نظر وہ
سے اسے دیکھنے لگی

لگتا ہے گھر پر کھانا نہیں ملا جبھی ایک ساتھ دو دو کپ ختم کرنے"

" والا ہے

وہ منہ میں منمنائی جبکہ برابر بیٹھا زارون اس کی بات بآسانی سن

چکا تھا

آپ جانتی ہیں میں چوکلیٹ فلیور نہیں کھاتا یہ والی آپ کے

"... لئے ہے میں اسٹا بری والی کھاؤں گا

زارون نے ایک کپ اس کی جانب بڑھایا کیونکہ اب وہ اس کو
محجور کر چکا تھا اس لئے منع کرنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا

ایمان نے فٹ سے اس کے ہاتھ سے کپ چھینا اور کھانے میں

مصرف ہو گئی جبکہ وہ مسکراتا ہوا گاڑی اسٹارٹ کئے دوراً یک
سنسان راستے پر نکل گیا

آنس کریم کے کپ پر سے نظر ہٹی تو وہ گاڑی سے باہر دیکھنے لگی یہ
وہی راستہ تھا جہاں زارون اکثر ایمان کو لا یا کرتا تھا کیونکہ وہ
ڈرائیور کے ساتھ اکثر اسکول سے پک کرنے یا پھر اسے کچھ
دلانے جاتا تھا تو اس کے حکم پر ڈرائیور انہیں کچھ دیر اس ہی
راستے گھما یا کرتا تھا

کچھ یاد آیا؟؟ ہم اکثر ساتھ میں اس راستے پر آیا کرتے تھے... " بس فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے ہمارے درمیان ایک ڈرائیور ہوا
" ... کرتا تھا مگر اب کوئی بھی نہیں

زارون نے دھیمے مگر چاہت سے چور لبھ میں کہا جس پر وہ اسے
دیکھنے لگی کیونکہ زارون نے گاڑی کی اسپیڈ سلو کر دی تھی اور وہ
پوری طرح سے اس کی جانب متوجہ تھا تو ایمان نے بات گھманا

چاہی

جی نہیں ایک اور فرق ہے پہلے میرے پاس چو گلیٹس، کینڈیز،"
اور بھی بہت سی چیزیں ہوا کرتی تھیں مگر اب صرف آئس کریم

"... ہے"

ایمان نے بچوں کی طرح منہ بناتے ہوئے کہا جس پر وہ بے ساختہ
مسکرا دیا

"... کہو تو ابھی دلادوں؟؟ کینڈ یز چو کلیس وغیرہ"

زارون نے نرمی سے کہا جس پر وہ اسے آنکھیں چھوٹی کئے
گھورنے لگی

"... پہلے اپنی آئس کریم تو ختم کر لو پھر دلانا مجھے چو کلیٹ کینڈ یز"

ایمان نے باقاعدہ اسے چڑاتے ہوئے کہا

کیسے ختم کرو؟؟ ایک ہاتھ سے ڈرائیو کر رہا ہوں دوسراے"

"... ہاتھ میں کپ ہے

زارون نے اپنی پریشانی بتائی جس پر وہ اسے دیکھنے لگی واقعی وہ کیسے
آئس کریم کھاتا

"تواب کیا کریں؟؟؟"

"...گاڑی چلانا بھی ضروری ہے... سوچنا پڑے گا"

وہ ذو معنی الفاظ کہتا ہوا اسے چھوٹی سی پریشانی میں مبتلا کر رہا تھا وہ
اس کے ارادے بھانپتی ہوتی کچھ نیا سوچنے لگی

"...گاڑی روکو"

"کیوں؟؟"

اس کی بات پر وہ حیران ہوا

"...گاڑی میں ڈرائیو کر لیتی ہوں تم اپنی آئس کریم ختم کرو"

ایمان کے کہنے کی دیر تھی زارون کے دماغ میں آیا ہوا آئندہ یا بچارا

وہیں کا وہیں رہ گیا وہ بنا کچھ کہے گاڑی کو اس سنسان سڑک کے

کنارے روک کر باہر نکلا جبکہ ساتھ ایمان بھی گاڑی سے باہر آئی

اور چابی کے لیے ہاتھ بڑھایا

موسم اچھا ہے... میرے خیال سے پہلے ہمیں اپنی آس کریم"

"ختم کر لینی چاہیے

زارون نے بچارگی والے انداز سے کہا اور گاڑی سے ٹیک لگائے
کھڑا ہو گیا جبکہ اس کے چہرے پر بکھرے بچارگی والے تاثرات
پر با مشکل ایمان نے اپنی ہنسی دباتی

زارون نے ایک نظر پہلے اسے پھر اس کی آس کریم کو دیکھا جس
پر وہ اسے آنکھیں چھوٹی کتے گھورنے لگی

"تم میری آس کریم کو کیوں دیکھ رہے ہو؟؟ تمہارے پاس اپنی"

" ہے نہ ؟؟ "

ایمان نے آس کریم اس سے دور کرتے ہوئے کہا

بس ایسی دل کیا ایک بائٹ لے لوں... ویسے... صحیح کہا تم نے"
"میری آئس کریم تم سے زیادہ ٹیسٹی اور بھی اور زیادہ بھی ہے"

وہ آنکھ دبائے کہتا ہوا اسے تپار ہاتھا واقعی ایمان کی آئس کریم اب
اینڈ ہونے لگی تھی مگر کیونکہ زارون جب ڈائیونگ میں مصروف
تھا اس وجہ سے اس نے اب تک صرف مشکل سے تین چار بائٹ
... ہی لیں تھیں

"زارون وہ کون ہے؟؟"

ایمان نے روڈ کے اندر والے سائیڈ اشارہ کرتے ہوئے کہا جس پر
زارون گھبرا تا ہوا اس جانب دیکھنے لگا اور یوں ہی موقع سے فائدہ

اٹھا کر ایمان نے اس کی آئس کریم کے کپ میں سے تھوڑی
آئس کریم اپنے کپ میں لے لی جس وہ اسے حیرت سے دیکھنے لگا

"برڈی چلاک ہو آپ"

زارون نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے کہا جس پر وہ فاتحانہ
مسکراتی ساتھ ہی ساتھ اسپون کو گھماتے ہوئے اس کی آئس
کریم پہلے والی آئس کریم کے فلیور سے مل گئی جو کہ اب اس سے
بلکل بھی کھائی نہیں جا رہی تھی

زارون نے قہقہہ لگایا تھا جس پر وہ اسے غصے سے گھورنے لگی
"لو یہ بھی تم ہی کھالو"

وہ کار کے بونٹ پر کپ رکھتی ہوئی خود پر پٹختی ہوئی گاڑی میں
جا بیٹھی جبکہ زارون اس کی ونڈو کی طرف آیا

"یہ لو... یہ تم کھاؤ مجھ سے بلکل بھی نہیں کھائی جا رہی... البتہ"

"... تمہاری والی آئس کریم کافی ٹیسٹی ہے میں وہ کھالوں گا

وہ اپنا کپ اسے تھما تا ہوا اس کا کپ اٹھائے ڈرائیونگ سیٹ پر آ

بیٹھا دوں نے اپنی آئس کریم ختم کی مگر تب ہی زارون کو لگا

آس پاس کوئی ہے جوان پر نظر کھا ہوا ہے

"... ہمیں گھر چلنا چاہئے... یہ ماسک لگالو"

زارون نے اسے ماسک دیا اور خود گاڑی اسٹارٹ کر کے روی س
کرنے لگا

"یہ ماسک کیوں ؟؟"

وہ سوالیہ نظر وں سے دیکھنے لگی تبھی گاڑی کے پچھے والے شیشے پر
کسی نے زور دار فائر نگ کی جس پر ایمان کی چینیخ نکلی

"... ایمان"

وہ بہت ڈر گئی تھی وہ زارون کا کاندھا پکڑے اس سے چپک گئی
تھی جبکہ زارون ایک ہاتھ سے ایمان کے گرد حصہ بنائے
دوسرے ہاتھ سے گاڑی دوڑانے لگا مگر اب بھی فائر نگ کی
آوازیں آرہی تھیں شاید کوئی تھا جو گاڑی کا طائر پنکھر کرنا چاہ رہا تھا

وہ جب سے حویلی آئی تھی لاوچ میں بیٹھی مسلسل روئی جا رہی
تھی اس نے کسی کو کچھ بھی نہیں بتایا تھا وہ بہت ڈری ہوئی تھی
گولی زارون کے بازوں کو چھو کر گزری تھی اماں سائیں انتہا کی
پریشان تھیں سب کے سب اس کے گرد کھڑے ہوئے اس کے
کچھ بولنے کا انتظار کر رہے تھے

"ایمان بیٹی بتاؤ کیا بات ہے؟؟"

اماں سائیں نے نرمی سے اس کے رخساروں کو چھوتے ہوئے
پوچھا جس پر وہ انہیں دیکھنے لگی
"اماں سائیں وہ... وہ زارون"

وہ اتنا ہی کہہ پائی تھی وہ سامنے ویل چیز پر بیٹھی اماں سائیں کے
قدموں میں آبیٹھی ان کی گود میں سر رکھے وہ زار و قطار رونے
لگی تھی وہاں کھڑے سب کے سب لوگ حیران و پریشان ہو گئے

اماں سائیں نے اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر اسے چھپ کر انا چاہا
"بیٹی کیا ہوا ہے زارون کو بتاؤ مجھے"

وہاں کسی کو کچھ بھی نہیں پتا تھا سو اے صدیق صاحب کے، جب
وہ لوگ حوالی کے راستے پر نکل رہے تھے مخالفوں کی گاڑی
زارون کی گاڑی کے ساتھ چلنے لگی تھی

ان میں سے ایک نقاب پوش نے ایمان کو نشانہ بنانا چاہا تھا جس پر
زارون اسے اپنے سینے میں بینختے ہوئے وہ گولی خود کے کھاچ کا تھا

اس کا پورا بازوں خون میں لٹ پت ہو چکا تھا اور گولی بھی اس ہی
جگہ لگی تھی جہاں کچھ دنوں پہلے لگی تھی

زاروں بڑی مشکلوں سے گاڑی ڈرائیور کر کے آگے بڑھا تھا تو
مخالفین کی گاڑی دور کھیں غائب ہو چکی تھی بڑی مشکلوں سے وہ
حوالی کے قریب پہنچا تھا جب اس کا درد بڑھتا جا رہا تھا وہ اب
ڈرائیور نہیں کر سکتا تھا

گاؤں کے لوگوں اور اماں سائیں سے یہ بات چھپانے کے لئے اس
نے صدقیق صاحب کو کال کروائی تھی صدقیق صاحب آتے ہی
اسے حوالی کے پچھے والے حصے میں لے گئے تھے جبکہ ایمان کو
گھر بھیج دیا تھا کسی نے اماں سائیں کو کچھ بھی نہیں بتایا تھا

"اماں سائیں زارون کو گولی لگی ہے"

اصغر کی بات پر سب کے سب چونک اٹھے تھے جبکہ اماں سائیں
کو لوگ رہا تھا ان کا دل بند ہو جائے گا

"یہ ؟؟ یہ کیا کہہ رہے ہو تم ؟؟ ؟؟"

انہوں نے بے ساختہ دل کے مقام پر ہاتھ رکھا

اماں سائیں آپ پر بیشان نہ ہوں سائیں سردار بلکل ٹھیک ہیں"

"برٹے سائیں ان ہی کے ساتھ ہیں

شفیق کی بات پر اماں سائیں نے سنجیدگی سے اپنے قدموں میں
بیٹھی ایمان کو دیکھا جواب سکیوں پر آچکی تھی

"وہ اس وقت کہاں ہے؟؟"

اماں سائیں سائیں سردار بڑے سائیں کے ساتھ حویلی کے"

"پیچھے حصے میں ہیں، ڈاکٹر صاحب معاہدہ کر رہے ہیں

ملازم نے کہا جس پر اماں سائیں نے اسے جانے کا اشارہ کیا تو وہ چلا

گیا

ایمان... بچہ اٹھو... زویا ایمان کو اس کے کمرے میں لے"

"جاوہ"

اماں سائیں نے اسے پیار سے کہا جبکہ زویا کو تھوڑی سختی سے حکم

دیا جس پر وہ ایمان کو اپنے ساتھ لے کر سیر ھیوں کی جانب چلی

گئی

ہائے الہاماں سائیں اب کیا ہو گا؟؟ کیا ایسے ہی وہ سائیں سردار" پر حملہ کرتے رہیں گے... سائیں سردار کی شادی بھی آرہی ہے "نجانے کس منحوس کی نظر لگ گئی ہماری حویلی کو تہمینہ بیگم نے ہائے توبہ مچائی

تہمینہ بیگم... تم خانسماں کو آج رات کے کھانے کا سمجھادو... " "حویلی کے دیگر معاملات میں خود سنپھال لوں گی تہمینہ بیگم چہرے کے عجیب و غریب زاویے بنائے پکن کی جانب بڑھ گئیں جبکہ اب صرف اصغر اور زلیخا بیگم، ہی وہاں موجود تھے

اماں سائیں آپ زارون کو منع کیوں نہیں کرتیں کہ وہاں " دشمنیوں کے جھمیلوں سے نکل آئے... اور اپنی زندگی کا سوچ ...

بھلمہ کیا رکھا ہے ان میں؟؟ ایسی سرداری کا کیا فائدہ؟؟ کہ سردار
" کی جان پر بُنی رہے

اصغر نے سنجیدگی سے کہا جس پر اماں سائیں اسے اپر واچ کا نے
دیکھنے لگیں

اصغر میاں... تم بھی اس ہی حوالی کے فرد ہو ہمارے فرزند ہو"
بھلمہ تم اس طرح کی بات کر بھی کیسے سکتے ہو؟؟ کیا تم نہیں
جانتے زارون علی کو سرداری اپنی جان سے بھی زیادہ پیاری
ہے... اسے ہمارے لوگوں کا کتنا خیال ہے اور پھر وہ بالغ ہونے
سے پہلے سے ہی اپنی تمام ذمہ داریاں بہت اچھے سے نبھارتا

" ہے

اماں سائیں نے گفتگو کو طویل کیا جس پر وہ انہیں دیکھنے لگا

میں جانتا ہوں اماں سائیں آپ بلکل صحیح کہہ رہی ہیں مگر وہ میرا"

چھوٹا بھائی ہے مجھے فکر ہے اس کی میں انہیں چاہتا تھی سی عمر میں

"... وہ اپنا نقصان کر بیٹھے

اصغر کے دل میں اب بھی سرداری کی خواہش تھی جو صرف زویا

اور تھمینہ بیگم ہی جانتی تھیں

"وہ سردار سائیں ہے... اس کے لئے اپنی زندگی بعد میں ہے پہلے"

اس کے اپنے لوگ ہیں... وہ نیک رستے پر چل رہا ہے پھر چاہے یہ

راستہ کتنا ہی کھٹک کیوں نہ ہوا مدد اسائیں اس کے ہمیشہ ساتھ رہیں
" گے، تمہارے یا ہمارے فکر کرنے سے کچھ حاصل نہیں ہو گا

اماں سائیں نے سخت لبجے میں کہا اور وہاں سے چلی گئیں جبکہ وہ
ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھا مونچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے سوچنے لگا

سردار تو میں اس سے لے کر ہی رہوں گا... سرداری پر سب " سے پہلا حق میرا ہے میں اپنا حق واپس لے کر رہوں گا چاہے اس
" کے لئے مجھے کچھ بھی کرنا پڑے
کچھ گھٹیا سوچ دماغ میں آتے ہی ایک شیطانی مسکراہٹ اس کے
مکرو چہرہ پر نمودار ہوئی تھی



"...ادھر بیٹھ جاؤ ایمان"

زویا نے بڑے آرام سے اسے اس کے بستر پر بٹھایا اور کمرے کا دروازہ اندر سے لاک کرنے لگی کیونکہ ایمان رونے میں مصروف تھی وہ اب تک بہت ڈری ہوئی تھی اس لئے اپنے سامنے کھڑی لڑکی کی کوئی بھی حرکت نہ دیکھ سکی

"ہو گئے تمہارے ڈرامے ختم؟؟"

زویا ہاتھ پیٹھ کھڑی اسے گھور رہی تھی جس پر ایمان نے نامسح جھی سے اسے دیکھا جس کے تیور پل بھر میں بدل گئے تھے زویا سے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی

"کیا مطلب ہے تمہارا؟؟"

ایمان نے آنسوؤں کو صاف کرتے ہوئے پوچھا
اتنی میسنسی نہ بنو، بہت اچھی طرح سے جانتی ہوں میں تم جیسی"

لڑکیوں کو، اچھے لڑکوں کو اپنے جال میں پھنسا کر انہیں بر باد

"کرنے کی مہارت رکھتی ہونہ تم

زویا نے سخت لمحے میں کہا ایمان کو سمجھ نہیں آرہا تھا آخر سے
اچانک سے ہوا کیا ہے

کیا ہوا؟؟ میری باتوں کو سمجھنے میں مشکل ہو رہی ہے؟؟ تم"

سردار سائیں سمیت سب کو پاگل بنا سکتی ہو مگر مجھے نہیں... میں

بہت اچھے سے جانتی ہوں تمہارے یہ ڈھونگ اور ڈرامے

بازیاں جب سے تم یہاں آئی ہوتب سے حویلی میں کوئی نہ کوئی
"مسئلہ کھڑا ہو رہا ہے"

زویاں بھڑکنے والے انداز میں کہا ایمان کو اب اس پر غصہ آرہا
تھا

"تمہارا آخر مسئلہ کیا ہے؟؟؟"

ایمان نے آج پوچھ ہی لیا تھا جس پر وہ تنزیہ مسکرانے لگی
میرا مسئلہ تم ہوا ایمان... جب سے تم اس دنیا میں آئی ہوتب"
سے سب صرف تمہیں ہی چاہتے ہیں تم نے مجھ سے میری
خوشیاں تک چھین لیں مگر میری ایک بات یاد رکھنا زاروں کو تم
"مجھ سے چھین نہیں سکتیں"

زارون کا نام سن کر اور زویا کے منہ سے ایسے الفاظ سن کر ایمان
کے ہوش تک اڑ گئے تھے آخر وہ یہ سب کیا کہی جا رہی تھی

زارون صرف میرا ہے صرف میرا، میں بچپن سے اسے چاہتی" ہوں مگر تمہاری وجہ سے وہ ہمیشہ مجھ سے دور رہا ہے لیکن اب مزید نہیں میں اسے تمہارا کبھی بھی نہیں ہونے دوں گی... سنا تم "..." نے

ایمان کے حواس باختہ ہو گئے تھے اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کہے تو کیا کہے

میری ایک بات کان کھول کر سن لو تم ایمان میرے زارون " سے دور رہو جب جب تم اس کے قریب رہی ہوا سے کوئی نہ کوئی نقصان پہنچا ہے اس دن بھی تمہارے آنے کا سن کر جہاں پوری حوالی میں خوشیاں نظر آرہی تھیں وہیں زارون کے بازوں پر گولی لگی تھی اور آج بھی یہی ہوا ہے ان سب کی وجہ تم ہو صرف تم اگر میرے زارون کو کچھ بھی ہوا میں تمہیں چھوڑوں گی نہیں ... سمجھی تم

وہ زہرا گلتے الفاظ باقاعدہ اس کے منه پر مار کر باہر چلی گئی تھی جبکہ وہ جو پہلے ہی ڈرمی سہمی بیٹھی تھی اب مزید پریشان ہو گئی تھی اسے وہ منظر یاد آیا تھا جب زارون نے اسے خود میں نیچ کر اس کے نام کی گولی اپنے بازوں پر پوسٹ کر لی تھی بنا کچھ سوچے سمجھے،

ایمان کو اس بار تو یقین تھا ہی کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے مگر وہ
اس کے لئے جان پر کھیل جائے گا یہ اسے آج پتا چلا تھا



اماں سائیں پر یشان نہ ہو نہیں چھوٹا ساز خم ہے جلدی ٹھیک ہو"

"جائے گا

زینخابیگم جو پچھلے کئی گھنٹوں سے اس کے ساتھ بیٹھی اسے مسلسل
نصیحتیں کی جا رہی تھیں اب سنجیدگی سے دیکھنے لگیں

بیٹا کیوں نہیں سمجھتے تم اس خاندان کا واحد چراغ ہو، ہزاروں"

"لوگوں کی امید ہوتی

اماں سائیں کی بات پر وہ ہلکا سا مسکرا یا

"... واحد؟؟ اماں سائیں اصغر بھائی"

"سوچنا بھی مت"

ابھی آدھے الفاظ اس کے منہ میں ہی تھے جب وہ اسے تنبیہ انداز
میں کہنے لگیں

تمہیں سرداری صرف اس ہی لئے نہیں دی گئی کہ تم بادشاہ علی "تمہیں سرداری صرف اس ہی لئے نہیں دی گئی کہ تم بادشاہ علی"
کے فرزند تھے بلکہ اس لئے بھی دی گئی تھی کہ تم ذہین، بہادر،
وفادر اور سب سے بڑھ کر سچے اور انصاف پسند ہو... پورے
گاؤں کو صرف تم پر بھروسہ ہے کسی اور کو اپنا سردار تصور تک
"کرنا نہیں برداشت، پھر چاہے وہ اصغر میاں ہی کیوں نہ ہو

ز لیخا بیگم کو اصغر پر بھی بھروسہ نہ تھا انہوں نے اپنے دل کی بات
آج کہہ دی تھی جس پر زارون سنجیدہ سا انہیں دیکھنے لگا

خیر میں تمہارا مزید وقت نہیں لوں گی تم آرام کرو میں سوپ " " بھجواتی ہوں

اماں سائیں کی بات پر وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے بیڈ کراوں پر
سر ٹکائے آنکھیں بند کر گیا

کچھ ہی دیر گزری تھی جب دروازہ بچنے لگا

"... آجائیں "

زارون کو لگا کوئی ملازم سوپ پہنچانے آیا ہو گا مگر جب نظر سامنے سے آتے نازک وجود پر گئی تو وہ جود رد کی شدت سے دوچار ہو رہا تھا جلدی سے اٹھ کر بیٹھنے لگا

آپ کو اجازت کی ضرورت نہیں آپ بنا اجازت بھی آسکتی"

"ہیں

زارون کو بہت حیرت ہوئی تھی رات کے گیارہ بجے کا وقت تھا وہ اب تک جاگ رہی تھی اور پھر وہ اس سے ملنے خود آئی تھی

"تمہاری طبیعت کیسی ہے؟؟؟"

ایمان صوفے پر بیٹھنے لگی جب زارون نے اسے اپنے پاس بیٹھنے کی جگہ دی تو وہ اس کے سامنے ہی آبیٹھی

میں ٹھیک ہوں الحمد للہ مجھے کیا ہونا ہے یہ سب تو چلتا رہتا"

"... ہے"

زارون نے نرمی سے کہا

"... مگر میں بہت ڈر گئی تھی"

بے ساختہ ایمان نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہا جس پر وہ اسے
تعجب سے دیکھنے لگا ایمان نے واپس ہاتھ پیچھے کھینچا

"ڈرنے کی کیا ضرورت؟؟ آپ تو بہت بہادر لڑکی ہو"

زارون نے سنجیدگی سے کہا وہ دیکھ چکا تھا اس کا خون بہتنا دیکھ کر
ایمان کس قدر رورہی تھی

میں نہیں ہوں بہادر... تم ہو... کس طرح تم نے مجھے بچانے"

"کے لیے اپنا بازوں آگے کر دیا
ایمان اس کی بھوری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کھوئے ہوئے
انداز میں کہنے لگی جس پر وہ مسکرا یا

"جب بات محب کی ہو تو بازوں تو کیا سینہ بھی حاضر ہے"
ایک پل کے لیے وہ اس کے گھرے الفاظوں پر ساخت سی ہو گئی
تھی جوز خمی وجود کے ساتھ بیٹھا مسلسل مسکرا رہا تھا دونوں کی
نظریں ایک دوسرے سے ملی تھیں

مگر دروازے پر دستک ہوئی جس سے ان کی نگاہوں کا رابطہ
منقطع ہوا ملازم سوپ کا باول لئے کھڑا اجازت کا منتظر تھا جب

زارون نے بامشکل اسے اشارے سے اندر بلا یا ملازم سوپ کا پیا ل

سائٹ ٹیبل پر رکھ کر واپس چلا گیا

"... تم میڈیسن لے کر آرام کرو میں جا رہی ہوں"

وہ اٹھنے لگی تھی جب زارون نے اس کا ہاتھ پکڑا تب، ہی اس کے

درد میں مزید شدت محسوس ہوئی

"زارون... تم ٹھیک تو ہونہ... کیا زیادہ درد ہو رہا ہے؟؟؟"

ایمان نے پریشانی سے کہا جس پر وہ اثبات میں سر ہلانے لگا

کچھ دیر یوں، ہی میرے پاس بیٹھی رہیں آپ... شاید یہ درد کم"

"... ہو جائے"

زارون نے سنجیدہ سے انداز میں کہا جس پر ایمان اثبات میں سر
ہلاتے ہوئے واپس اس کے پاس بیٹھ گئی جب زارون نے سوپ کا
پیالا تھاما اور دوسرا ہاتھ سے چمچے کو با مشکل لبوں کے قریب
لانے لگا مگر یہ ممکن نہ تھا کیونکہ اس کا ایک ہاتھ زخمی تھا

"میں ہمیلپ کر دوں؟؟؟"

کچھ دیر کی کوششوں کے بعد ایمان نے آگے بڑھ کر پیالا پکڑتے
ہوئے کہا جس پر زارون کی آنکھوں میں چمک آنے لگی اس کی
طرف سے کوئی بھی جواب نہ پا کر ایمان اس کے تھوڑا قریب
آئی اور سوپ پلانے لگی

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا وہ اس کی فکر کر رہی تھی شاید
اس کے زخم کی وجہ سے اس پر ترس کھا کر رہی صحیح مگر زارون کے
لئے یہ لمحہ بہت حسین تھا ایمان اس کی نظرؤں کی تپش محسوس
کرتے نظریں پیالے پر جمائے اسے سوپ پلاں میں مصروف
ہو گئی

کچھ ہی دیر بعد اس نے زارون کو میڈیسین دیں اور واپس جانے لگی
مگر تب ہی زارون کا موبائل بجا
ٹھیک ہے تم اسے ملازم کے ہاتھ اندر بھجوادو... میں خود دیکھ
"لوں گا"

زارون نے ایمان کو اشارے سے روکا جبکہ موبائل پر اپنی بات
مکمل کر کے وہ فون بند کر گیا

تب ہی ملازم ہاتھ میں ایک باکس لئے اندر آیا

"... سائیں سردار یہ آپ کے لئے آیا ہے"

"... ٹھیک ہے آپ جائیں"

زارون نے ایک ہاتھ سے باکس پکڑا اور ایمان کو اس باکس کو
کھو لئے کا اشارہ کرنے لگا جب باکس کھلا تو اندر دو کتابیں تھیں

اوہ شکر ... کیا یہ واقعی مل گئی ہیں ... تھینک گاڈ ... شکر یہ تمہارا"

"... زارون

ایمان وہ باکس لئے مسکراتے ہوئے پلٹی

"... ایمان"

وہ پلٹ کر سوالیہ نظرؤں سے اسے دیکھنے لگی

ان میں سے ایک مجھے دے دیں... کیونکہ یہ دونوں ایک ہی"

" ہیں "

خوشی میں مگن ہو کر وہ یہ دیکھنا بھول ہی گئی تھی کہ دوسری کتاب
کو نسی تھی جب اس نے دونوں کتابیں نکالیں تو وہ دونوں ایک ہی
تھیں مگر زارون نے دو کیوں منگوائی تھیں

" کیا یہ تم پڑھو گے؟؟ کیا تم نے اپنے لئے منگوائی ہے؟؟"

ایمان نے حیرت سے سوال کیا

میں دیکھنا چاہتا ہوں ایسی کو نسی کتاب ہے جس کے لئے آپ "نے آج اپنے قیمتی آنسوؤں کو ضائع کیا تھا... آخر ایسی کو نسی کتاب ... ہے جو میری محبت کی شدت کو بھی مات دے چکی ہے"

زارون کی بات پر وہ ٹکٹکلی باندھے اسے دیکھنے لگی آخر وہ سچ ہی تو کہہ رہا تھا وہ بچپن سے اسے کتنا پیار دیتا آرہا تھا وہ اس کے لئے کتنا رویا تھا کتنا تڑپا تھا مگر مجال ہے جو اس دشمنِ جاں کو اس کے آنسوؤں سے فرق پڑھا ہو جبکہ آج ایک کتاب کے لئے وہ کتنا روئی تھی

ایمان نے ایک کتاب نکال کر اس کے سائٹ ٹیبل پر رکھی جبکہ دوسری کتاب لئے ایک الوداعی نگاہ اس کی بھوری آنکھوں پر

ڈال کروہاں سے چلی گئی جبکہ زارون نے کتاب کو ہاتھ میں لے

کر نام پڑھا

”انتظار کی گھٹریاں“

زارون نے کوشش کی وہ پڑھے مگر اس کے درد اور پھر دوائیوں
کا نشہ اسے کتاب واپس رکھنے پر مجبور کر رہا تھا وہ کتاب کو سائیٹ
ٹیبل پر رکھ کر بستر پر لیٹ گیا کچھ ہی دیر بعد وہ نیند کی وادیوں میں

گم تھا



صحح کا وقت تھا جب وہ کتاب ہاتھ میں لئے باہر لان میں ٹھہل رہی
تھی جب پچھے سے کسی کے قدموں کی آہٹ محسوس کر کے پلٹی
وہ سماں نے کھڑا اپنی چھوٹی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا ایمان کو وہ
ایک آنکھ نہیں بھایا تھا

"ہائے فیری کیسی ہو؟؟ اتنی صحح صحح... یہاں؟؟؟"

اصغر نے بغور اس کا جائزہ لیا وہ لائٹ گرین کلر کی پیاری سی بن
چاکوں والی قمیض جو فراق معلوم ہو رہی تھی ساتھ ہی چوڑی دار
پاجامہ بالوں کی ترتیب سے چھیبا بنائے ڈوپٹہ کاندھے پر ڈالے وہ
کسی اپسرا سے کم نہ لگ رہی تھی

"کیوں صحح صحح یہاں ٹھہلنا منع ہے؟؟؟"

اس نے الٹا سوال کیا جس پر وہ تعجب سے اسے دیکھنے لگا
نہیں ایسی تو کوئی بات نہیں مس فیری یہ تمہاری حوصلی ہے جب " "
دل چاہے جہاں دل چاہے ٹھلو... خیر اور بتاؤ کمپلیٹ ہو گئی
تمہاری اسٹیڈی؟؟ خیر اتنا پڑھنے کا فائدہ بھی کیا جب اینڈ میں
"شادی ہی کرنی ہے تو

اس نے تجزیہ انداز میں کہا جس پر وہ اسے آنکھیں چھوٹی کئے
گھورنے لگی

کیا میں نے کچھ غلط کہا ہے؟؟ آج صحیح کچھ دیر پہلے سب تمہاری"
اور زارون کی شادی کی باتیں کر رہے تھے لیقین نہیں آتا تو کچھ دیر
"بعد خود ہی دیکھ لینا

وہ معنی خیزی سے کہتا ہوا اپس چلا گیا جبکہ ایمان کو یاد آگیا کہ
اسے زارون سے ایسا کوئی رشتہ نہیں بنانا تھا

شادی شادی افف !! میں بھی دیکھتی ہوں کون کرتا"

"... ہے میری شادی

اس نے نشک کر کہا اور اپنے کتاب لئے کمرے کی جانب بڑھ گئی
کچھ ہی دیر میں ملازمہ اسے ناشتے پر بلا نے آئی جب وہ سیڑھیاں
اتر کر نیچے ڈالنگ ہال میں پہنچی تو وہاں سب موجود تھے سوائے
زارون کے،

اس کے آتے ہی سب نے ناشتہ شروع کیا سب خاموشی سے
کھانے میں مصروف تھے جب اماں سائیں کی بات پر سب ان کی
طرف متوجہ ہوئے

مجھے ایک ضروری بات کرنی ہے سب سے... ناشتے کے بعد"

"بیٹھک میں ملیں
ایمان نے ایک نظر اصغر کو دیکھا جو اس ہی کو دیکھ رہا تھا
ناشتے کے بعد سب لاڈنچ میں موجود تھے جب زارون اسٹک لئے
اندر کی جانب آیا اور نیچ والے صوف پر جا بیٹھا

"زارون بیٹھا طبیعت کیسی ہے اب ؟؟؟"

صدقی صاحب نے سنجیدگی سے پوچھا

"...جی چچا جان اللہ پاک کا کرم ٹھیک ہوں اب"

زارون کی بات پر انہوں نے اثبات میں سر ہلا�ا

"درد کم ہوا؟؟؟"

زلینجا بیگم نے سوال کیا

"جی اماں سائیں وہ تورات ہی ٹھیک ہو گیا تھا"

ایک نظر ایمان پر ڈال کر وہ ذو معنی الفاظ کہتا ہوا مسکرا یا جس پر
ایمان اسے دیکھنے لگی جبکہ زویا غصے سے ایمان کو دیکھنے لگی کیونکہ
اماں سائیں کے آنے سے پہلے وہ زارون کے کمرے میں گئی تھی

جس کی فضول باتوں پر زارون نے اسے اس، ہی وقت نکلنے کا حکم
دیا تھا مگر اماں سائیں کے بعد جب ایمان اس کے کمرے کے

جانب گئی تھی تب زویا سے جاتا دیکھ چکی تھی جبکہ اصغر آنکھیں
چھوٹی کئے معاملے کو سمجھنے کی کوشش میں تھا

"میں نے فیصلہ کر لیا میں اگلے ہفتے تم دونوں کا نکاح رکھوں گی"
اماں سائیں کے الفاظ جہاں صدیق صاحب اور زارون کی نگاہوں
میں چمک پیدا کر گئے وہیں ایمان کے سر پر ایک نیا پہاڑ توڑ گئے
تھے ایک نظر اس نے اصغر کو دیکھا جو عجیب انداز میں مسکرا رہا تھا

"اماں سائیں اتنی جلدی؟؟؟"

تمہینہ بیگم نے اچانک سے کہا سب انہیں دیکھنے لگے
میرا مطلب ابھی تو سائیں سردار کو گولی لگی ہے سننچلنے میں"

"توھڑا وقت لگے گا

تھمینہ بیگم نے جلدی سے بات سننچا لی

بات تمہاری درست ہے مگر اب مزید تاخیر کرنا مناسب نہیں" ہے سب جانتے ہیں مخالفین کی نظر اب صرف سائیں سردار تک ہی نہیں بلکہ اس گھر کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ایمان پر بھی ہے کل بھی زاروں نے ایمان کو بچایا ہے آگے بھی وہ لوگ ان پر "حملہ کر سکتے ہیں آگے بھی زاروں، ہی ایمان کی حفاظت کرے گا

اماں سائیں کی بات پر ایمان زاروں کو دیکھنے لگی جو اسے چاہت
بھرے انداز میں دیکھ رہا تھا

میں چاہتی ہوں جلد سے جلد یہ دونوں ایک پاک مطبوعات رشتہ"

"... میں بندھ جائیں تاکہ ایک دوسرے کے محافظ بن سکیں
اماں سائیں کی بات پر زویا خونخوار نظر وں سے اپنی ماں کو گھورنے
لگی تھی

اگلے ہفتے زاروں اور ایمان کا نکاح ہو گا... صدیق میاں پر انی"
حوالی کو سمجھاد و پورے گاؤں کو پتا لگانا چاہیے سائیں سردار کے گھر

"... میں خوشی ہو رہی ہے

اماں سائیں نے بھرم والے انداز میں کہا جس پر صدیق صاحب
اثبات میں سر ہلانے لگے جبکہ زاروں گردن جھکائے مسکرانے
لگا

دونوں حوالیوں کے گرد پیرادار بڑھادوتا کہ دشمن کسی قسم کی "کوئی چالاکی نہ کر سکے... بہو تم ملازموں کو کہہ کر خبر بھجو ادا ایمان کے لئے نئے زیورات اور کپڑیں خریدنے ہیں... کسی اچھے سنار کو "بلوایا جائے"

اماں سائیں کی بات پر تھیں بیکم منہ بنائے زویا اور اصغر کو دیکھنے لگیں

"... مجھے اتنی جلدی یہ شادی نہیں کرنی بابا"
آج پھر سے وہ سب کے سامنے اٹھ کھڑی ہوئی جب سب اس کی جانب متوجہ ہوئے
"ایمان بیٹا بعد میں بات کریں گے"

صدق صاحب نے اسے چپ کر انا چاہا

بس کریں بھائی صاحب آج اس لڑکی کو بولنے دیں آخر ہمیں"
"بھی تو پتا چلے کہ آخر اس کے انکار کی اصل وجہ کیا ہے
تمہینہ بیگم نے تنزیہ انداز میں کہا جس پر صدیق صاحب انہیں
دیکھنے لگے

ایمان صورتحال تمہارے سامنے ہے مخالفین اب چین سے"
نہیں بیٹھیں گے بہتر یہی ہو گا جلد سے جلد تم دونوں کا بیاپ
ہو جائے میری زندگی کا کچھ پتا نہیں کب کیا ہو جائے میں مرنے
" سے پہلے یہ نیک کام کر کے جانا چاہتی ہوں

اماں سائیں نے اسے نرمی سے سمجھایا

آپ کیوں نہیں سمجھ رہیں؟؟ میں اتنی جلدی شادی نہیں کر " سکتی " ...

اس نے باقاعدہ اوپنجی آواز میں کہا

اتنی جلدی شادی نہیں کر سکتیں یا... سائیں سردار سے شادی " ... نہیں کر سکتیں

زویا جو کب سے غصے کی آگ میں جل رہی تھی اپنی کمروں بان
سے زہرا لگتے ہوئے گویا ہوئی جس پر زارون غصے سے اسے
گھورنے لگا

آپ لوگوں کو جو سمجھنا ہے سمجھیں لیکن یہ میرا آخری فیصلہ " ہے اگر آپ میں سے کسی نے بھی میری زبردستی شادی کروانے

کی کوشش کی آئی سویر میں واپس امریکہ چلی جاؤں گی اور پھر
"کبھی واپس نہیں آؤں گی"

وہ غصے سے کہتے ہوئے پیر پٹختی ہوئی وہاں سے اوپر کی جانب چلی
گئی جبکہ زارون کو اس کے الفاظ بہت بڑی طرح سے چھے تھے مگر
اصغر کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی جسے کوئی نہ
دیکھ پایا

"اماں سائیں مجھے دو دن کی مہلت دیں یہ شادی کے لیے ضرور"

"...راضی ہو جائے گی یہ میرا وعدہ ہے آپ سے
صدق صاحب نے اماں سائیں کے چہرے پر سخت تاثرات دیکھ
کر التجاہی انداز میں کہا جس پر وہ انہیں سختی سے دیکھنے لگیں

یہ جتنی جلدی راضی ہو جائے صدیق میاں اتنا اس کے لئے بہتر"

"... ہے... ایسا نہ ہوا س کا ایک غلط قدم سب کچھ بر باد کر دے

اماں سائیں نے سرد لمحے سے کہا اور وہاں سے چلی گئیں جبکہ زویا

اور تھمینہ بیگم اپنے کمرے میں چلی گئیں



دیکھ لیا تو نے اپنی لاپرواہی کا انجام؟؟ کہا بھی تھا تجھ سے تھوڑا"

دماغ چلا کچھ محنت کر کسی طرح اسے اپنے جال میں پھنسا مگر نہیں

"... تو تو سدا کی بے وقف ہے اور رہے گی

تھمینہ بیگم اس پر بھڑک اٹھیں

کر تو رہی تھی اتنی کوششیں بچپن سے تو اس کے آگے پچھے"

گھوم رہی تھی اور کیا کرو؟؟ اماں سائیں نے تو قسم کھار کھی ہے

"... اس چڑیل کو اس گھر کی بہو بنانے کی

زویا نے منہ بناتے ہوئے اوپھی آواز میں کہا

سن لڑکی... اگر تو نے اس ایک ہفتے کے اندر اندر یہ کام سر"

انجام نہ دیا نہ تو بھول جانا پھر کے تو اس گھر کی بہو بننے گی... پہلے

ہی اماں سائیں اصغر سے تیرے لئے لڑکاڑھونڈنے کی بات کر

"رہی تھیں

تھمینہ بیگم کی بات پر زویا کے ہوش اڑ گئے تھے

"ہیں کیا کہہ رہی ہو ممی؟؟ دماغ تو ٹھیک ہے نہ تمہارا؟؟ میں کسی"

"... اور سے شادی نہیں کروں گی چاہے کچھ بھی ہو جائے"

زویانے آور ایکٹنگ کا مظاہرہ کیا تب، ہی اصغر کمرے میں آیا

تبھی کہہ رہی ہوں کلمو، ہی کچھ دھیان لگا کچھ نئی ترکیب"

"سوچ... اسے اپنی طرف مائل کر

تمہینہ بیگم نے ایک چپت اس آور ایکٹنگ کی دکان کے کندھے پر
لگائی جس پر وہ مسلتے ہوئے انہیں گھورنے لگی

"دیکھ رہے ہیں بھیا آپ کیسے ظلم کر رہی ہیں ممی مجھ پر"

زویانے پچھے سے آتے بھائی کو کہا جس پر وہ اس کی جانب متوجہ

ہوئیں وہ صوفی پر طانگ پر طانگ رکھے آبیٹھا

"کیا ہو گیا میں جی کیوں ظلم کر رہی ہو میری معصوم بہنا پر"

اصغر نے مسکرا کر اپنی موچھوں کو تاؤ دیتے ہوئے بہن کی سامنڈلی

جس پر وہ اسے بھی گورنے لگیں

ہاں ہاں یہاں سب پر ہی ظلم ڈھائے جا رہے ہیں ایک میں ہی"

پاگل ہوں جو اپنے بچوں کا مستقبل روشن کرنے کی کوشش

"... کرتے کرتے آدھی ہو گئی ہوں کسی کو نظر نہیں آتا

انہوں نے واویلا مچاتے ہوئے کہا اور بستر پر جا بیٹھی جبکہ زویا بھی

ان کے ساتھ بیٹھ گئی

می جی زویا کیسے اسے اپنے قابو کرے گی ؟؟ یہ آپ بھی جانتی "

ہیں کہ زارون ایک مظبوط شخصیت کا مالک ہے ... وہاں چھوٹی

"... باتوں میں کبھی نہیں آئے گا

اصغر نے آنکھیں چھوٹی کرتے ہوئے دھمے لہجے میں کہا

تو کیا کروں گا ؟ اس کم بخت کو کسی اور سے شادی بھی نہیں کرنی "

اس گھر سے بھی نہیں جانا اور زارون کو بھی پھنسا نہیں پائی بتا کیا

"... کروں میں اب ؟ صرف ایک ہفتہ باقی ہے

انہوں نے ایک اور چپت زویا کے کندھے پر لگاتے ہوئے کہا

جس پر وہ دور ہوئی

ایک کام ہو سکتا ہے... اگر آپ لوگ میرا ساتھ دیں... اس " سے سانپ بھی مر جائے گا اور لاٹھی بھی نہیں ٹوٹے گی اصغر نے ذو معنی الفاظ میں کہا

"کیسا کام؟؟؟" اصغر نے انہیں پورا اپلان سمجھایا جس پر زویا تو خوشی سے جھوم اٹھی تھی جس پر تھمینہ بیگم نے اسے ہاتھ پکڑ کر واپس بٹھایا وہ منہ کے زاویے بنائے گھورنے لگی

اے میرے خدا یا تو پاگل تو نہیں ہو گیا؟؟ اگر غلطی سے بھی " انگلی پکڑائی تو وہ ہاتھ پکڑ لے گی سمجھ رہا ہے نہ تو؟؟ اور مجھے وہ " بلکل بھی نہیں قبول... ارے زہر لگتی ہے وہ مجھے زہر

تمہینہ بیگم نے آنکھیں نکالتے ہوئے غصے سے کہا
ارے میری پیاری ممی جی کون کہہ رہا ہے اس زہر کو نگلو؟؟ بس " " ... منہ میں رکھ کر اگل دینا ہے ... سمپل

اصغر نے شیطانی مسکراہٹ اچھا لتے ہوئے کہا جس پر تمہینہ بیگم
اس کی بات پر غور کرنے لگیں

"سن اگر واقعی وہ ہمارے گلے کی ہڈی بن گئی تو؟؟؟"

تمہینہ بیگم نے سرگوشی نما انداز میں پوچھا
پریشان مت ہو مجھے تھوڑا وقت دو ایک تیر سے دوشکار کرنا"

"... مجھے اچھے سے آتا ہے"

ایمان پیٹا بات کو سمجھنے کی کوشش کرو تم نے تو کہا تھا نہ کہ " "تمہیں کچھ وقت چاہیے دیکھو اب تم اپنی بات سے مکر رہی ہو صدیق صاحب کی بات پر اس نے بے یقینی سے انہیں دیکھا

بابا میں نے وقت ضرور مانگا تھا لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں " "کہ میں نے رضامندی ظاہر کی تھی

صدیق صاحب نے اپنا سر پکڑا

ایمان بس کر دو بہت ہو گیا... میں نے اماں سائیں سے صرف " دودن کا وقت مانگا تھا اور پچھلے دو دنوں سے میں تمہیں مسلسل

سمجھا رہا ہوں... آخر تم چاہتی کیا ہو؟؟ کیا تمہیں اپنے باپ کی

"عزت سے بڑھ کر اپنی خواہش عزیز ہے؟؟"

صدقی صاحب نے افسوس بھری نگاہوں سے اسے دیکھا

تم جانتی ہوئی سب تمہارے بارے میں کیسی کیسی باتیں کئے"

جار ہے ہیں؟؟ سب کو یہی لگ رہا ہے کہ تمہیں... تمہیں کوئی

"اور پسند ہے

انہوں نے شرم سے چورانداز میں کہا جس پر وہ انہیں دیکھنے لگی

"... بابا ایسی کوئی بات نہیں ہے"

ایمان تمہارے پاس آج شام تک کا وقت ہے... اگر تم نے"

جواب ہاں میں نہیں دیا تو یاد رکھنا شادی تمہاری پھر بھی ہو کر

"... رہے گی مگر کسی اور سے

وہ اسے اپنا فیصلہ سنا کر چلے گئے تھے جبکہ وہ بے یقینی سے انہیں

جانا دیکھ رہی تھی

افف کاش میں واپس پاکستان آتی ہی نہ تو یہ سب نہ ہو رہا"

"... ہوتا

وہ منہ بناتے ہوئے کہتی ہوئی اپنادوپٹہ کاندھے پر ڈال کر کمرے سے بچے جانے لگی وہ ابھی گارڈن میں پہنچی ہی تھی کہ اچانک کسی سے ٹکرائی

"...آہسہ"

سامنے کھڑا شخص اسے کمر سے تھامے کھڑا تھا اسے لگازاروں ہے

مگر وہ اصغر تھا اس نے ایک جھٹکے سے اسے خود سے دور کیا

"...ارے ارے آرام سے نازک پری"

اس نے آگے بڑھ کر کہا جس پر وہ دو قدم دور ہوتی

یہ سب پچھلے دو دنوں سے ہو رہا تھا ایمان کو وہ شخص ایک آنکھ
نہیں بھار رہا تھا وہ ہر وقت یوں ہی اس کے آس پاس منڈلاتا رہتا تھا
اس کی موجودگی میں ایمان کو اپنا آپ محفوظ محسوس نہیں ہوتا تھا

دور ہٹیں آپ... آپ کا مسئلہ کیا ہے؟؟ ہر دوسرے دن مجھ " سے ٹکرانے کا انٹریکٹ سائن کیا ہوا ہے آپ نے؟؟ یا قسم کھائی " ہوتی ہے بار بار میرے آگے پیچھے گھومنے کی

وہ اب پریشان آچکی تھی اس کی ایسی حرکتوں سے مگر آج اس کی برداشت جواب دے گئی تھی زارون نے صرف دو تین بار، ہی اس کا ہاتھ پکڑا تھا وہ بھی کسی مجبوری کے تحت مگر وہ شخص اسے جان بوجھ کر چھونے کی کوششیں کرتا تھا اور ایسا وہ زارون کی غیر موجودگی میں ہی کرتا تھا

ارے ارے آپ تو ناراض ہی ہو گئیں پری... میں تو بس یوں " ہی..."

اس نے مکروانداز میں مسکراتے ہوئے کہا
بات سنیں آپ میری... اگر آج کے بعد آپ میرے آگے"
پچھے نظر بھی آئے یا مجھے چھونے کی کوشش بھی کی نہ تو... تو
"بہت برا ہو گا آپ کے ساتھ سمجھے آپ"

وہ اسے انگلی سے تڑی لگاتی ہوتی واپس پلٹ کر ہو میں کے گیراج کی
جانب چلی گئی جبکہ وہ شیطانی انداز میں مسکراتا ہوا وہاں سے چلا گیا
وہ جیسے ہی باہر آئی کسی لڑکی کو کھڑا اپایا البتہ وہ اپنے حلیے سے گاؤں
کی کوئی عام سی لڑکی ہی لگ رہی تھی

"یہ کون ہے؟؟"

چھوٹی بی اس کا نام لالی ہے... یہ آپ کی شادی تک یہی رہے " گی

اس کے پوچھنے پر ملازمہ نے کہا جس پر وہ اسے حیرت سے دیکھنے لگی

"...اوکے"

وہ بے فکری والے انداز میں کہتی ہوئی گاڑی کی جانب بڑھ گئی
یقیناً سے پھر کوئی نئی کتاب چاہئیے ہو گی



"اچھا کیا نام ہے تمہارا؟؟؟"

"...جی اماں سائیں لیلہ نام ہے سب لالی کہتے ہیں"

اس عام سی لڑکی نے اپنا ڈوپٹہ ٹھیک کرتے ہوئے کہا جس پر
انہوں نے اثبات میں سر ہلا کیا
"اچھا تو تم اسکول میں پڑھتی ہو؟؟؟"
اماں سائیں نے سنجیدگی سے پوچھا

جی اماں سائیں پڑھتی ہوں مگر پچھلے مہینے سے پڑھنے نہیں"
جارہی اور گھر میں بیٹھے بیٹھے سب کچھ بھول گئی کچھ مہینے بعد
"میرے امتحانات بھی ہیں
لامی نے معصومیت سے کہا

"تم پریشان نہ ہو ہماری چھوٹی صاحزادی تمہیں پڑھادیں گی"
"اچھا کیا واقعی؟؟ وہی جو باہر ملک سے آئی ہیں...؟؟؟"

"ہاں ہاں وہی"

اماں سائیں کی بات پر اس نے مسکراتے ہوئے کہا تو وہ بھی
مسکراتیں

چلو تم اپنا سامان اپنے کمرے میں رکھ دو ہا جرہ تمہیں کمرہ دکھا"

"دے گی

نیچے ایک خالی کمرہ تھا جہاں لا لی کا سامان رکھا گیا تھا وہ ابھی کپڑے
تبديل کر کے رات کے کھانے کے لیے باہر آہی رہی تھی جب
اصغر کی نظر اس پر گئی وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس لڑکی کو دیکھ رہا تھا
اپنے کمرے سے نکلتی ایمان نے جب یہ منظر دیکھا تو دوڑتے
ہوئے نیچے آئی

لیلہ تم یہاں کیا کر رہی ہو؟؟" وہ جو سیدھا سیدھا جارہی تھی "

اچانک سے رکی

"آپ ایمان بی بی ہیں نہ؟؟"

اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا

ہاں تم آپی بھی بول سکتی ہو مجھے اور ہاں اگلی بار تم اس نہیں بلکہ "

"... اس راستے سے جایا کرنا اوکے

اس نے ایک نظر دور کھڑے اصغر پر ڈالتے ہوئے کہا وہ اس کی

ان نظروں کا مطلب سمجھ چکی تھی

" جی ٹھیک ہے ایمان آپی "

اس چھوٹی سی سولہ سالہ لڑکی نے معصومیت سے کہا اور ایمان کے

ساتھ چل دی

واہ واہ کیا بات ہے پری خود تو اپنی حفاظت مجھ سے کر رہی رہی"

ہیں ساتھ میں اس نئے شکار کو بھی بچا رہی ہیں... لیکن پریشان نہ
ہو میری جان میں اتنی جلدی اسے بلکل بھی تنگ نہیں کروں گا

"میرا نشانہ صرف تم ہو

اس نے شیطانی قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور وہاں سے چلا گیا

"السلام و علیکم"

"و علیکم السلام"

سب نے لیلہ کے سلام کا جواب دیا اور اسے بیٹھنے کا کہا
بیٹا تمہیں اگر یہاں کسی بھی چیز کی ضرورت ہو تو بلا جھجک کسی کو"
"بھی بتا دینا

صدق صاحب نے شفقت سے کہا

بڑے سائیں زارون بھائی نے مجھے ساری کتابیں دلادی"

"تھیں... اب بس کل سے پڑھائی شروع کروں گی

اس نے مسکراتے ہوئے کہا

اوہ یہ تو بہت اچھا ہو گیا پھر... تمہیں جو کچھ نہ آئے مجھ سے"

"...پوچھ لینا

نیچ میں اصغر نے طانگ اڑائی وہ یہ سب کچھ ایمان کو سنانے کے

لیے کر رہا تھا

اس کی کوئی ضرورت نہیں میں ہوں نہ میں کل ہی سے لیلہ کو"

"پڑھانا شروع کروں گی

ایمان نے سرد لہجے میں کہا جس پر وہ اسے مسکراتے ہوئے دیکھنے

لگا

ہاں ایمان کی شادی تک ایمان اسے پڑھایا کرے گی اور شادی "

" کے بعد جب بھی وقت ملے گا وہ اسے سمجھادیا کرے گی

اماں سائیں کی بات پر سب نے اثبات میں سر ہلا کیا

بہت چلاک ہوتی جا رہی ہے یہ لڑکی ... اس کا جلد سے جلد کوئی "

" حل کرنا ہی پڑے گا

اصغر دل ہی دل میں سوچتا ہوا کھانے میں مصروف ہو گیا



رات کا وقت تھا جب ایمان اپنے کمرے میں بیٹھی کتابوں میں

مصروف تھی جب اچانک سے لائٹ چلی گئی وہ موبائل کا طاری پر

جلائے باہر کی جانب جانے لگی تب اچانک کسی سے ٹکرائی اس کا
موباکل زمین پر جا گرا اور بند ہو گیا

کوئی شخص تھا جس نے اس کا موبائل اٹھایا اور اسے تھما یا مگر
اندھیرا اتنا تھا کہ وہ پہچان نہ پائی اسے لگا شاید یہ زاروں ہو گا مگر
ایسا نہ تھا جیسے ہی وہ پلٹی کسی نے اس کے کان میں سرگوشی کی

"اگر تم چاہو تو میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں اس شادی کو روکنے"

وہ آواز پہچان چکی تھی یہ کوئی اور نہیں بلکہ اصغر تھا وہ جلدی سے
پلٹ کر فاصلہ بنانے لگی وہ لوگ ایک دوسرے کو دیکھ نہیں

پار ہے تھے

"آپ ایسا کیوں کریں گے ؟؟؟"

ایمان نے اس سے سوال کیا

کیونکہ میں ایک معصوم سی لڑکی کو ایک جلاڈ سردار کے حوالے"

"... ہر گز نہیں کر سکتا

"کیا مطلب ؟؟؟"

اچانک سے لا تھس آن ہوئیں وہنا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی

مطلوب و طلب چھوڑ اور میر اساتھ دو میں تمہیں اس سے آزاد"

"کرادوں گا لیکن بد لے میں مجھے بھی کچھ چاہئے ہو گا

اس نے ذو معنی الفاظ میں کہا جس پر وہ اسے گھورنے لگی

"... مجھے تمہارا تھوڑا سا وقت اور تھوڑا سا پیار چاہئے بس"

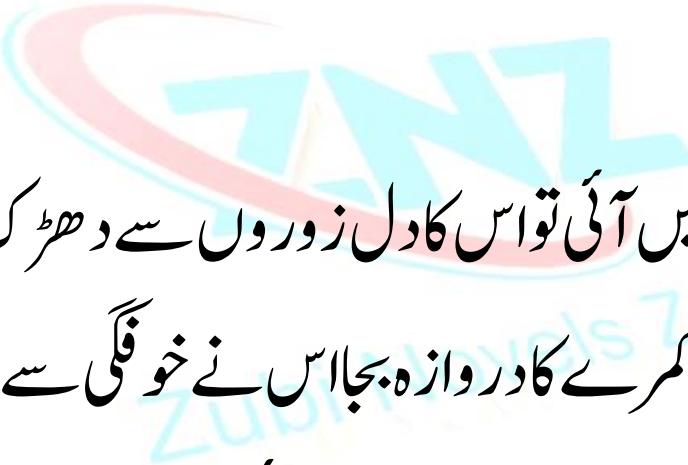
وہ اپنی گندھی نیت لئے قدم آگے بڑھا رہا تھا جب ایمان نے رکھ کر اس کے منہ پر تھپٹ مارا اس سنسان ہال میں اس کے تماپے کی آواز گونجی تھی

خبردار جو مجھے چھو نے کی کوشش بھی کی تھی نے... اب تک تو" میں خاموش تھی مگر اب اگر مزید تم نے کوئی گھٹیا حرکت کرنے کا سوچا بھی تو میں سب کو بتادوں گی کہ تم انسان نہیں "حیوان ہو"

ایمان نے اسے انگلی سے وارن کرتے ہوئے کہا جبکہ وہ اپنے گال پر ہاتھ رکھے مسلسل اسے گھور رہا تھا

ایمان علی یہ تم نے بلکل اچھا نہیں کیا اب یا تو تمہیں میری بات " ماننی پڑے گی یا پھر میں تمہیں کسی اور کے لاکن چھوڑوں گا، ہی " نہیں

وہ جا چکی تھی مگر وہ دل ہی دل میں ارادہ کرتا ہوا اپنے کمرے کی جانب چلا گیا تھا



وہ جب کمرے میں آئی تو اس کا دل زوروں سے دھڑک رہا تھا
تب ہی اس کے کمرے کا دروازہ بجا اس نے خوفگی سے دروازے
کی جانب دیکھا تب ہی دوبارہ دستک ہوتی
"کون ہے؟؟"
"ایمان"

زارون کی آواز سن کر اس کی جان میں جان آئی جیسے، ہی اس نے
دروازہ کھولا وہ اندر آیا

"ایمان لائٹ چلی گئی تھی آپ ٹھیک تو ہونہ؟؟"
اسے شک تھا وہ ڈری ہو گی مگر واقعی ایسا تھا وہ اس کے کاندھے پر
سر ٹکائے رونے لگی تھی نجات کیوں مگر اس سے وہ اپنا اپنا سارا گا تھا
جیسے اس کے وجود کا کوئی پر سکون حصہ ہو

"ایمان کیا ہوا ہے بتائیں؟؟ کیا آپ کو ڈر لگ رہا ہے؟؟"
وہ پریشان ہوا تھا آج سے پہلے تو وہ کبھی اس کے قریب نہ آئی تھی
پھر آج اچانک اسے کیا ہو گیا تھا ایمان کچھ دیر یوں ہی اس کے

کاندھے پر سرٹکائے خاموشی سے روئی رہی پھر اچانک سے دور
ہوئی

ایمان... کیا ہوا ہے بتائیں پلیز زمیر ادل بہت پریشان ہو رہا"

"... ہے"

وہ منظبوط شخصیت منظبوط ارادے رکھنے والا سردار ہمیشہ ایک لڑکی
کے آنسووں پر پکھل جاتا تھا وہ آگے بڑھتا ہوا اس کے رخساروں
کو اپنی انگلی سے پوچھنے لگا مگر اس بار ایمان نے کوئی مزاحمت نہ کی
تھی

کچھ نہیں بس میں ڈر گئی تھی..." اس نے مختصر سا جواب دیا"

آپ کو ڈرنے کی بلکل بھی ضرورت نہیں میں ہمیشہ آپ کے"

"... ساتھ ہوں"

زارون نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا ایک پل کے لیے ایمان کا
دل چاہا وہ اسے اصغر کی اصلیت بتا دے مگر یہ مناسب نہ تھا

"میں بہت تھک گئی ہوں ... سونا چاہتی ہوں"

اس نے ارادہ بدلتے ہوئے کہا

"جی آپ آرام کریں شب بخیر"

وہ جیسے ہی کمرے سے باہر گیا ایمان نے دروازہ بند کیا اور بستر پر آ
لیٹی نجانے کب اسے نیند لگی اسے پتا ہی نہ چلا



"گھر کے سب لوگ کہاں ہیں؟؟؟"

اصغر آج کام سے صحیح ہی ہو یلی سے باہر چلا گیا تھا مگر جب واپس
شام کو گھر آیا تو دیکھا گھر پر خاموشی تھی
وہ اصغر سائیں اماں سائیں اور باقی کے سب لوگ پرانی ہو یلی"

"گئے ہیں

ملازمہ کی بات پر اس نے اثبات میں سر ہلا کیا

"مگر کیوں گئے ہیں؟؟؟"

شادی قریب آرہی ہے نہ بس دودن ہی رہ گئے تو اماں سائیں"
سمیت باقی سب ہو یلی کی سجادوٹ اور انتظامات دیکھنے گئے ہوئے
"ہیں سوائے چھوٹی بی بی کے

ملازمہ نے تفصیل سے بتایا جس پر اس کے شیطانی دماغ میں پھر
سے گھٹپا سوچیں آنے لگیں

"... ہمم ٹھیک ہے"

وہ اپنے کمرے میں جا کر کپڑے جینج کرتا ہوا باہر آیا جب نظر
ایمان کے کمرے کے کھلے دروازے پر گئی بے حد کمینگی والی
مسکراہٹ اس کے لبوں پر نمودار ہوئی تھی

"... تو مطلب وقت آچکا ہے"

اصغر خود کلامی کرتا ہوا اس کے کمرے کی جانب بڑھا وہ اس وقت
کتاب پڑھنے میں مصروف تھی جب اسے دروازہ بند ہونے کی

آواز آئی وہ اچانک سے چونک کر کھڑی ہوئی جب نظر کمرے
میں موجود اصغر پر گئی جو کھڑا ہوا سرتاپیرا سے گھور رہا تھا

" یہ کیا بد تمیزی ہے؟؟"

ایمان نے غصے سے کہا

یہ بد تمیزی نہیں بدلہ ہے میری جان... پہلے تو میں نے سوچا تھا"
کہ میں صرف زاروں سے بدلہ لوں گا اسے تم سے دور کر کے...
لیکن تمہارے اس تماچے نے سب کچھ بدل کر رکھ دیا... اب
جب تک میں تمہیں پوری طرح اپنے قدموں میں نہ گرداؤں
" مجھے سکون نہیں آئے گا
وہ دھیرے دھیرے آگے بڑھ رہا تھا وہ پیچھے کو ہوتی چلی جا رہی
تھی

"... خبردار جو میرے قریب بھی آئے تو... میں شور مجادوں گی"

ایمان نے سرد لہجے میں کہا

"!!!!... بکواس بند کرو"

اصغر غصے سے چلا یا تھا جس پر وہ ڈری تھی آخر تو ایک لڑکی تھی نہ

بھلمہ کیسے کسی کی ایسی حرکت برداشت کرتی



سا نئیں سردار ہماری پرانی زمینوں میں سے چند زمینیں نجھ دی گئی"

"ہیں"

سامنے کھڑے آدمی کی بات سن کو وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگا وہ
اس ہی وقت کر سی سے کھڑا ہوا، سامنے رکھی میز پر زمینوں کے
کاغذات بکھرے پڑے تھے

یہ کیا کہہ رہے ہیں آپ ہاشم صاحب؟؟؟ ایسا کیسے ممکن ہے؟؟؟
یہ کیسے ہو سکتا ہے کوئی بنا کسی ٹھوس ثبوت کے ہماری زمین کو تجھ
"دیتا ہے؟؟ وہ بھی صرف چند روپیوں کے لیے

زارون کشمکش میں مبتلا پیشانی رکھتے ہوئے گویا ہوا جس پر
سامنے کھڑے شخص نے باہر سے کسی کو اشارہ کر کے اندر بلا یا

ساں میں سردار یہ ہے وہ شخص جب ہماری زمین کا سودا ہو رہا تھا"

"تب یہ وہیں موجود تھا

زارون نے ایک نظر اس آدمی کو دیکھا وہ کوئی عام سا ہی لگ رہا تھا
نا ممکن... یہ ممکن ہو ہی نہیں سکتا یقیناً وہ ثبوت جھوٹ ہوں"

"گے... بتاؤں آخر یہ سب کیسے ہوا؟؟؟



زارون نے پورے یقین کے ساتھ کہتے ہوئے سامنے کھڑے
شخص سے سوال کیا

ساں میں سردار ملک سلطان اپنے کچھ آدمیوں کے ساتھ آ کر آپ"
کی پرانی زمین کا سودا کر رہا تھا اور ساتھ ہی بہت بڑی رقم بھی لا لیا

"... تھا

اس نے ہاتھ چھوڑتے ہوئے کہا

کیا؟؟ ملک سلطان؟؟ ہمارے مخالف نے وہ زمین خریدی " کیا؟؟ ملک سلطان؟؟ ہمارے مخالف نے وہ زمین خریدی " ہے؟؟ مگر ایسا کیسے ممکن ہے کون اتنی جرات کر سکتا ہے؟؟ اگر واقعی اس نے یہ زمین خریدی ہے تو زمین کے کاغذات اصلی " ہوں گے "

زارون نے کچھ سوچتے ہوئے کہا اور اسے جانے کا اشارہ کیا جس پر وہ آدمی چلا گیا " سائیں سردار کیا لگتا ہے؟؟ کیا حویلی سے کسی نے کاغذات " وہ مزید کچھ بول ناس کا کیونکہ وہ زارون کے غصے کو جانتا تھا

اگر واقعی ایسا ہے تو جس نے یہ حرکت کی ہے... میں اسے زندہ"

"نہیں چھوڑوں گا

وہ ارادہ کرتا ہوا اپس اپنی حوصلی کے راستے نکل گیا



آپ مانیں نہ مانیں مگر مجھے سو فیصد یقین ہے اماں سائیں آپ " کی لادلی پوتی ضرور کسی نہ کسی غلط چکر میں پڑ چکی ہے دیکھ لئے گا "ایک دن یہ لڑکی ہم سب کی نظر وں میں گرجائے گی

تمہینہ بیگم کی بات پر اماں سائیں نے اسے گھورا وہ لوگ پرانی حوصلی میں زاروں کے کمرے میں موجود تھے جو تقریباً سچ ہی چکا تھا

زبان کو لگام دو تھی نہ بہو... اگر کسی نے ایسی گفتگو سن لی تو"

"ایمان کا تو پتا نہیں مگر تم سب کی نظر وہ میں ضرور گرجاؤ گی

انہوں نے اسے ٹوکا جس پر وہ منہ بنانے لگی

اماں سائیں آپ کو میں پچھلے ایک ہفتے سے سمجھا رہی ہوں مجال"

ہے جو آپ نے میری ایک بھی بات مانی ہو تو... جب تک آپ

"اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ لیتیں آپ کو یقین نہیں آئے گا

انہوں نے پھر زہر گھولنا چاہا

کیا تم نے اسے دیکھا ہے کبھی کوئی غلط حرکت کرتے"

"ہوئے ؟؟"

زلینجا بیگم نے سوال کیا جس پر وہ خاموشی سے آنکھیں مٹکانے لگی

اماں سائیں وہ دن بھی دور نہیں... میں نے آپ کو بتایا تھا نہ وہ"

"...اصغر کے آگے پچھے

بس تھمینہ بیگم !! وہ اس کے بڑے بھائی کی جگہ ہے کیا اول"

"فول بکتی جا رہی ہو

اماں سائیں نے اس بار اوپر نجی آواز پر کہا تھا جس پر زویا جو باہر کھڑی ہوئی اپنے بھائی سے کال پر پلان بنارہی تھی اب اندر کو آئی

اماں سائیں ممی جی نہ کچھ اول فول نہیں بکتیں... یہ دیکھیں ابھی"

ابھی بھیا کی کال آئی ہے وہ پرانی حویلی کے لئے نکل رہی رہے تھے

جب ایمان نے انہیں گھر میں بلا یا ہے... اس وقت وہ گھر میں

"اکیلی ہے جانتی ہیں نہ آپ ؟؟

اماں سائیں نہ سمجھی سے ان دونوں ماں بیٹی کو دیکھ رہی تھیں جو
ان کے کان بھرنے کا کوئی موقع جانے نہ دیتی تھیں
اماں سائیں سائیں سردارِ خوبی گئے ہیں شاید کچھ بھول گئے تھے"
"انہوں نے کہا تھا آپ کو بتا دوں

ملازمہ کی بات پر جہاں اماں سائیں خوفگی کی کیفیت میں مبتلا تھیں
وہیں وہ دونوں ماں یہیں انتہائی خوش دکھائی دے رہی تھیں

شفیق کو بلا وہ ہمیں ابھی اس ہی وقتِ خوبی جانا ہے... ہمیں لگتا"

"... ہے یہ جھوٹ ہے ایمان ایسی نہیں ہے

اماں سائیں کی بات پر وہ دونوں ماں بیٹی ایک دوسرے کو دیکھ کر
مسکرانے لگی تھیں جبکہ اماں سائیں کا دل پھٹا جا رہا تھا

وہ لوگ حوصلی کے لئے نکل گئے تھے زارون کی گاڑی ان سے
کافی آگے جا چکی تھی
"سن زویا... کیا کام بن چکا ہو گا؟؟؟"
تمہینہ نے سر گوشی کی
اڑے ممی جی آپ بلکل بے فکر رہیں زارون کا اعتبار آج اس پر"
سے اٹھ جائے اور وہ صرف زارون بلکہ سب کی نظرؤں سے
"گرچکی ہو گی
زویا کی بات پر وہ شیطانی انداز میں مسکرا گیں



تمہیں کیا لگتا ہے تمہارے شور مچانے پر سب یہاں اکھٹا ہو کر "تمہیں ڈیفینس کریں گے اور مجھے غلط سمجھیں گے؟؟ غلط فہمی ہے تمہاری باہر سے پڑھ کر آئی ہوئی ایک بگڑی لڑکی پر بھلہ کون "یقین کرے گا؟؟"

اس کی لال آنکھوں سے وحشت ٹپک رہی تھی زاروں کرے گا مجھ پر یقین... جب میں اسے تمہاری حقیقت "بتاؤں گی انسان کی کھال میں چھپے بھیڑ بی ہو تم ایمان نے حقارت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا جو مکروچھرہ لئے مسکرا رہا تھا

کیا سچ میں ؟ کیا کہو گی تم اسے ؟ کہ چوہدری اصغر علی نے "

" تمہاری عزت پر ہاتھ ڈالا ہے ؟ اور وہ مان لے گا ؟

اس نے تعجب سے سوال کیا جس پر ایمان اسے گھورنے لگی

چلو مان لیتے ہیں اگر اس نے مان بھی لیا کہ یہ سب میں نے کیا"

" ہے ... تو کیا وہ تمہیں اپنا لے گا ؟

اس نے فاتحانہ انداز میں کہا جس پر ایمان ساکت رہ گئی تھی

ویسے میں بلکل بھی نہیں چاہتا کہ میں انتی جلدی تمہارے "

ساتھ کچھ غلط کروں ... لیکن وہ کیا ہے نہ مجھے جلد سے جلد

سرداری چاہئے اور اس کے لئے مجھے زاروں کو توڑنا ہو گا ... اب

" ... ظاہر سی بات ہے تم اس کی کمزوری ہو تبھی تو میں تمہیں

وہ مزید قریب آتا جب ایمان نے ایک اور تھپڑا س کے گال پر
رسید کیا جس پر وہ آنکھیں پھاڑتا ہوا خونخوار نظر وں سے اسے
دیکھنے لگا

اوقات کیا ہے تیری ہاں؟؟ تجھ جیسی کتنی لڑکیوں کو میں اپنے"
"پیروں کی دھول بنا چکا ہوں
اصغر نے بھڑکتے ہوئے آگے بڑھ کر ایمان کے بالوں کو اپنی
گرفت میں لیا

"آہ دور ہٹو جنگلی جاہل انسان... میں تمہاری جان لے لوں گی"

ایمان نے چینختے ہوئے کہا مگر اس کی آواز اس کمرے سے باہر نہ

جا سکی

جان تواب میں لوں گا تیری... اب دیکھ تو تیرے ان تماچوں"

"کی سزا تجھے کس صورت میں دیتا ہوں میں

ایک جھٹکے سے اسے بیڈ پر اچھال کروہ ابھی اس کی جانب لپکتا ہی

جب دھڑام کی آواز سے دروازہ کھلا

وہ پلٹ کر خوفلی سے دیکھنے لگا زارون نے اسے گریبان سے جکڑ

کر پیچھے دھکیلا جس سے وہ زمین پر جا گرا جبکہ ایمان نم آنکھوں

سے اسے دیکھنے لگی تب ہی اماں سائیں لوگ بھی حویلی پہنچے

زارون کے ہاتھ میں بندوق تھی

یہ لیلہ ہی تھی جس نے اصغر کی نظروں کو پہچان لیا تھا اس نے
اسے ایمان کے کمرے میں جاتا دیکھ کر گھر کے ٹیلی فون سے
زاروں کو کال کی تھی اور ساتھ ہی چھپ کر کمرے کے باہر سے
اصغر کی تمام باتیں سن لی تھیں

زاروں تمد دیکھ رہے ہونے یہ لڑکی ہم دونوں بھائیوں کے نقش " تھا
دراث پیدا کرنا چاہتی ہے ... اس نے خود فون کر کے مجھے یہاں بلا یا
" تھا

اصغر کی نظر جب زاروں کی بھوری آنکھوں پر گئی جوغصے میں لال
ہو چکی تھیں اور ہاتھ میں بندوق تھی تو وہ جھوٹی باتیں بنانے لگا

مجھے نہ صرف ایمان سے عشق ہے بلکہ اس کے کردار کی " پاکیزگی پر پورا بھروسہ ہے پھر چاہے وہ دنیا کے کسی حصے میں کیوں نہ چلی تھی مجھے اس پر خود سے بھی زیادہ بھروسہ ہے وہ آج " بھی اتنی ہی پاکیزہ ہے جتنی پیدا ہونے کے بعد تھی زارون نے سرخ آنکھوں سے گھورتے ہوئے اپنے الفاظ کہے تھے جبکہ ایمان یوں ہی ساکت سی اسے دیکھ رہی تھی زارون یہ سب جھوٹ ہے ... تم سمجھنے کی کوشش کرو میں تو " ... یہاں کسی ضروری کام سے آیا تھا اصغر بوکھلاتے ہوئے کھڑا ہوا اور صفائیاں دینے لگا

جانتا ہوں میں آپ کے ضروری کاموں کو آپ اور آپ کی وہ "بہن مل کر کس طرح میرے بند کمرے سے زمین کے کاغذات نکالتے ہیں اور جو سودا آپ کل کر کے آئیں ہیں... وہ آپ کو بہت "بھاری پڑھنے والا ہے"

زارون کی بات ختم نہیں ہوئی تھی جب صدیق صاحب جنہیں سب کے واپس ہو یہی جانے کی اطلاع ملی تھی تب وہ بھی وہاں پہنچ چکے تھے یوں سب کو سیر ھیوں کے نیچے کھڑا اپا کر خود ایمان کے کمرے کی جانب بڑے

"...زارون مجھے معاف کر دو مجھے پیسوں کی ضرورت تھی" اس نے بے بس لاچاروں کی طرح ہاتھ چھوڑتے ہوئے کہا

تو آپ مجھ سے مانگ لیتے میں جان بھی دے دیتا مگر آپ کی " "

"... نیت ہمیشہ سرداری پر تھی "

زارون کی آواز اتنی اوپنجی تھی کہ پوری حوالی اکٹھا ہو گئی تھی

"زارون بیٹا یہ کیا کر رہے ہو؟؟؟"

صدق صاحب کو سمجھ نہیں آرہا تھا یہاں ہوا کیا تھا

"... زارون بیٹا اللہ کا واسطہ کچھ غلط نہ کر دینا"

نچے اماں سائیں پریشانی کی حالت میں اسے روکنے کی کوشش میں
تھیں مگر اس کے دماغ پر اس وقت غصہ سوار تھا

زارون ہاں میں مانتا ہوں میں نے غلط کیا ملک سلطان کو زمین فتح " کر لیکن یہ یہ جو کچھ تم سمجھ رہے ہو ویسا کچھ بھی نہیں ہے تم تو "جانتے ہو میں ایسا نہیں ہوں

اس نے پھر سے صفائی دینا چاہی زارون یہ لڑکی مجھے پھنسا رہی ہے اس نے خود کال کر کے مجھے " یہاں بلا یا تھایہ جھوٹ بول رہی ہے وہ ایمان کی جانب اشارہ کر کے چینخا جس پر زارون افسوس بھری نگاہوں سے اسے دیکھنے لگا

یہ جھوٹ بول رہی ہے ؟ اس نے تواب تک کچھ بولا رہی " ... نہیں

زارون نے ایک نظر ایمان کی جانب دیکھا جس کا پورا چہرہ اشکوں
سے لبریز ہو چکا تھا

"...زارون بیٹا بندوق نیچے کرو"

صدیق صاحب سمجھ چکے تھے آخر مسئلہ کیا ہوا تھا جبکہ اماں سائیں
کاررورو کر بر احال تھا

"زارون مجھے معاف کر دو"

زارون کا غصہ دیکھ کر وہ سمجھ چکا تھا زارون اس پر کبھی یقین نہیں
کرے گا

دھوکے کی تو معافی مل سکتی ہے مگر آپ نے عزت پامال کرنے " کی کوشش کی ہے اور جانتے ہیں زارون کی زندگی میں اس " حرکت کی کیا سزا ہے ؟؟ اس نے سرد لبجے میں کہا جس پر سب اس کی جانب دیکھنے لگے

"...موت"

زارون نے اس کی پیشانی پر بندوق رکھی تھی تہمینہ بیگم اور زویا کی چینخیں پہلے ہی نکلا شروع ہو چکی تھیں مگر کسی کی اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ آگے بڑھ کر اسے روک سکے

(دو ہفتے بعد)

ایمان علی ولد صدیق علی آپ کا نکاح چوہدری زارون علی ولد"

بادشاہ علی سے تمیں کروڑ سکاراں ج الوقت کرایا جا رہا ہے کیا آپ

"... کو یہ نکاح قبول ہے؟؟"

وہ عروسی لباس میں ملبوس اپنی خوبصورت سرخ آنکھوں میں
کا جل لگائے ہو نٹوں پر ہلکی سی سرخی لگائے بالوں کا موتبے کے
پھول سے سچھا جوڑ ابنائے بیش قیمتی چمکدار زیورات زیب تن
کئے زارون کی دلہن کے نام کے بنائے ڈوپٹے کا گھو نگھٹ کئے
ساخت بیٹھی ہوئی تھی

ان کا نکاح برسوں سے چلتی ہوئی روایت کے مطابق پرانی حوالی
میں رکھا گیا تھا اس بڑے سے ہال میں تقریباً تین سو سے زائد
افراد ٹھہرے ہوئے تھے

ایمان علی ولد صدیق علی آپ کا نکاح چوہدری زارون علی ولد"
بادشاہ علی سے تمیس کروڑ سکار ان ج الوقت کرا یا جارہا ہے کیا آپ
" کو یہ نکاح قبول ہے ؟؟

اس کے سامنے ہی زارون کو بٹھایا گیا تھا ان کے درمیان
خوبصورت گلاب کے پھولوں کی دیوار بنائی گئی تھی جن میں سے
بامشکل زارون کو اس کا چمکتا ہوا ڈوپٹہ دکھائی دے رہا تھا

حسبِ روایت زارون نے دولہا اور ایک سردار کی حیثیت سے
سب سے الگ بیش قیمتی لباس زیب تن کیا تھا بلکہ سنبھرے رنگ
کی شیر و انی جس کے ساتھ سفید رنگ کا پاچا مہ ساتھ ہی ان کا
روایتی پکڑا پہنے وہ آج دنیا کا سب سے خوب رونو جوان اور رعب دار
شخصیت کا مالک لگ رہا تھا



ایمان علی ولد صدیق علی آپ کا نکاح چوہدری زارون علی ولد "ا"
بادشاہ علی سے تمیس کروڑ سکاراں ج الوقت کرايا جا رہا ہے کیا آپ
" کو یہ نکاح قبول ہے ؟ ؟

مولوی صاحب نے یہی جملہ تیسرا بار دھرا یا تھا جبکہ سب کے
سب ایمان کو حیران کن انداز میں دیکھ رہے تھے جوانہیں مینچے

اپنے دل پر پتھر رکھے اپنے بابا کی دی ہوئی قسموں پر مجبور بے بس
سی زندہ لاش بنی بیٹھی تھی جبکہ اس کی کاجل سے بھری آنکھوں
سے آنسوؤں کے بہنے کا عمل اب تک جاری تھا

"... ایمان... بیٹھا جواب دو... قبول کرو"

صدق صاحب جواس کے برابر بیٹھے تھے اسے خاموش پا کر
ہوش کی دنیا میں لانے لگے زارون ضبط کئے بیٹھا مسلسل پھولوں
کی دیوار کے دائیں جانب گھونگھٹ میں بیٹھی لڑکی کو دیکھ رہا تھا

ایمان... میری عزت کا پہلے ہی بہت تماشا بن چکا ہے مزید نہ"

"بناؤ... کیا تم میرا مر اہوا منہ دیکھنا چاہتی ہو؟؟؟

انہوں نے تڑپ کر کہا جس پر وہ اپنی سرخ آنکھیں لئے انہیں
دیکھنے لگی جن کی آنکھیں پہلے ہی سے نم تھیں

"... قبول ہے"

ایک نگاہ اپنے جان سے پیارے والد پر ڈال کر وہ زیر لب گویا
ہوئی جس پر جہاں سب کی جان میں جان آئی تھی وہیں زارون
کے دل کو قرار ساملا تھا ایمان نے پسپر زپر سائٹ کیا اور سب نے
دعا پڑھی

نکاح مکمل ہو چکا تھا مگر تقریب اب بھی جاری تھی گاؤں کی
عورتیں کافی تعداد میں زارون کی بیوی کی حیثیت سے اس کا چہرہ

دیکھنے آرہی تھی مگر وہ یوں ہی سر جھکائے ایک جگہ بیٹھی ہوئی
تھی

"...زارون... جاؤ ایمان کا گھو نگھٹ اٹھاؤ"

اماں سائیں کی بات پر زارون حیرت سے انہیں دیکھنے لگا جو پہلے ہی
اس کی جانب متوجہ تھیں

ایسے کیا دیکھ رہے ہو؟؟ پیٹا یہ رسم ہے... جاؤ گھو نگھٹ اٹھاؤ"

"اس کا... اب وہ تمہاری بیوی ہے

اماں سائیں نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا جس پر وہ بنا کچھ کہے
پھولوں کی دیوار میں پھولوں کو پرے کرتا ہوا دوسرا جانب آیا
جہاں وہ ساخت سی بیٹھی اپنی بے بسی کا سوگ منار ہی تھی

زارون نے آگے بڑھ کر اسے شانوں سے چھوا اور اپنے مقابل
کھڑا کیا اس کے شوہر کی حیثیت سے دونوں ہاتھوں سے اپنے نام
کا دوپٹہ اٹھائے وہ اس کے صاف و شفاف ہر گناہ سے پاک چہرے
کو دیکھنے کا خواہ شمند تھا

مگر جب نظریں اس کی بھوری آنکھوں سے ٹکرائیں تو ایک درد
садل میں اٹھا تھا وہ سرخ آنکھیں جو مسلسل رونے کی وجہ سے
مکمل لال ہو چکی تھیں اب زارون کی تکلیف کی وجہ بن رہی تھیں
وہ زیادہ دیر اس کی آنکھوں میں نہ دیکھ پایا تھا اس کے حسین
سر اپے پر ایک نگاہ ڈال کر وہ واپس گھو نگھٹ سے چہرہ ڈھانپتا ہوا
باہر کو چلا گیا تھا

تقریباً چار پانچ گھنٹوں تک ان کی رسمیں جا رہی رہیں زارون نے ایک مرتبہ بھی دوبارہ اس کی جانب نہ دیکھا تھا وہ نیچے نظریں کئے اس کی اور اپنی تمام رسومات اماں سائیں کے کہنے پر ادا کر رہا تھا

چھوٹی مولیٰ رسمیں پوری ہونے کے بعد ایمان کو زارون کے کمرے میں لے جایا گیا جواب اس کا بھی تھا چاروں طرف پھول ہی پھول تھے پورا کمرہ پھولوں سے سجا یا گیا تھا ایک خالی دیوار پر ایمان اور زارون کی کچھ ساری تصویریں لگی ہوئی تھیں یہ کمرہ کافی بڑا تھا یہاں ضرورت کی ہر چیز موجود تھی

وہ اپنا جوڑا سن بھا لتے ہوئے پھولوں سے سچے بستر پر جا بیٹھی جو کہ
اصل میں اس کی قبر تھی وہ بے بسی سے اپنی گلاب کے پھولوں
سے سمجھی قبر پر بیٹھ کر اپنی موت کا ماتم منار ہی تھی

اسے یہاں بیٹھے دو گھنٹے سے زیادہ وقت گزر چکا تھا روایت کے
مطابق شادی کی تمام رسومات ادا کرنے کے بعد اسے تھکن کا
احساس ہو رہا تھا وہ بیڈ کے سرہانے سر ٹکانے آنکھیں موند گئی تھی
تب ہی کسی نے دروازہ کھولا تھا جس کی آواز اس کی نیند میں خلل
پیدا کر چکی تھی



(کچھ دن پہلے)

"زارون رک جاؤ تمہیں اماں سائیں کی قسم"

وہ جو غصے کی آخری حدود پر تھا صدیق صاحب کی بات پر اس کے
ہاتھ سے بندوق زمین پر جا گری تھی زارون افسوس بھری
نگاہوں سے اپنے بیچھے کھڑے اپنے چاچا کو دیکھ رہا تھا جسنوں نے
آج اسے بے انتہا مجبور کر دیا تھا

وہ ایک نظر اپنی محبت پر ڈالے بڑے بڑے ڈگ بھرتا ہوا وہاں
سے چلا گیا مگر کچھ ٹھیک نہیں ہوا تھا اسے اپنا غصہ ہر صورت قابو
کرنا تھا ورنہ وہ اپنی جان بھی لے سکتا تھا

رات جب وہ واپس ہو یلی آیا تو اماں سائیں نے ملازم سے کہہ کر
اسے ہال میں بلا یا جہاں کچھری لگی ہوئی تھی اماں سائیں کے حکم پر
وہ وہاں آیا جہاں عدالت سامنے تھا

ایک کٹھرے میں اصغر جبکہ دوسرے کٹھرے میں اپنی محبت کو
کھڑا پا کر وہ بے یقینی سے اماں سائیں کو دیکھ رہا تھا اطراف میں
بیٹھے تماشائی لوگ کارروائی شروع ہونے کے انتظار میں تھے اماں
سائیں کا فیصلہ آخر تھا

"...زارون یہاں سامنے بیٹھو"

اماں سائیں نے سامنے اشارہ کرتے ہوئے کہا مگر وہ بیٹھا پہلی بار
اس نے اماں سائیں کی بات نہ مانی تھی وہ نا صحی سے اسے دیکھ
رہی تھیں باقی کے لوگ حیران تھے

"... میں نے کہا یہاں بیٹھو"

اماں سائیں کا لہجہ اس دفع سخت تھا مگر وہ صرف نظریں جھکائے
کھڑا تھا جیسے اصل مجرم وہی تھا اماں سائیں کو اب غصہ آرہا تھا

"زارون... کیا تمہیں سنائی نہیں دے رہا میں نے کیا کہا ہے؟؟؟"

انہوں نے زارون کی جانب بھڑکر کہا

اماں سائیں میں نہیں جانتا کس نے کیا کہانی بنائی ہے مگر میرا دل "اس بات کا گواہ ہے میری ایمان پوری طرح پاک اور بے قصور " ہے

زارون نے ایمان کی جانب دیکھتے ہوئے جس کے الفاظ سن کر ایمان آنسوؤں کو رکھتے ہوئے بڑی حیرت سے اسے دیکھنے لگی جواب تک اس ہی کی حمایت کر رہا تھا اماں سائیں کے چہرے پر سخت تاثرات نمایاں ہوئے

میں نے تم سے یہ نہیں پوچھا کہ کون قصور وار ہے کون بے " "قصور، میں جہاں تمام مسائل کا حل چاہتی ہوں اماں سائیں نے سب پر نظر ڈوراتے ہوئے اپنی بات مکمل کی

اماں سائیں واقعی؟؟ پھر آپ نے ایمان کو کٹھرے میں کیوں لا"

"کھڑا کیا؟؟"

آج وہ کہیں سے بھی پہلے والا زارون نہ لگ رہا تھا جو اماں سائیں
کے ایک حکم پر جان ہتھیلی پر رکھ دیتا تھا وہ آج صرف اور صرف
ایمان کا زارون لگ رہا تھا جسے بچپن ہی سے ایمان سے شدت
سے عشق تھا جو پاگلوں کی طرح اس کے عشق میں دیوانہ تھا

زارون... سوال پر سوال مت کرو... آخر کیا مطلب سمجھوں"

"میں تمہارے اس لمحے کا؟؟"

اماں سائیں کی آواز پر جہاں سب چونکے تھے وہیں زارون ان کی
جانب دیکھنے لگا جنہوں نے آج سے پہلے کبھی اس سے اس لمحے
میں بات نہ کی تھی

معاف کیجئے گا اماں سائیں لیکن جس عدالت میں میری محبت کو"
سب کے سامنے کٹھرے میں لاکھڑا کیا ہے میرے لئے اس جگہ
"... بیٹھنا حرام ہے"

زارون نے صاف انکار کرتے ہوئے کہا جس پر اماں سائیں اسے
تعجب سے دیکھنے لگیں سب کو یہ تو پتا ہی تھا وہ بچپن سے ہی ایمان
کو چاہتا تھا لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اس کے پیار میں اتنی
شدت آجائے گی اس کا تصور تو شاید اس نے خود بھی نہ کیا ہو گا

اگر تمہیں واقعی اپنی محبت کا یہاں کٹھرے میں کھڑا رہنا ناقابل"

برداشت لگ رہا ہے تو پوچھواں سے، پوچھواں سے کہ آخر

" یہاں تک آنے کی نوبت آئی ہی کیوں؟؟؟

اماں سائیں نے سخت ناگواری سے ایمان کو دیکھا تھا جو سب کی

آنکھوں میں اپنے لئے حقارت محسوس کر کے تکلیف کی انتہا پر

تھی

اماں سائیں میں اس سے ایک لفظ بھی صفائی نہیں مانگوں گا... "

کیونکہ مجھے اس پر پورا بھروسہ ہے ... پھر چاہے پوری دنیا ہی

کیوں نہ اس کے خلاف ہو جائے مگر ... مگر میں کبھی بھی اس کے

" خلاف نہیں جاؤں گا میں کبھی بھی اس کا ساتھ نہیں چھوڑوں گا

زارون کی نظریں اس کی سرخ آنکھوں سے جاملی تھیں اس کی
بھوری آنکھوں کی عجب کشش تھی ایمان کا دل دھڑک رہا تھا
اسے اس وقت صرف زارون اپنا گرہا تھا

"کھڑو، ابھی ہم کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے جب تک سب کی بات"
"نه سن لی جائے

اماں سائیں کے اشارے پر سب سے پہلے زویابوں اٹھی

اماں سائیں قسم لے لیں ہم سب کہہ رہے ہیں یہ لڑکی جب"
سے یہاں آئی ہے اس کی نظر ایک بار بھی زارون پر نہیں گئی

جب سے اصغر بھیا یہاں آئے ہیں وہ جہاں بھی ہوتے ہیں ایمان
"انہی کے ساتھ دکھائی دیتی ہے

زویا کی بات پر ایمان بے یقینی سے اسے دیکھنے لگی جبکہ اصغر کے
مکروفریب چہرے پر کمینگی والی مسکراہٹ آئی تھی

اور آج جو کچھ تم مجھے حویلی میں بتا رہی تھیں کیا وہ سب سچ " " تھا؟؟

اماں سائیں نے ایک اور سوال کیا
جی ہاں اماں سائیں نہ صرف آج بلکہ ایمان کو میں نے کئی بار"
اصغر بھائی کو اشارے کرتے دیکھا تھا مگر میں کہتی بھی کیا چپ

رہے مگر آج تو اس نے حد ہی کر دی اکیلے گھر میں بھائی کو کال کر
" کے ہی بلا لیا

وہ اپنا بد لہ لے رہی تھی نجانے ایمان نے اس کے ساتھ ایسا کیا کیا
تھا جو وہ جھوٹ ہو جھوٹ بولی جا رہی تھی زارون نے سرد
تاثرات لئے اس جھوٹی لڑکی کو دیکھا جو جب سے زہرا اگل رہی
تھی

" اصغر... کیا واقعی ایمان نے تمہیں فون کر کے بلا یا تھا؟؟؟"

اماں سائیں نے اصغر سے پوچھا

جی ہاں اماں سائیں اس نے کہا تھا اس سے کچھ ضروری بات کرنی" ہے میں جب گھر آیا تو کوئی نظر نہ آیا اس لئے میں اس کے کمرے "کی جانب بڑھ گیا اور اندر جاتے ہی اصغر جھوٹ کی انتہا پر تھا مگر آدھے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے تھے جب زارون کی سرخ آنکھیں اس پر مرکوز ہوئیں

"کہو چپ کیوں ہو گئے؟؟؟" اماں سائیں سچ تو یہ ہے ایمان کو میں اپنی چھوٹی بہن سمجھتا تھا" لیکن پچھلے کچھ دنوں پہلے ایمان کئی بار مجھ سے یہ کہہ چکی تھی کہ "... اسے زارون جیسے گھٹیا شخص سے شادی نہیں کرنی"

اس نے بات کو ایک نیارخ دیتے ہوئے کہا ایمان نے ایبر و کا
زاویہ بناتے ہوئے زارون کو دیکھا جیسے یقین دلار ہی ہو کہ یہ
جھوٹ ہے

"کیا وجہ بتائی اس نے تمہیں ؟؟"

اماں سائیں نے پھر سے سوال کیا

وہ کہہ رہی تھی اسے ایک گاؤں میں رہنے والے عام سے سادہ " وہ مزاج لڑکے سے شادی نہیں کرنی وہ ایک پڑھا لکھا لڑکا چاہتی ہے میں نے اسے بہت سمجھایا مگر اگلے ہی دن اس نے یہ کہا کہ یہ مجھ سے شادی کرنا پسند کرے گی مگر زارون سے نہیں، اور آج مجھے

نہیں پتا آخرا ایمان نے ایسا کیوں کیا تھا لیکن میری اس میں کوئی
"غلطی نہیں"

چہرے پر کمینگی لئے اس نے ایمان کو دیکھا جو مسلسل نفی میں سر
ہلار ہی تھی

"... جھوٹ ... جھوٹ ہے یہ اماں سائیں ... زارون یہ جھوٹ"

"... چپ ... تم بکل چپ رہو"

ایمان کی بات ابھی ادھوری تھی جب اماں سائیں اس پر بھڑک
پڑھیں

تمہیں شرم نہیں آئی اصغر؟ جب تم اسے اپنی چھوٹی بہن"

مانند تھے تو آخر کیسے تم اس کے کمرے میں گئے تھے؟ کہاں

"تھی تمہاری غیرت؟؟"

اماں سائیں جب اسے ہی اپنی عزت کا خیال نہ تھا تو میں بھلمہ کیا"

"کرتا

اماں سائیں نے چینختے ہوئے کہا جس پر اصغر نے مختصر سا کہہ کر

سر جھکا لیا

بات سنوا اصغر میاں عزت صرف عورتوں کی نہیں ہوتی"

"مردوں کی بھی ہوتی ہے تم نے آخر ایسا کیا بھی کیسے؟؟"

اماں سائیں کی بات پر ایمان زاروں کو دیکھنے لگی جس نظریں

جھکائے مٹھیاں بینچیں با مشکل وہاں رکا ہوا تھا جبکہ صدیق

صاحب کو اب اپنے سینے میں درد محسوس ہونے لگا تھا ان کی
آنکھیں تر ہو چکی تھیں

اماں سائیں بس کر دیں آپ ان باتوں جو ختم کر دیں کہ کس کی "غلطی تھی کس کی نہیں اب پوچھیں اس بے شرم بے حیال لڑکی " سے کہ اس نے ہماری کچھ عزت بچائی یا سب نیلام کر بیٹھی ہے

تھمینہ بیگم جو کافی دیر سے خاموش کھڑی مزے لے رہی تھیں
اب اوپھی آواز میں گویا ہوئیں جس پر اماں سائیں چکی نظر وں سے
ایمان کی جانب دیکھنے لگیں تھمینہ بیگم کی بھڑکائی ہوئی آگ پھیلتی
دکھائی دے رہی تھی

زارون کو وہ ایک آنکھ نہ بھاتی تھیں مگر وہ صرف اپنے چاچو کی بیوہ
ہونے پر ان کا لحاظ کرتا تھا ورنہ وہ سب سے پہلے اس عورت کی
زبان گدی سے الگ کرتا باقی حساب بعد میں پورا ہوتا

"اماں سائیں بس !!! بہت ہوا !!! مجھے اور چاچا جان کو مزید رسوا"
نہ کریں !!! ہاتھ جوڑتا ہوں میں آپ کے آگے بس کر دیں ورنہ
آج کسی نہ کسی کی تولاش اس حوالی سے باہر جائے گی، ہی ساتھ
"میری بھی قبر اس حوالی میں بن جائے گی"

زارون ہاتھ جوڑتے ہوئے کہنے لگا تھا آنکھیں بے انتہا سرخ
تھیں جو رو نے کی وجہ سے اور بھی زیادہ لال ہو چکی تھیں صدق

صاحب بے بس سے تماشا دیکھ رہے تھے انہیں اپنی جان جاتی
محسوس ہو رہی تھی

رسوا؟ کیا میں نے تمہیں رسوا کیا ہے؟؟ تم اس لڑکی کی " حرکت نہیں دیکھ رہے؟؟ چلو مان لیتی ہوں کہ اصغر غلط ہے مگر کہیں نہ کہیں تو اس کی بھی غلطی ہو گئی نہ تمہیں دکھائی کیوں نہیں " دے رہا؟؟

اماں سائیں کو اب زارون کے بھروسے پر غصہ آرہا تھا

"آپ نے اسے کچھ کہنے کا موقع ہی کب دیا اماں سائیں؟؟" زارون کے سوال پر وہ خاموش ہوئیں کیونکہ واقعی کچھ ایسا ہی تھا اماں سائیں کے اشارے پر ایمان کے لب ہلے تھے اس نے ایک

ایک بات تفصیل سے وہاں موجود سب لوگوں کے سامنے بیان
کی تھی

"میں کیسے مان لوں تم پچ کہہ رہی ہو؟؟"

اماں سائیں نے ایبر واچ کاۓ اس سے سوال کیا جس پر وہ زارون
کی جانب سرخ نظر ہوں سے دیکھنے لگی
"ایک اور گواہ ہے اماں سائیں... لیلہ اندر آؤ"

لیلہ کا نام سن کر اصغر کے ہوش اڑ گئے تھے لیلہ نے آتے ہی
سب پچ بتانا شروع کیا کہ کس طرح اس نے اصغر کو کافی بات
ایمان کو شنگ کرتے اسے پریشان کرتے دیکھا تھا

کس طرح اصغر جان بوجھ کر ایمان کے کمرے میں گیا تھا اور
زارون کی زمین کو بننا اجازت بیخنے کی حرکت بھی اصغر کی تھی جو
کہ آج اس نے خود ایمان کے سامنے اعتراض کیا تھا

اب کچھ سچ جان کر اماں سائیں سمیت صدیق صاحب کے پیروں
تلے زمین نکل گئی تھی اب سمجھ آیا تھا انہیں کہ اصغر زارون سے
اس کا حق چھیننا چاہتا تھا جس کے لئے اس نے دشمن تک سے کٹھ
جوڑ کر لیا تھا اصغر کو لگا تھا اب اس کا کھیل تمام ہونے والا ہے اپنے
شیطانی دماغ میں وہ ایک اور نئی کہانی گڑنے لگا تھا



اماں سائیں ہاں میں نے یہ سب کیا ہے مگر ایمان اور میرے"
"درمیان جو کچھ ہوا اس میں ایمان کی بھی مرضی تھی
اس نے ایمان کے کردار پر کچڑا چھالنے کی کوشش کی جبکہ ایسا
کچھ بھی نہ تھا وہ صرف ایمان کو زارون سے دور رکھ کر زارون کو
تکلیف دینا چاہتا تھا

"زبان کو قابو میں رکھوا صغر... ورنہ جڑ سے الگ کر دوں گا"
زارون بنا کوئی لحاظ کئے دھاڑا تھا جس پر سب اسے حیرت سے
دیکھ رہے تھے
میں زبان قابو میں رکھوں؟؟ جب تمہاری منگیتیر خود کو قابو نہ "ا"
اکر سکی تو چلے مجھے سکھانے ہاں؟؟
صغر نے پلٹ کر الٹا سے جواب دیا

ایمان بتاؤ سب کو تمہارے مجھ سے تعلق پہلے، ہی دن سے تھے"
بس ہم نے سب سے چھپایا تھا، بتاؤ تم نے کس طرح مجھے اپنی
"طرف راغب کیا تھا

ایمان کاں پر ہاتھ رکھے مسلسل نفی میں سر ہلا رہی تھی جبکہ اصغر
کی گھٹیا گفتگو پر زارون نے آگے بڑھ کر اس کے منہ پر زور دار
مکامرا جس سے وہ زمین پر گرتے گرتے بچا

ایک شور سا تھا جو اس کے غصے پر ٹھم سا گیا تھا مگر اب غصہ دونوں
طرف تھا آگ دونوں طرف بھڑک چکی تھی اصغر نے خونخوار
نظروں سے اسے دیکھا تھا

"بس کرو تم دونوں"

اماں سائیں کو یقین نہیں آ رہا تھا کس طرح وہ دونوں ایک
دوسرے کا گریبان پکڑے ایک دوسرے کی جان لینے کو تیار
کھڑے تھے

اپنی اس گندھی زبان سے میری ایمان کا نام بھی نہ لینا... اور نہ "اپنی اس گندھی زبان سے میری ایمان کا نام بھی نہ لینا... اور نہ"
ہی اس کے کردار پر یہ پڑا چھالنے کی کوشش کرنا ورنہ قسم ہے
"مجھے اس رب کی میں اب کسی کی قسم پر بھی لحاظ نہیں کروں گا
زارون نے اس کا گریبان دبوچ کر اسے لال آنکھوں سے گھورا
تھا جس کے چہرے پر اب کمینگی والی مسکراہٹ تھی

اماں سائیں میں آج ابھی اور اس ہی وقت ایمان سے نکاح کرنا"

"چاہتا ہوں

زاروں نہیں چاہتا تھا مزید کوئی بھی اس کی محبت کے کردار پر انگلی
اٹھائے اس کی بات سن کر سب کے سب حیران رہ گئے تھے جبکہ

اصغر کا قہقہہ نکلا تھا

کیا واقعی؟؟ پہلے اس سے تو پوچھ لوجو تمہارے بجائے میرے"

ساتھ وقت گزارتے تھی کیا وہ تم سے شادی کرنے پر راضی ہے

"بھی یا نہیں

شیطانی مسکراہٹ لئے اس نے یہ بات کہیں تھی جس پر ایک اور

بار زاروں کا تھپڑا س کے منہ پر جا لگا تھا جس کی وجہ سے ہونٹ

سے خون رسنے لگا تھا

خبردار جو ایک الفاظ بھی اور بولا تو جان لے لوں گا میں"

"... تمہاری

نہیں لے پاؤ گے تم... میں اس وقت تک نہیں مروں گا جب"

"تک سرداری نہ حاصل کرلوں

اس نے ارادہ بیان کیا جس پر زارون اسے افسوس بھری نگاہوں
سے دیکھنے لگا ایک دن پہلے جسے وہ اپنا بڑا بھائی مانتا تھا آج وہ شخص
اس کے سب سے قریبی دشمنوں میں سے ایک تھا

"!!!" گریبان چھوڑ وایک دوسرے کا"

اماں سائیں کی بات پر ان دونوں نے ایک دوسرے کو جھٹکے سے
چھوڑا تھا تب ہی صدیق صاحب کے الٹے ہاتھ میں شدت کا درد
ہونے لگا جب وہ درد سے ترپنے لگے سب ان کی جانب متوجہ
ہو گئے

"بابا... بابا جان"

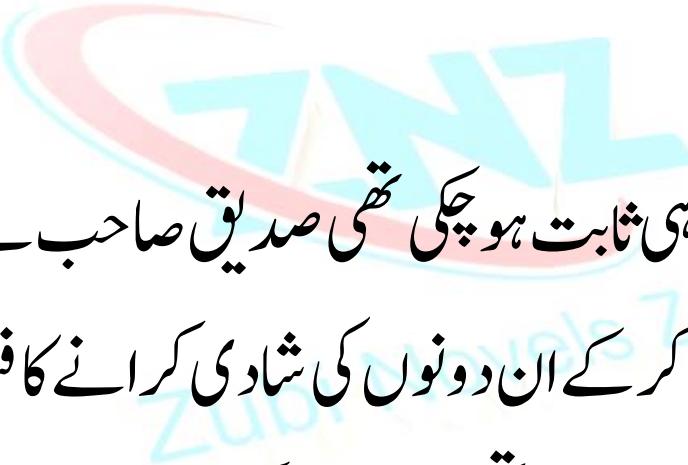
"صدیق... صدیق بیٹا کیا ہوا ہے"

ایمان بھاگتی ہوئی صدیق صاحب کے پاس آئی اماں سائیں بھی
بہت پریشان ہو گئی تھیں زارون نے ملازم کو گاڑی نکالنے کا حکم
دیا اور انہیں بامشک سنبھالتے ہوئے گاڑی میں لے گیا ساتھ
ایمان بھی تھی

اس کے جاتے ہی اصغر خاموشی سے باقی کی زمینوں کے کاغذات
نکال کر فرار ہو گیا جبکہ تمہینہ بیگم اور زویا بھی ان ہی کے ساتھ اپنا
سامان باندھ کر وہاں سے چلی گئیں اور یہ سب کچھ بہت خاموشی
سے ہوا تھا کیونکہ اب یہاں ان کا راز فاش ہو چکا تھا ان کا یہاں
رہنانا ممکن تھا اب اماں سائیں کو پتا چل چکا تھا تمہینہ اور زویا بھی ملی
ہوئی تھیں

ڈاکٹرنے بتایا تھا کہ صدیق صاحب کو ہارت اٹیک آیا تھا انہیں اب
تک اوپسرویشن میں رکھا ہوا تھا جبکہ ایمان کا تورو روکر براحال تھا
زاروں اسے چپ کرانے کی پوری کوشش کر رہا تھا

اگلے دن صبح انہیں روم میں شفت کر دیا تھا ان سے ملنے کی
اجازت مل چکی تھی وہ اپنے بابا جان کو بیڈ پر دیکھ کر مزید رو نے
لگی تھی مگر زارون نے اسے سنبھالا تھا جب وہ لوگ واپس گھر
آئے تب اماں سائیں نے ان تینوں کی غیر موجودگی کی اطلاع دی
تھی مگر زارون نے کوئی ایکشن نہ لیا تھا



ایمان کی بے گناہی ثابت ہو چکی تھی صدیق صاحب نے اماں
سائیں سے بات کر کے ان دونوں کی شادی کرانے کا فیصلہ کیا تھا
جبکہ ایمان بلکل خاموش تھی کیونکہ جو کچھ اس کے ساتھ ہوا تھا
اس کے لئے اتنی جلدی سنبھلنا مشکل تھا

مگر صدق صاحب نے اس باراں سے پوچھے بناء سے اپنا فیصلہ
سنایا تھا جس پر اب وہ کوئی رد عمل نہیں کر رہی تھی شاید نا وہ ان طہار
کر سکتی تھی نہ انکاراں لئے خاموش سی ہو گئی تھی

کچھ ہی دن میں اپنے بابا کی دی ہوئی قسموں پر اسے رضامند ہونا
پڑا تھا اماں سائیں نے تھمینہ بیگم سمیت اس کی دونوں اولادوں
کے چلے جانے کی بات وہیں ختم کر دی تھی نہ انہیں ڈھونڈا گیا تھا
نہ ہی اماں سائیں نے انہیں شادی میں بلانے کا حکم دیا تھا

بس پھر کچھ ہی دنوں بعد ان کا نکاح پرانی حوالی میں رکھ دیا گیا تھا
اور اب وہ لوگ نکاح کے ایک پاک بندھن میں بندھ چکے تھے



وہ دھیمے قدموں سے چلتا ہوا اندر آیا ایمان بو جھل آنکھوں سے
اسے تک رہی تھی جو اس ہی جی جانب بڑھ رہا تھا ایمان نے اپنا
ڈوپٹھ ٹھیک کیا زارون اس کے سامنے آبیٹھا مسلسل رونے کی
وجہ سے اور تھکن ساتھ ہی نیند کی وجہ سے اس کی آنکھیں سرخ
پڑھ چکی تھیں



زارون اس کے معصوم چہرے کو دیکھنے لگا جوا بھی کسی بھی تاثر
سے پاک تھا زارون اس کے قریب آبیٹھا اس کی قربت محسوس
کرتے ہی وہ دوسری جانب رخ کر گئی زارون کو اس کا یہ انداز
بلکل پسند نہ آیا تھا لیکن جن حالات میں یہ سب ہوا تھا شاید اس کا
یہی نتیجہ نکلا تھا

ماشاء اللہ بہت خوبصورت لگ رہی ہو بلکل ایک شہزادی کی"

" طرح حسین "

زارون نے دھیمے مگر چاہت سے چور لبھ میں کہا جس پر وہ اسے
خاموشی سے دیکھنے لگی زارون نے جیب سے ایک باکس نکالا

جس میں ہیرے کی انگوٹھی تھی ایک ہاتھ اس کی جانب بڑھایا
جسے وہ تھامنے کے بجائے اسے گھورنے لگی تب ہی اس نے خود
اس کا نازک ہاتھ تھاما اور اسے کی انگلی میں اپنے نکاح کے بعد کا
پہلا تحفہ پہنا

" بہت خوبصورت دکھائی دے رہی ہے "

زارون کی بات پر ایمان نے ہاتھ پچھے کھینچ لیا تب ہی وہ اس کے مزید قریب آنے لگا ایمان نے یک دم اس کے سینے پر ہاتھ رکھ کر اسے مزید قریب آنے سے روکا جسے وہ حیرت سے دیکھنے لگا

"میں مانتی ہوں میں نے تم سے نکاح کی حامی بھری ہے لیکن اس" کا ہر گز یہ مطلب نہیں کہ مجھے بھی تم سے محبت ہو گئی، البتہ تم میرے شوہر ضرور ہوؤں گے لیکن مجھے تم سے اس طرح کا کوئی "رشته نہیں بنانا جیسا تم چاہتے ہو

ایمان کے الفاظ اس پر پھاڑ بن کر گئے تھے وہ ناسمجھی سے اسے دیکھنے لگا جو سرد لہجے میں کہتی ہوئی اس پاک رشته کا مذاق بنار ہی تھی

ایمان یہ آپ کیا کہہ رہی ہو؟؟ اپ ایسا کیسے کہہ سکتی ہو یہ کیسے "ممکن ہے؟؟"

اس نے نرمی سے پوچھا جس پر وہ سخت تاثرات لئے اسے گھورنے لگی

تمہیں کیا لگتا ہے کسی مجبوری کے تحت اگر میں نے تم سے نکاح کر لیا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں تمہارے ساتھ ہنسی خوشی زندگی گزاروں گی، ایسے خیالات اپنے دل و دماغ سے نکال "دو کیونکہ ہم صرف نام کے میاں بیوی ہوں گے

وہ سمجھ چکا تھا آخروہ کیا کہنے کی کوشش کر رہی تھی زارون
افسوس بھری نگاہوں سے اسے دیکھتا ہوا وہاں سے اٹھاوار ڈروب
سے اپنے کپڑے نکال کر پہلے با تھ گیا

وہاں سے چلنچ کر کے اپنا تنکیہ اور چادر لئے صوفے پر جائیٹا تھا جبکہ
وہ خاموش بیٹھی اس کی ایک ایک حرکت نوٹ کر رہی تھی ایک
نظر اس نے ایمان کو دیکھا تو ایمان نے نظروں کا رخ بدلتے

آپ پریشان نہ ہوں آپ کی اجازت کے بناء میں آپ کے"
قریب نہیں آؤں گا جہاں میں نے کئیں برس بچپن سے جوانی
"تک آپ کا انتظار کیا تھا وہیں تھوڑا اور صحیح

زارون نے اس کے جانب دیکھ کر دھیمے مگر درد بھرے لہجے میں
کہا جس پر وہ اسے دیکھنے لگی

"مگر مجھے اپنی محبت پر پورا یقین ہے میرا یہ امتحان بہت جلد اپنے"
اختتم کو پہنچ گا اور جو اتنے سالوں سے میں نے آپ کو چاہا تھا
آپ سے اپنے لئے پیار مانگا تھا مجھے یقین ہے ایک دن یہ انتظار ختم
"ہو جائے گا اور مجھے آپ کا پیار ضرور حاصل ہو گا"

زارون کی بھوری آنکھوں میں نمی جبکہ ہونٹوں پر عجب
مسکراہٹ تھی اس کے اتنے یقین سے کہے گئے الفاظوں پر ایمان
تعجب سے اسے دیکھنے لگی

مجھے آپ کی طرف سے اپنے لئے عشق کا انتظار تھا ہے اور ہمیشہ "آپ کے عشق کا انتظار رہے گا... لیکن ایمان... دھیان رہے ... کہیں دیر نہ ہو جائے"

زارون نے اپنی بات مکمل کی ایک نظر سامنے بیٹھی لڑکی پر ڈال کروہ دوسرے جانب کروٹ کر گیا شاید وہ اپنے آنسوؤں کو چھپا رہا تھا

ایمان با مشکل اپنے بھاری جوڑے کو سنبھالتی ہوئی ڈریسنگ کے سامنے آبیٹھی سب سے پہلے اس نے اپنے تمام زیورات اتارے پھر اپنے وارڈروب سے آرام دہ سوت نکال کر با تھر چلی گئی

جب وہ واپس آئی توزارون سوچ کا تھا وہ واپس اس پھولوں سے
سچ بستر پر جا بلیٹھی ایک نظر سوئے ہوئے زارون کر ڈال کر سائٹ
ٹیبل پر رکھے یہ مپ کو بند کرتے ہوئے وہ آنکھیں موندے بستر پر
لیٹ گئی نیند نے اسے اپنے آغوش میں لے لیا تھا

وہ دنیا جہاں سے بیگانی ہو کر اپنی نیند پوری کر رہی تھی جبکہ اس
کمرے میں موجود مخالف وجود سویانہ تھا بلکہ ہر رات کی طرح
اس رات بھی وہ اشکوں کی برسات میں بھیگ رہا تھا



نکاح کے چند دنوں بعد ان کے ولیمے کی تقریب تھی پوری گاؤں
کی دعوت تھی حویلی کے باہر تمام انتظامات مکمل ہو چکے تھے

مہمان دلہاد لہن کے انتظار میں اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے ہوئے

تھے

وہ دونوں سامنے سے چلتے ہوئے اسٹیج پر آبیٹھے ایمان نے سفید رنگ کا خوبصورت بھاری شرارا پہنا ہوا تھا جبکہ چہرے پر ہلکا مگر خوبصورت میک اپ کیا ہوا تھا بیش قیمتی چمکدار زیورات زیب تن کرنے ہوئے تھے جبکہ بالوں کو آزاد کر کے سر پر ڈوپٹہ سیٹ کیا ہوا تھا وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی

زارون جو اس کے برابر بیٹھا ہوا تھا اس نے کالے رنگ کا تھری پیس سوت پہنا ہوا تھا برینڈ ڈشوز کے ساتھ اس کی واج بھی

برینڈ ڈکھائی دے رہی تھی اپنے بالوں کو جیل کی مدد سے کوور
کئے وہ آج حد سے زیادہ پیار الگ رہا تھا

سب کی نظریں ان پر مرکوز تھیں کچھ رسومات کے بعد کھانا
شروع کر دیا گیا تھا ان کا روئیہ سب کے سامنے نارمل تھا ورنہ پہلی
رات کی طرح ہر رات وہ لوگ ایک دوسرے سے دور رہتے
تھے ان کے درمیان ایسا کوئی تعلق نہ تھا جیسا نکاح کے بعد بن

جاتا ہے

تقریب ختم ہونے کے بعد وہ اپنے روم میں آ کر چینخ کرنے چلی
گئی تھی جبکہ زاروں تمام سردار ان سے ملنے اور بات چیت کرنے
کی وجہ سے حویلی سے دور تھا بھی وہ واپس حویلی آیا ہی تھا جب

اندر ہال سے کسی کے چینخ چینخ کر رونے کی آوازیں آنے لگیں وہ
اندر کی جانب بھاگا

ایمان جواب آرام دہ کپڑوں میں ملبوس صوف پر بیٹھی ناول کی
کتاب میں مصروف تھی اچانک سے نیچے سے کسی کے چینخے کی
آوازوں پر وہ گھبرا تی ہوئی کتاب وہیں چھوڑ کر نیچے کو بھاگی

جاری ہے



Are You ready To second last Epi-

sode    # قسط_لاست_سینڈ

منتظر عشقت ہستم
از قلم عریشہ خان#

مصنفہ کی اجازت کے بغیر کہیں بھی کاپی پسیٹ یا اپلاؤڈ کرنے 
سے گریز کریں شکریہ 



"اُجڑگئی میں اماں سائیں بر باد ہو گئی میں"
تھیں نہ بیگم زوروں شور سے رونے میں مصروف تھیں پوری
حوالی اکھٹا ہو گئی تھی زاروں اور ایمان بھی وہاں پہنچ گئے تھے

جبکہ تھمینہ بیگم کو وہاں اکیلا دیکھ کر سب کے دماغ میں بس ایک
ہی سوال تھا

بہو ہوا کیا ہے بتاؤ گی بھی یا نہیں؟؟ کیا پھر کوئی نیا کارنامہ انجام " دے کر آئی ہو؟؟

اماں سائیں نے سختی سے کہا جس پر تھمینہ بیگم زارون کے قدموں
میں جا گری اس اچانک والے عمل پر زارون دو قدم پیچھے ہوا

سائیں سردار رحم کر دیں ہم پر معاف کر دیں ہمیں، مجھ سے " " بہت بڑی غلطی ہوئی ہے خدارا معاف کر دیں

تمہینہ بیگم زار و قطار روئی جا رہی تھیں جبکہ زارون اماں سائیں کی
جانب نہ سمجھی سے دیکھ رہا تھا جو خود، ہی نہیں جانتی تھیں کہ ہوا کیا
ہے

"چھی جان یہ کیا کر رہی ہیں آپ انھیں پلیز ز"

زارون نے ان کے جڑتے ہوئے ہاتھوں کو پکڑ کر کھڑا کیا
"ادھر بیٹھیں اور کیا ہوا ہے بتائیں مجھے؟؟"

زارون نے ان سے وجہ پوچھتے ہوئے صوفے پر بٹھایا اور ملازمہ کو
پانی لانے کا اشارہ کیا

وہ اب بھی خاموش نہیں ہوئیں تھیں ملازمہ کے آتے ہی زارون
نے پانی کا گلاس لے کر ان کی جانب بڑھایا جسے وہ پینے لگیں

اب بتاؤ بہو کیا ہوا ہے آخر کیوں اتنا او یلا مچایا ہوا ہے تم نے وہ"

"بھی اتنی رات گئے

اماں سائیں ان سب سے سخت ناراض تھیں کیونکہ اس عورت
نے اپنے دونوں بچوں کے ساتھ مل کر جوان کے ساتھ کیا تھا وہ
معافی کے لاکنہ تھی

سائیں سردار اصغر علی کو مار دیں گے وہ لوگ اور... اور زویا... "

ہائے میری بچی اسے باندی بنالیا ہے ان منحوسوں نے خدارا انہیں
"بچالیں سردار

تھمینہ نے تڑپ کر ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا جس پر زارون نے پھر
سے ان کے جڑے ہاتھوں کو نیچے کیا

"آپ مجھے تفصیل سے بتائیں آخر ہوا کیا ہے؟؟"

ایمان کو وہ عورت ڈرامے باز ہی لگ رہی تھی جبکہ اماں سائیں زویا کا نام سن کر تھوڑی پریشان ہو گئی تھیں کیونکہ جیسی بھی تھی تھی تو اس حوالی کی عزت

 سائیں میرے بیٹے سے بہت بڑی غلطی ہو گئی اس نے جاتے " جاتے بھی آپ کی زمینوں کے کاغذات نکالے تھے اور آدھی سے زیادہ پرانی زمینیں اس ملک سلطان کو تھیج دی تھیں اور اور کچھ دنوں بعد پتا چلا کہ وہ سارے کے سارے کاغذات نقلی تھے اور تب ہی انہوں نے ہمارے پلاٹ ہر حملہ کیا اور اصغر اور زویا کو اٹھا " لے گئے "

انہوں نے روتے ہوئے سب کچھ تفصیل سے بتایا جبکہ کاغذات
کے بارے میں اماں سائیں کو اب پتا چلا تھا لیکن زارون سب پہلے
سے ہی جانتا تھا اس لئے اس نے نقلی کاغذات رکھوادیے تھے

کس قدر شیطان صفت عورت ہو تم تھمینہ بیگم اور تم نے اپنے " "پھوں کو بھی اپنے جیسا بنالیا شرم آنی چاہیے تمہیں
اماں سائیں نے سخت ناگواری سے انہیں دیکھا تھا جس پر انہوں
نے شرمندگی سے سر جھکا لیا تھا

"چھی جان ملک سلطان نے کیا کہا ہے ؟ ؟ ؟ " زارون نے تمام باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا

وہ کہتا ہے اس کی رقم واپس چاہیے ورنہ وہ اصغر کو تو جان " " سے مارہی دے گا لیکن زویا

آگے وہ کچھ کہہ نہیں پائی تھیں جبکہ زارون ملازم سے کہہ کر گارڈ کو حکم دیتا ہوا خود اپنی بندوق لئے باہر کو جانے لگا

"زارون رکو"

اماں سائیں نے اسے روکا

"اماں سائیں مجھے جانے دیں"

زارون سخت غصے میں تھا

زارون بیٹا تمہاری ابھی نئی نئی شادی ہوئی ہے اور تم ابھی سے "ان جھگڑوں میں پڑھ رہے ہو تم جانتے بھی ہواں کارڈ عمل کیا ہو سکتا ہے ؟؟"

اماں سائیں نے اسے سمجھانا چاہا جبکہ ایمان بھی اس کے اچانک جانے پر کافی پریشان تھی

اماں سائیں آپ پریشان نہ ہو کچھ بھی نہیں ہو گا آپ بس چچا" "جان کو کچھ مت بتائیے گا میں جلد واپس آجائوں گا وہ اپنی بات مکمل کرتا ہوا بندوق اور اپنے گارڈز کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر حویلی سے دور چلا گیا



"...چھوڑو مجھے خبیثوں دور رہو میری بہن سے"

ملک سلطان ابھی زویا کا بغور جائزہ لے ہی رہا تھا جب اصغر غصے سے دھاڑا ملک سلطان کا ایک زور دار قہقہہ ہوا میں گو نجا اصغر نے رسیوں کو کھو لئے کی ناکام کوشش کی

تیری بہن... آج سے یہ تیری بہن نہیں بلکہ میرے اور "میرے آدمیوں کے دل بہلانے کا ذریعہ ہے ایک اور بار اس کا زور دار قہقہہ نکلا تھا جس پر اصغر خونخوار نظر وں سے اسے گھورنے لگا

جب میں ہزار بار بتاچکا ہوں کہ جو کچھ ہوا وہ میں نے جان بوجھ "کر نہیں کیا تو آخر کیا چاہتے ہو تم ؟؟؟

اصغر نے گمبھیر لمحے میں کہا جس پر سلطان اسے گھورنے لگا

غداری غداری ہوتی ہے چاہے جان بوجھ کر کی جائے یا انجائے " میں، تجھے ابھی اور اس ہی وقت میراپسے والپس کرنا ہو گا ورنہ تو تو جائے گا جان سے لیکن تیری یہ بہن... اسے میری پورے گاؤں " کے سامنے عبرت بنادوں گا

ملک سلطان نے سخت لمحے میں کہا اور زویا کی جانب بڑھنے لگا اصغر مسلسل چینختا چلاتا رہا مگر اس شیطان نما شخص پر اس کی چینخون کا کوئی اثر نہ پڑا

دکھتی تو خوبصورت ہے لیکن اگر قص وغیرہ کر کے دکھادیتی"

" تو کیا ہی بات تھی

وہ اپنی گندھی نظروں سے اسے گھورتا ہوا بھی مزید قریب آتا

جب زارون نے ہوا میں گولی چلائی جس کی آواز پر سب چونک

اٹھے

یہ کس حرام خورنے میری بنا اجازت میرے ہی علاقے میں"

" گولی چلائی ہے ؟ ؟

اس نے اپنے آدمیوں سے غرراتے ہوئے سوال کیا تب ہی

زارون اپنی بندوق لئے اندر آیا جسے دیکھ کر اصغر اور زویا سمیت

سب حیران رہ گئے

ملک سلطان انہیں چھوڑ دو تمہیں جتنی رقم چاہیے میں دوں گا"

"

زارون نے اگر بڑھ کر سرد لبھے میں کہا جس پر وہ قہقہہ لگانے لگا
ارے کھڑے کیوں ہو سب خوش آمدید کرو سائیں سردار آیا"

" ہے "

اس نے مکرو چہرہ پر شیطانی مسکراہٹ اچھائی جبکہ زارون غصے میں
تھا

Zubi Novels Zone

"اصغر کی رسیاں کھول دو اور اسے جانے دو"

زارون نے بندوق تھامے سرد لبھے میں کہا جبکہ اصغر اسے ناممکنی
سے دیکھ رہا تھا وہ اس کے ساتھ کتنا برا کرتا آرہا تھا مگر آج بھی

زارون سب کچھ جانتے بوجھتے اسے یہاں بچانے آیا تھا

"مطلوب تم کہو گے چھوڑ دو تو کیا میں اسے چھوڑ دوں گا؟؟؟"

سلطان نے اپنی بندوق نکالی جبکہ زارون اس کی ایک ایک حرکت
نوٹ کر رہا تھا

تمہیں اسے چھوڑنا پڑے گا کیونکہ تم نہیں جانتے تمہارا علاقہ"

میرے آدمیوں نے گھیرے میں لے لیا ہے اب آگے تمہاری
مرضی اگر تم اس دونوں کو یہاں سے صحیح سلامت جانے دیتے
ہو تو ٹھیک ہے ورنہ تمہارے علاقے کی اینٹ سے اینٹ بجانے
"میں میں دیر نہیں کروں گا ملک سلطان

زارون نے اسے دھمکی دیتے ہوئے کہا جس پر وہ غصے سے اسے
گھورنے لگا

تمہاری اتنی ہمت کے تم نے میرے علاقے کو گھیرے میں"

"لیا... اب دیکھو میں تمہارے ساتھ کرتا کیا ہوں

ابھی وہ اصغر کی کنپٹی پر گولی چلاتا اس سے پہلے ہی زارون کے

اشارے پر ملک سلطان اور زارون کے آدمیوں کے درمیان

جنگ چھڑ گئی

زارون کے چند آدمیوں نے زارون کی حفاظت کرنے کے لئے

اطراف میں دائرہ بنایا مگر زارون اصغر کو بچانے کے لیے انہیں

ہٹاتا ہوا اصغر کی جانب بڑا زیادہ یا اصغر کے پاس کھڑی مسلسل چینچنی

جاری تھی ہر طرف افراد تفری کا سماں تھا

"...اصغر اور زویا کا لے کر گاڑی میں جاؤ جلدی"

زارون نے اپنے چند آدمیوں کو حکم دیا جبکہ وہ ملک سلطان کو
ڈھونڈ رہا تھا جو نجات کے لئے جہاں جا کر چھپ گیا تھا زارون نے پورا
پلاٹ چھان مارا مگر وہ کہیں بھی نہ تھا

تب ہی اچانک فائر نگ کی اور ساتھ ہی اصغر کی چینیخوں کی آواز
سنائی دی زارون دوڑتا ہوا باہر کو آیا جہاں اصغر زمین پر گرا کسی
زخمی پر ندے کی مانند تڑپ رہا تھا اور زویا اس کے پاس بیٹھی
مسلسل روئی جاری ہی تھی اصغر کے سینگ میں چار گولیوں کے
نشان نمایاں تھے

"!!اصغر"

زارون کے پیروں تک زمین نکل گئی وہ بھاگتا ہوا اس کی جانب
برٹھا مگر اب دیر ہو چکی تھی وہ اپنی بہن کی گود میں سر رکھے دم توڑ
چکا تھا

"!!بھیا"

زویا کی ایک زوردار چینخ ہوا میں سمائی تھی زارون بے یقینی سے
اصغر کے مردہ وجود کو دیکھ رہا تھا جو اپنے انجمام کو پہنچ چکا تھا
زارون کی بھوری آنکھیں خون اور بد لے کی آگ میں لال ہو چکی
تھیں

وہ پاگلوں کی طرح اسے اطراف میں ڈھونڈ رہا تھا ہر طرف
گولیوں کی آواز یہ سنائی دے رہی تھیں زارون کے آدمی ملک
سلطان کے آدھے سے کئی زیادہ آدمیوں کو مار چکے تھے مگر ملک
سلطان کو جیسے زمین نگل گئی تھی یا آسمان کھا گیا تھا



"...اصغر... اصغر میرا بچہ"

ان کی چینخیں سن کر کچن میں کھڑی ایمان بھاگتی ہوئی ان کے
کمرے کے اندر آئی جہاں ملازمہ سرہانے کھڑی فکر مندی سے
انہیں دیکھی جا رہی تھی

"کیا ہوا ہے انہیں؟؟ کیا جاگ گئی ہیں یہ؟؟"

ایمان ان کے قریب آبیٹھی ایک ہاتھ ان کی پیشانی پر رکھ کر بخار
کی شدت محسوس کرنے لگی جو کہ اب تک عروج پر تھا

"پتا نہیں ایمان بی بی شاید یہ نیند میں ڈرگئی ہیں"

ملازمہ نے مختصر سا کہا

شاید مید لیسن کا نشہ اتر چکا ہے ... ہاجرہ تم ان کے لئے یخنی بناؤ"

"انہوں نے صحیح بھی ٹھیک سے کچھ نہیں کھایا تھا

اصغر کی موت کو ایک مہینے سے زیادہ وقت گزر چکا تھا مگر تہمینہ
بیگم کی طبیعت میں بہتری نہیں آئی تھی ان کی طبیعت کو لے کر
اکثر سب پریشان رہتے تھے جبکہ زارون اب تک ملک سلطان کو
ڈھونڈ رہا تھا مگر اب تک اس کا کوئی سراغ نہ ملا تھا

"اماں سائیں مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے"
زارون کی آواز پر وہ دروازے کی جانب دیکھنے لگیں جہاں وہ کھڑا
اجازت کا طلبگار تھا اماں سائیں نے اشارے سے اسے اجازت دی
وہ چلتا ہوا ان کے پاس آبیٹھا

اماں سائیں مجھے لگتا ہے ہمیں واپس اپنی حومیلی چلے جانا چاہئے"
اور زویا کے بارے میں کچھ سوچ لینا چاہیے... پچھی جان اپنے
حوالوں میں نہیں ہیں اور زویا کی زمہداری اب ہم پر ہے خدا نہ
خواستہ اسے کچھ ہو گیا تو روزِ محشر چھا جان کو ہم کیا جواب دیں گے
ان کی ایک اولاد کو تو ہم کھو چکے ہیں لیکن زویا جتنی جلدی اپنے
"گھر کی ہو جائے اتنا بہتر ہے"

زارون نے تفصیل سے اپنی بات کہی جس پر وہ اثبات میں سر
ہلانے لگیں
تم ٹھیک کہہ رہے ہو میں آج ہی رشته والی سے کہہ کر کوئی اچھا"
"رشته دیکھتی ہوں ... پھر اس کو بھی رخصت کر دیں گے



زارون اور اماں سائیں باتوں میں مصروف تھے جب ملازمہ اماں
سائیں کو بلانے آئی

اماں سائیں ایمان بی بی آپ کو بدار ہی ہیں تھمینہ بیگم کی حالت "
"... ٹھیک نہیں ہے"
"اچھا مجھے لے چلو اس کے پاس"

اماں سائیں کی بات پر ملازمہ ان کی ولی چیز چلاتے ہوئے وہاں
سے چلی گئی جبکہ زارون کو کسی کی کال آنے لگی

اپنے ساتھ چند آدمیوں کو لے جاؤ اور اس پر کڑی نظر رکھو، آج"

شام، ہی اس کا کام تمام کر دیں گے اور فلحال اس بات کی خبر حویلی
" میں کسی کو بھی نہیں ہونی چاہیے

زارون نے اپنا حکم سنایا اور باقی کے انتظامات کے لئے حویلی کے
باہر چلا گیا

وہ حویلی سے کچھ ہی دور تھا جب عصر کی اذان کا وقت ہونے لگا
وہیں قریب ایک مسجد تھی جہاں اس نے اپنی گاڑی کھڑی کی

مسجد میں جا کر وضو کیا اور اپنے رب کے حضور پیش ہو کر نماز ادا
کرنے لگا

نماز پڑھنے کے بعد اس نے سلام پھیرا اور مختصر سی تسبیح کاورد کر
کے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے پہلے اپنے مر حوم والدین، پھر اپنی
جان سے پیاری اماں سائیں اور تمام عزیز لوگ اور سب سے آخر
میں اپنی زندگی اپنے جینے کی وجہ یعنی اپنی ایمان کے لئے دعا
کرنے لگا

آنسوں اس کی بھوری آنکھوں سے چھلک کر خساروں پر بہنے
لگے دل کسی شیشے کی طرح صاف و شفاف تھادل میں اللہ کے بعد
ایمان کی محبت بسی ہوئی تھی وہ ایمان کو ٹوٹ کر چاہتا تھا وہ جانتا تھا

وہ اسے نہیں اپنائے گی لیکن وہ اس کی زندگی تھی وہ چاہ کر بھی
اسے نہیں چھوڑ سکتا تھا

یا اللہ... تمام جہانوں کے مالک... تو نہیں ہمیشہ میرے دل کی"

ہر خواہش پوری کی ہے میں تیرا جتنا شکر ادا کروں کم ہے، میرے
مالک میں بہت شر مند ہوں میں چاہ کر بھی اس رشتے کو آگے
برٹھانے میں ناکام ہوں مگر اس کا گناہ ایمان کے نہیں میرے
" حصے میں لکھ دے کیونکہ وہ بہت معصوم ہے وہ نادان ہے

اپنی جان سے پیاری بیوی کو یاد کر کے اس کی آنکھیں مزید بھر
آنے لگی تھیں

اے کل کائنات کے مالک میں نہیں جانتا وہ مجھے کبھی اپنا شوہر"

مانے گی یا نہیں لیکن میں ایک بہت بڑی جنگ میں جا رہا ہوں
جہاں سے شاید میں کبھی واپس نہ آسکوں... میرے بعد میری

"ایمان کو اپنے حفظ و امان میں رکھنا وہ میری کل کائنات ہے

اس کا دل تڑپ رہا تھا وہ ایمان سے چاہ کر بھی دور نہیں جا پا رہا تھا
لیکن اسے جانا تھا ایک ایسی لڑائی میں جو ادھوری تھی جسے پورا
کرنے کے لیے وہ آج تیار ہو چکا تھا سب کے لیے دعا کر کے وہ
وہاں سے نکل گیا تھا ایک ایسے سفر پر جس کا کسی کو بھی علم نہ تھا



"...ایمان تم اپنے کمرے میں جاؤ"

ایمان سائیں کی بات پر وہ نا صحی سے انہیں دیکھنے لگی

"... سن انہیں تم نے اپنے کمرے میں جاؤ"

اماں سائیں اسے وہیں کھڑا پا کر اس کی جانب متوجہ ہوئیں

"اماں سائیں ان کی حالت بہت خراب ہے"

اس نے تھمینہ بیگم کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا

پتا ہے مجھے زویا کہاں ہے؟؟ اسے بلاو، اسے کہو آکر سنجھا لے"

اپنی ماں کو، تم ابھی نئی دلہن ہو تمہارا یہاں زیادہ دیر رہنا ٹھیک

نہیں ہے کل کو تمہاری بھی اولادیں ہوؤں گی اس کمرے میں

"نجانے کتنی بیماریاں رچ بس چکی ہوں گی

نپے کا ذکر سن کر ایمان کے چہرے پر مایوسی پھیل گئی تھی وہ بنا کچھ
کہے وہاں سے اپنے کمرے کی جانب آگئی تھی بیڈ کے سامنے ٹیبل
پر پھولوں کی ٹوکری میں رکھا تخفہ جو کل زارون اس کے لئے لایا
تھا اسے دیکھنے لگی مگر وہ تو زارون سے بات تک نہیں کرتی تھی

ایمان نے پھولوں کی ٹوکری کو اٹھا کر ان میں سے پھول جھٹڑائے
اور اندر رکھے تخفہ کو باہر نکال کر دیکھنے لگی جن میں دونوں ہاتھوں
کی سرخ رنگ کی چوڑیاں خوبصورت سی باریک پائل اور زارون
اور ایمان کے نام کا چھوٹا سا لاکٹ رکھا ہوا تھا ایمان کو یہ سب

بہت پسند آیا تھا

یہ کوئی نئی بات نہ تھی وہ پر روز اس کے لئے کئی تحفے لا یا کرتا تھا
مگر اسے سوتا دیکھ کر خاموشی سے اس کے سرہانے رکھ کر خود
صوف پر جا کر سو جاتا تھا اور پھر جب دوسرا دن ایمان کی آنکھ
کھلتی تھی تو اپنے سائنس ٹیبل پر پھولوں کی ٹوکری رکھی پا کروہ سمجھ
جاتی تھی کل رات زارون اس کے لئے تحفے لا یا تھا

کتنا صبر والا انسان ہے نہ یہ شخص... جس کی مجھ بار بار تذلیل " کرتی تھی جس کی محبت کا میں کئی بار مذاق بنا چکی تھی جسے میں کئی
بار دھنکار چکی تھی وہ شخص آج بھی میری کتنی عزت مجھ سے کتنی
"محبت کرتا ہے"

ایمان کی آنکھوں کے سامنے زارون کی وہ بھوری آنکھیں
گردش کرنے لگیں تھیں اسے زارون کی محبت پر اب کافی حد
تک یقین ہو چکا تھا اور یہ بھی کہ زارون ہمیشہ سے صرف اس ہی
کا تھا ایمان کے دل میں اب زارون کے لئے جگہ بنتی جا رہی تھی

زارون روز میرے لئے اتنا کچھ کرتا ہے... کاش میں بھی اس " " کے لئے کچھ کر سکوں

ایمان نے زیر لب ہوتے ہوئے کہا تب اس کا دھیان آج کی
تاریخ پر گیا

"اوہ--- کل تو زارون کی بر تھڈے ہے---"

ایمان کے چہرے پر بے ساختہ خوبصورت سی مسکرا ہٹ آئی تھی
اس کے دماغ میں کوئی ترکیب چل رہی تھی جس پر عمل کرتے
ہوئے وہ آج کی رات خوبصورت بنانے والی تھی



"شفیق۔۔۔ پیٹر کہاں ہے؟؟"

ایمان کے سوال پر ملازم ان کی جانب دوڑا
وہ چھوٹی بی بی پاشا تو یہیں حویلی میں ہی ہے سروونٹ کوارٹر میں"

"ہو گا آپ کہیں تو بلا لاوں اسے؟؟

ملازم نے سرجھ کائے بڑے احترام سے کہا

"ہاں اسے بلا او مجھے کسی کام سے باہر جانا ہے"

ایمان اپنی بات مکمل کر کے پلٹنے لگی
ایمان بی بی وہ۔۔۔ سائیں سردار کا حکم ہے اگلے دو دن تک " "
"حویلی کی کوئی خاتون باہر نہیں جا سکتی
کیا!!! مگر کیوں ؟؟" وہ حیران ہوئی "

ایمان بی بی ہمیں کچھ نہیں پتا بس ان کا یہی حکم تھا آپ کو جو بھی " "
"منگوانا ہے ہمیں بتادیں ہم لادیں گے
شفیق کی بات پر اس نے اثبات میں سر ہلا کیا
"تم پیٹر کو بلادو میں اس ہی سے منگوالوں گی"
ملازم اثبات میں سر ہلاتے ہوئے سرو نٹ کوارٹر کی جانب چلا گیا

وہ وہیں کھڑی پیٹر کا انتظار کر رہی تھی جب زویا وہاں سے
گزرنے لگی مگر اسے دیکھ کر رکی
"ایمان--- کیا بات ہے بڑی خوش نظر آ رہی ہو"

زویا نے اس کے لبوں پر بکھری مسکراہٹ کو دیکھتے ہوئے پوچھا
حوالی میں کافی کچھ بدل گیا تھا مگر وہ اب تک ویسی کی ویسی ہی تھی

"تمہیں اس سے مطلب؟؟؟"

ایمان نے بھی پلٹ کر سوال کیا جس پر وہ تنزیہ مسکرائی
مطلوب تو کوئی نہیں، البتہ جس سے مجھے مطلب ہے وہ اس"

"وقت حوالی میں موجود ہے، ہی نہیں

ایمان اس کی باتوں کر نظر انداز کرتی ہوئی وہاں سے باہر کی جانب
چلی گئی وہ جانتی تھی زویا کی فطرت ہی ایسی ہے اور ہمیشہ رہے گی
اور یہ بھی کہ زارون زویا کو بہن مانتا تھا اسے زارون پر پورا
بھروسہ تھا

پیٹر بات سنو !!! "اس نے سر گوشی نما انداز میں کہا"
میم حکم کریں "پاشا سر جھکائے کھڑا ہوا"
پیٹر یہ لست پکڑو اور یہ تمام چیزیں منگوالو شام تک پیچھے والے"
گارڈن میں مجھے سارے انتظامات مکمل چاہئیں سمجھ رہے ہونہ
؟؟ تم؟؟

پیڑ سمجھ چکا تھا وہ اثبات میں سر ہلانے حکم کی تعمیل کرتا ہوا وہاں
سے چلا گیا جبکہ اب ایمان کا رخ اماں سائیں کے کمرے کی جانب
تھا

جی اماں سائیں زارون بلکل صحیح کہہ رہا ہے ہمیں زویا کی جلد " " سے جلد شادی کروادیں چاہیے
صدیق صاحب اماں سائیں کے کمرے میں موجود صوف پر بیٹھے
گویا ہوئے

ہاں صدیق میاں مجھے اس لڑکی پر بلکل بھروسہ نہیں ارے پہلے " "
ہی اس نے اتنا کچھ کیا تھا اب میں مزید ایمان اور زارون کے
" در میان اسے نہیں آنے دوں گی

اماں سائیں نے سختی سے کہا جبکہ باہر کھڑی ایمان ان کی بات سن
چکی تھی

آپ بلکل پریشان نہ ہوں اماں سائیں میرے اور زارون کے"
"درمیان کوئی چاہ کر بھی نہیں آسکتا

ایمان کی بات پر وہ دونوں چونک کرنا سمجھی میں اسے دیکھنے لگے
جو مسکراتے ہوئے اماں سائیں کے پاس آپ بھی اماں سائیں کو اس
کا ایسا رؤیہ کوئی معجزہ ہی لگ رہا تھا

"اماں سائیں کل زارون کی بر تھڈے ہے میں نے ساری پلانگ"
کر لی ہے مجھے بس آپ لوگوں کی مدد چاہیے پلیز زمزجھے میری
"ہیلپ کر دیں

اماں سائیں اور صدیق صاحب ایک دوسرے کو دیکھنے لگے
اُف اب آپ لوگ ایک دوسرے کو دیکھتے ہی رہیں گے یا"
"آگے بھی کچھ کرنا ہے؟؟"

ایمان نے منہ بناتے ہوئے کہا جس پر وہ دونوں ہی مسکراتیے

تھے

اچھا بھی بتاؤ زارون کی برھڑتے پر ہم تمہاری کیا مدد کر سکتے"
"ہیں؟؟"

صدیق صاحب نے اپنی لاڈلی سے بڑے پیار سے پوچھا جس پر وہ
بلش کر گئی

"مگر بیٹی زارون تو اپنا جنم دن مناتا ہی نہیں"

اماں سائیں نے مختصر سا کہا

اماں سائیں جبھی تو ہم ان کی بر تھڈے ارجمند کریں گے اور پھر"

"انہیں سر پر ائز دیں گے

ایمان نے مسکراتے ہوئے کہا اور اپنا پلان بتانے لگی جسے سن کروہ

دونوں خوش ہو گئے

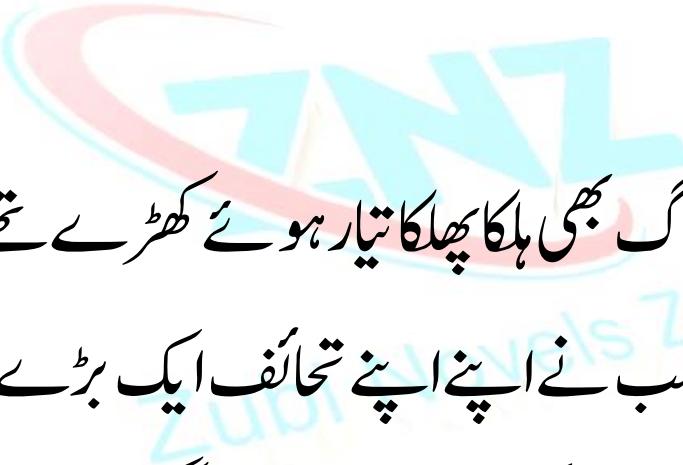


رات ساڑھے گیارہ کا وقت تھا جب سب لوگ پچھلے گارڈن میں

کھڑے زارون کا انتظار کر رہے تھے مگر وہ اب تک حوالی نہیں

آیا تھا

ایمان اس کی لائی ہوئی خوبصورت سی سرخ رنگ کی فراق زیب
تن کی ہوئی تھی جس کے ساتھ جوڑی دار پاجامہ اور خوبصورت
سادوپٹہ جو کاندھے پر تھا بالوں کو آزاد کئے اوپنجی ہیل پہنے چہرے
پر ہلاکا سامیکپ کئے وہ آج ضرورت سے زیادہ خوبصورت لگ رہی
تھی



جبکہ باقی سب لوگ بھی ہلاکا پھلاکا تیار ہوئے کھڑے تھے گارڈن
پورا سجا یا ہوا تھا سب نے اپنے اپنے تحائف ایک ایک بڑے سے ٹیبل
پر رکھ دیئے تھے کیک بھی وہیں رکھا ہوا تھا مگر زارون کا اب تک
کچھ پتا نہ تھا

"... لیلہ تم زارون کو کال تو کرو دیکھو کہاں رہ گئے وہ"

ایمان کی بات پر لیلہ نے زارون کو کال ملائی مگر دوسرا طرف
سے کوئی جواب نہ ملا۔

ایمان با جی زارون بھائی میری کال نہیں اٹھا رہے..." -"
اس نے چہرے پر پریشانی والے تاثرات لئے کہا۔

باباجان آپ کال کریں شاید آپ کی اٹھا لیں " -"
ایمان کے کہنے پر صدیق صاحب نے بھی اسے کال کی مگر اب
تک کوئی جواب نہ تھا۔

ایمان بیٹھی تم کر کے دیکھو مجھے یقین ہے وہ تمہاری کال ضرور اٹھا"
لے گیا" -

اماں سائیں کے کہنے پر اس نے نمبر ڈائل کیا مگر پھر سے کوئی جواب نہ تھا اب سب کے سب پریشان ہو چکے تھے ایمان ہاتھ میں پھولوں کے بکے لئے کھڑی دوسرے ہاتھ سے موبائل پکڑے مسلسل اسے کالز پر کالز کیے جا رہی تھی مگر کوئی جواب نہ تھا تبھی باہر سے عجیب سا شور سنائی دیا۔

اماں سائیں یہ شور کیسا ہے؟؟؟"

صدیق صاحب پریشان ہو گئے تھے جبکہ ساتھ رہی سب لوگ پریشان تھے۔

"اللہ خیر کرے ہاجرہ دیکھو حویلی کے باہر کیا ہوا ہے۔۔۔"

اماں سائیں کے کہنے پر ملازمہ باہر کی جانب جانے، ہی لگی تھی جب ان کے کچھ آدمی زخمی حالت میں اندر بھاگتے ہوئے آئے۔

شفیق یہ--- یہ کیا حالت بنائی ہوئی ہے تمہارے چہرے پر یہ "خون کیسا ہے؟؟" اماں سائیں ان کے خون بھرے کپڑوں کو دیکھ کر گھبراگئی تھیں سب لوگ اس آدمی کو حیرت سے دیکھ رہے تھے۔

اماں سائیں وہ--- وہ سائیں سردار"۔" ابھی وہ اتنا ہی کہہ پاتا جب اس کا سر چکرا�ا اور وہ زمین پر جا گرا تب ہی باقی کے آدمی بھی اندر کو بھاگتے ہوئے آئے سب کے سب زخمی تھے ان سب کی ایسی حالت دیکھ کر تمام لوگوں کے چہرے پر خوف نمایاں ہو چکا تھا۔

خدار اکوئی مجھے بتائے گا کہ ہوا کیا ہے؟؟ کہاں ہیں سائیں"

سردار؟؟"۔

اماں سائیں کے چینختے پر ایک آدمی آگے آیا
اماں سائیں۔۔۔ سائیں سردار کو گولی لگی تھی جس وجہ سے ان " کا پیر پھنسل گیا تھا اور وہ اس اوپر نچی چٹان سے نیچے جا گرے"۔

اس کے بتانے کی دیر تھی ہر طرف خاموشی چھاگئی وہ جوزاروں کے انتظار میں سجد چھ کر ہاتھوں میں پھولوں کے بکے لئے کھڑی تھی اچانک سے وہ چکے زمین پر جا گرا وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے باہر کی جانب بھاگی باقی سب بھی باہر کو جانے لگے۔



اپنے میں افراتفری کا عالم تھا وہ لوگ پاگلوں کی طرح ہر آتے
جاتے لوگوں سے ٹکراتے ہوئے زارون کو ڈھونڈ رہے تھے گارڈ
کے بتانے کے مطابق زارون جس چٹان سے گرا تھا وہاں سے بچنا
ممکن تونہ تھا مگر ان سب لوگوں نے مل کر اس چٹان کے نچلے
 حصے میں اتر کر اسے ڈھونڈا تھا۔

جہاں وہ اپنے زخمی وجود کے ساتھ بے ہوش ملا تھا مگر اس کی
سانسیں ابھی چل رہی تھیں اسے اسپتال منتقل کر دیا گیا تھا مگر
اب تک وہ لوگ اسے اسپتال میں ڈھونڈنے پائے تھے تھی
ریسیڈیشن سے پتا چلا اس کا آپریشن ہو رہا ہے۔

ایمان پیٹار و نابند کرو اس کے لئے دعا کرو۔۔۔ دعا کرو کہ اسے "پچھنہ ہوا ہے وہ جلد سے جلد ٹھیک ہو جائے"۔

وہ آپریشن تھیمیر کے باہر بے بسی سے کھڑی روئی جا رہی تھی جبکہ اماں سائیں جنہیں گھر پر لیلہ کے ساتھ چھوڑا تھا وہ گھر پر ہی بے ہوشی کی حالت میں پڑی ہوئی تھیں۔

بابا جان زارون کو کچھ ہو گا تو نہیں نہ"۔

وہ اپنی سرخ آنکھوں کو مزید رگڑتے ہوئے اپنے بابا جان سے پوچھنے لگی جس پر صدیق صاحب نے آنکھیں مینچ لیں تبھی ڈاکٹر آپریشن تھیمیر سے باہر آیا۔

"ڈاکٹر پلیز زز ٹیل می زارون کیسا ہے؟؟؟ وہ ٹھیک تو ہے نہ؟؟؟"

ایمان کے پوچھنے پر انہوں نے گردن جھکائی تھی
ہم اپنی پوری کوشش کر رہے ہیں انہیں دعا کی ضرورت ہے"
دماغ پر بہت گہری چوٹ آئی ہے اگر وہ بچ جاتے ہیں تو یہ کوئی
مجزے سے کم نہ ہو گا"۔
ڈاکٹر اپنی بات ختم کر کے جا چکا تھا۔



وہ وہیں ساکت سی کھڑی اپنے رویے پر غور کر رہی تھی جس
طرح ہمیشہ وہ زارون کے ساتھ پیش آئی تھی زارون نے کبھی
اس سے تلخ کلامی کا مظاہرہ نہ کیا تھا مگر وہ کوئی موقع نہیں چھوڑتی
تھی زارون کی انسٹ کرنے کا۔

مجھے آپ کی طرف سے اپنے لئے عشق کا انتظار تھا ہے اور ہمیشہ " آپ کے عشق کا انتظار رہے گا... لیکن ایمان... دھیان رہے کہیں دیر نہ ہو جائے..."۔

اسے زارون کے کہے گئے الفاظ یاد آرہے تھے اس کا چہرہ رونے کی وجہ سے سرخ ہو چکا تھا جبکہ آنکھوں میں سوزش محسوس ہو رہی تھی۔

یہ میں نے کیا کیا... جو شخص مجھے ٹوٹ کر چاہتا تھا اس سے منہ " موڑ لیا..."۔

اب جا کے اس کی آنکھیں کھلی تھیں اسے اب اپنی غلطی کا احساس شدت سے ہو رہا تھا وہ ایک ایسی آگ میں جل رہی تھی جو انجانے میں اس نے خود اپنے ہاتھوں سے لگائی تھی۔

زارون... زارون کو اگر کچھ ہو گیا تو... تو میرا کی ہو گا؟؟ کیا" کروں گی اس کے بناء میں "۔

اسے اب پتا چلا تھا اسے اب زارون کی اہمیت کا احساس ہو رہا تھا اسے اب زارون کی محبت کی بے قدری تڑپار ہی تھی کچھ ہی دیر میں ڈاکٹر نے زارون کا آپریشن مکمل ہونے کا بتایا مگر یہ بھی کہ صحیح تک اگر اسے ہوش نہ آیا تو وہ کومہ میں جا سکتا ہے شاید کچھ گھنسٹوں، کچھ دنوں یا پھر کچھ سالوں یا پھر پوری زندگی کے لئے۔

انہیں یہاں کافی گھنٹے گزر چکے تھے فخر کی اذانوں کا وقت تھا دوسرے
مسجدوں سے اذان کی مدد سی آواز سنائی دے رہی تھی وہ اپنے
بو جھل قدموں کے ساتھ چلتی ہوئی وضو کے لیے گئی ایک خالی
کمرے میں بہت سی جائے نماز رکھیں ہوئی تھیں۔



ایمان نے نماز ادا کرنے کے لیے ڈوپٹہ باندھا اور جائے نماز پر
کھڑی ہو کر نماز ادا کرنے لگی پہلے دور کعت اور پھر آخری کی دو
ر کعت ادا کر کے اس نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔

اے میرے پروردگار میرے شوہر کو جلد سے جلد صحیاب کر"
دے اسے جلد اپنے پیروں پر کھڑا کر دے اسے پہلے جیسی صحت
آتا فرم آمین..."۔

اس کے بہتے آنسوں اس بات کا ثبوت تھے کہ وہ زاروں کو
اپنانے کے لیے راضی تھی اس کے لئے زاروں کی زندگی بہت
اہمیت رکھتی تھی۔

یا اللہ پاک مجھے میرے شوہر کا غم نہ دینا، میں نہیں جانتی کہ مجھے "یا
زاروں سے محبت ہے یا نہیں لیکن... لیکن میں اسے کبھی کھونا
نہیں چاہتی میں اسے اپنا ناچاہتی ہوں مجھے اس سے دور نہ کرنا"۔

اس کے آنسوں مسلسل بہر رہے تھے صدیق صاحب باہر
کھڑے اسے ایسے دعا کرتا دیکھ کر بہت خوش ہو رہے تھے ان
سب کواب بس صحیح کا انتظار تھا۔

کیا میں اندر اپنے شوہر کے پاس جا سکتی ہوں؟؟ پلیز زز"۔
ایمان کے التجائی انداز پر ڈاکٹر نے اسے زارون کے پاس جانے کی
اجازت دے دی زارون کواب تک آپریشن تھیڈر میں رکھا ہوا تھا
کیونکہ اس کے دماغ کی چوٹ بہت گہری تھی

وہ دھیرے دھیرے چلتی ہوئی اس کے بلکل پاس آئی زارون کا
وجود بے جان شے کی طرح اس بستر پر پڑا ہوا تھا اس کے سر پر

بندھی پٹھوں اور پیروں پر آئے گہرے زخم اس کا چہرہ کہیں
سے بھی ٹھیک سے پہچان میں نہ آ رہا تھا

ایمان اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر اس کے سرہانے بیٹھ گئی تھی
اسے زارون کی مدھم سی سانسیں محسوس ہو رہی تھیں جیسے

جانے لگی ہوں

Zubi Novels Zone
جاری ہے



سپورٹ کیوں نہیں کر رہے آپ سب لگتا ہے بیسٹ نہیں

پڑھنا #آخری_قسط

منتظر عشقت ہستم

از قلم عریشہ خان

مصنفہ کی اجازت کے بغیر کہیں بھی کاپی پسیٹ یا اپلاؤڈ کرنے  سے گریز کریں شکر یہ 



اٹھوڑاون مجھے ضرورت ہے تمہاری --- تمہیں جینا ہو گا"

"میرے لئے تمہیں میری قسم پلیز زراٹھ جاؤ ---

وہ مسلسل اس کی پیشانی پر ہاتھ پھیرے اسے جگانے کی کوشش
میں تھی آنسوں تیزی سے اس کے رخساروں پر بہہ رہے تھے
اسے آج پہلی بار زارون کو کھونے کا خوف شدت سے محسوس
ہو رہا تھا

ڈاکٹر کے بتائے گئے وقت کے مطابق اسے اب تک ہوش میں آ
جانا چاہیے تھا اماں سائیں بھی اسپتال پہنچ چکی تھیں ساتھ تمہینہ
بیگم اور زویا بھی موجود تھے سب باہر کھڑے زارون کے ہوش
میں آنے کا انتظار کر رہے تھے

زارون پلیز زمزماں تھیں کھول لو دیکھو تمہاری ایمان تمہارے"
"پاس ہے دیکھو تم مجھے اب غصہ دلار ہے ہو پلیز زماں جاؤ"

وہ تڑپ رہی تھی اسے جگانے کے لیے وہ خود بھی نہیں جانتی تھی
ایک ہی رات میں زارون اس کے لئے اتنا ضروری ہو جائے گا

اس کی نظر برابر میں لگی مشین پر گئی جہاں زارون کے دل کی
دھڑکنیں اچانک بڑھنے لگی تھیں

"!!! ڈاکٹر۔۔۔ ڈاکٹر"

وہ بھاگتی ہوئی باہر آئی جہاں ڈاکٹر صدیق صاحب کے ساتھ
کھڑے زارون کی حالت کے بارے میں بات کر رہے تھے
اچانک سے اس کی جانب متوجہ ہوئے اور اندر بھاگے سب کے
سب پر پیشان ہو گئے تھے اس دفعہ تہمینہ بیگم بھی دل سے اس کے
لیے پر پیشان تھیں

اوہ مائے گاڑ۔۔۔ نرس پلیز ززاد صر آئیں۔۔۔ میم آپ باہر"

"جائیں۔۔۔

ڈاکٹر نرس کے ساتھ زارون کی حالت کو پھانپتے ہوئے اسے چیک کرنے لگے تبھی انہوں نے ایمان کو باہر بھیجا وہ مجبور تھی وہ جانا نہیں چاہتی تھی مگر یہ ضروری تھا

ابھی دس منٹ ہی ہوئے تھے جب ڈاکٹر باہر آیا سب کے سب لپک کر اس کی جانب گئے سب سے آگے ایمان تھی "ڈاکٹر اب کیسے ہیں میرے شوہر کیا ہوا ہے انہیں ؟؟" اس کے آنسوں اب بھی بہہ رہے تھے

پریشان نہ ہوں وہ اب خطرے سے باہر ہیں شاید آپ سب کی " دعا نہیں قبول ہو چکی ہیں۔۔۔ کچھ ہی دیر میں ہم انہیں روم میں "شفٹ کر دیں گے پھر آپ لوگ ان سے مل لئے گا"

ڈاکٹر انہیں مسکراتے ہوئے کہہ کر چلے گئے جبکہ وہ لوگ سب خوش ہو کر ال مدپاک کا شکر ادا کر رہے تھے تبھی آگے بڑھ کر تہمینہ بیگم نے ایمان کے سر پر ہاتھ رکھا اور اسے دعا دی جس پر وہ جوا بآمسکرائی تھی

کچھ ہی دیر بعد زارون کو روم میں شفت کر دیا گیا تھا مگر وہ ٹھیک سے ہوش میں اب بھی نہ تھا کیونکہ دماغ پر چوت گھری تھی ڈاکٹر

کے کہنے کے مطابق وہ سب ایک ایک کر کے اسے ایک نظر دیکھے
کرو اپس آگئے تھے

وہ سب سے آخر میں دھیمے قدموں سے چلتی ہوئی اس کے پاس جا
بیٹھی جہاں وہ بے ہوشی کی حالت میں پڑا تھا ایمان نے اس کی
پیشانی پر اپنی نرم ملائم ہتھیلی رکھی جس کا لمس محسوس کرتے ہی
اس نے آنکھیں کھولنے کی کوشش کی مگر وہ یہ منظر دیکھنے پائی
کیونکہ وہ اس وقت سر جھکا کر دعائیں کرنے میں مصروف تھی

المسپاک تیر لاکھ شکر ہے تو نے مجھے میرے شوہر سے ملا"
دیا انہیں ایک نئی زندگی دی میں تیر اجتنا شکر ادا کروں کم
" ہو گا۔۔۔

البته وہ ٹھیک سے تو ہوش میں نہ تھا مگر اس کے یہ الفاظ وہ سن چکا
تھا وہ بڑی حیرت سے سامنے بیٹھی آنسوں بہاتی لڑکی کو دیکھنے لگا وہ
آج پہلے بار اس کے لئے تور ہی تھی یہ آنسوں اس کے محرم کے
نام کے ہی تو تھے

اگر زارون کو کچھ ہو جاتا تو میں کبھی خود کو معاف نہ کر پاتی یا"

"شاید---شاید میں جی ہے نہ پاتی---

اب وہ مکمل سرجھ کائے رونے میں مصروف تھی جب زارون
نے اپنا ہاتھ ایمان کے چہرے کی جانب بڑھایا جسے محسوس کرتے

ہوئے وہ آنکھیں کھولے اسے حیرت و خوشی کے ملے جلے
تاثرات لئے دیکھنے لگی جبکہ وہ بہت حیران تھا

"ایمان--- آپ--- آپ رو--- کیوں رہی ہو--- ؟؟"

ایمان نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھام جواب تک اس کے چہرے
کے قریب تھا وہ با مشکل دوائیوں کے نشے میں بس اتنا ہی کہہ سکا
تھا

زارون تم اٹھ گئے--- تم--- کیا تم واقعی ہوش میں"
آگئے--- ؟؟

وہ بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی جو با مشکل اپنی تھوڑی سی
آنکھیں کھولے اس کے آنسووں کو دیکھ رہا تھا زارون نے اس

کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑا کر اس کے چہرے پر بہتے آنسوؤں کی
طرف بڑھایا

ایمان آپ--- آپ نہ رویا کرو--- مجھے--- مجھے یہاں"
"تکلیف ہوتی ہے---

زارون کو اس حالت میں بھی اس کے آنسوں تکلیف دے رہے
تھے آخر کس قدر عشق میں پاگل انسان تھا وہ ایمان نم آنکھوں
سے اسے دیکھ رہی تھی جو اس حالت میں بھی اپنے ہاتھ کے پور
سے اس کے آنسوؤں کو صاف کر رہا تھا

زارون میں بہت ڈر گئی تھی--- مجھے ڈر تھا کہیں تم--- تم مجھ "سے دور نہ چلے جاؤ---

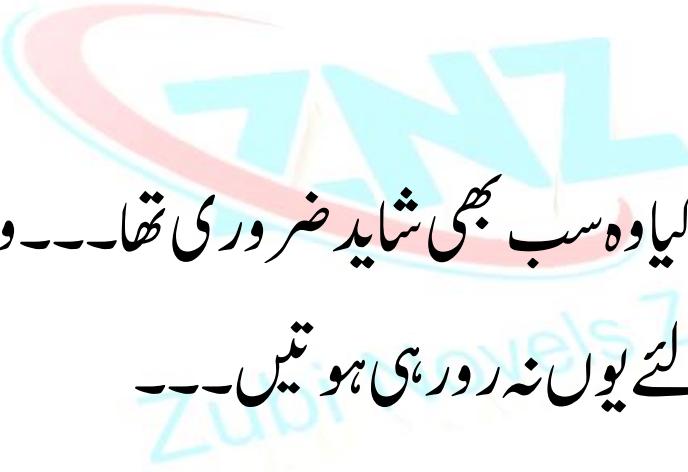
زارون کو یقین نہیں آ رہا تھا وہ اس کے لئے اتنی زیادہ پریشان ہو
سکتی تھی

"میں --- میں آپ کو چھوڑ کر بھلہ کہاں جا سکتا ہوں --- آپ"
"ہی میری کل کائنات ہو ---

اس کے چہرے پر بکھری زلفوں کو کان کے پچھے کرتا ہوا وہ اس کی
آنکھوں میں شدت سے دیکھنے لگا تھا جس پر وہ مسکرائی تھی

زارون میں سمجھ نہیں پائی تھی میں بہت غلط تھی میں نے"
ہمارے اس پاک رشتے کا مذاق بنایا تھا یہ مجھے اب پتا چلا ہے تم
میرے لئے میرا سب کچھ ہو کیا تم میری کی گئی تمام غلطیوں پر
"مجھے معاف کر دو گے ؟؟

اس نے زارون کا ہاتھ تھام کر اسے چو متے ہوئے کہا یہ پہلا بوسہ
تھا جس کی پہل ایمان نے کی تھی زارون اس کی آنکھوں میں
اپنے لئے فکر مندی دیکھ چکا تھا وہ محسوس کر چکا تھا وہ اسے قبول کر
چکی تھی



آپ نے جو کچھ کیا وہ سب بھی شاید ضروری تھا۔۔۔ ورنہ آج "آپ میرے لئے یوں نہ رورہی ہو تیں۔۔۔"

زارون نے دھمے لبھ میں کہا جس پر ایمان شرمندہ سی اسے
دیکھنے لگی

میں نے آپ کو کہا تھا مجھے اپنے پیار پر پورا بھروسہ ہے نہ ایک نہ"

ایک دن میرا یہ انتظار تمام ہو جائے گا اور مجھے آپ کا پیار حاصل ہو جائے گا دیکھیں آج وہ دن آہی گیا جس کا میں متظر تھا وہ عشق "مجھے مل چکا ہے"

زارون کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی جبکہ اس کی بات پر ایمان بھی مسکرانے لگی تھی



حویلی میں ہر طرف چهل پہل کاسماں تھا سب اپنے کاموں میں مصروف تھے پرانی حویلی کو ایک بار پھر سجادیا گیا تھا مہمان کی آمد شروع ہو چکی تھی

ہال میں ایک طرف بہت ساری لڑکیاں زویا کے آس پاس
بیٹھیں اس کی مہندی دیکھ رہی تھیں جبکہ باقی لڑکیاں پیچ میں گول
دارہ بنانے کرنے میں مصروف تھی جبکہ اس ہی ہال میں
دوسری طرف تخت پر اماں سائیں اور تہمینہ بیگم بیٹھے تالیاں بجا
رہے تھے



اففف زارون بتائیں کونسے والے ایسے نگز پہنوں؟؟ دیکھیں"

"یہ والے بھی سوٹ کر رہے ہیں اور یہ والے بھی۔۔۔
وہ جو اس وقت شیشے کے سامنے کھڑا اپنی شیر و انی ٹھیک کر رہا تھا
اس کی بات پر شیشے میں ہی پچھے کھڑی ایمان کو دیکھنے لگا

"جوز یادہ اچھے لگ رہے ہیں وہی پہن لو۔۔۔"

وہ مختصر سا کہہ کر ڈریسنگ ٹیبل کی جانب ہاتھ بڑھا کر پر فیوم کی بوتل اٹھائے لگانے لگا جس پر وہ جو کب سے ڈریسنگ کے سامنے ہاتھ میں بندے لئے کھڑی تھی اس کی جانب بیچارگی سے دیکھنے لگی

"اب دونوں ہی بہت اچھے ہیں نہ"

ایمان نے بچوں والی شکل بناتے ہوئے کہا جس پر زارون کے لب مسکرائے وہ اس کی جانب بڑھا اور دونوں ایسزرنگز کو دیکھنے لگا

"یہ والے زیادہ پیارے لگ رہے ہیں آپ پر یہ پہن لو"

زارون نے اس کی مشکل آسان کرتے ہوئے کہا جس پر متفق
ہو کروہ مسکراتے ہوئے پہننے لگی تب ہی زارون اس کے پچھے آ
کھڑا ہوا

واقعی بہت اچھے لگ رہے ہیں یہ مجھ پر --- خیر مجھ پر تو سب ہی"
"پچھا اچھا لگتا ہے
اس نے مغورانہ انداز میں بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے کہا جو
زارون کے چہرے پر جا ٹکرائے
بلکل صحیح کہا میری جان پر تو سب کچھ ہی بہت پیار الگتا ہے آخر"
"آپ ہو بھی تو اتنی پیاری

زارون اس کے کان میں سر گوشی کرنے لگا جس پر ایمان کے
لب مسکراتے

"دور ہٹیں یہ مذاق کا وقت نہیں ہے---"

اس نے جھنجھلاتے ہوئے اسے دور کیا

"میں مذاق کر بھی نہیں رہا میری جان"

زارون نے بھی اس کی جانب دیکھنے ہوئے چاہت سے چور لجھ
میں کہا جبکہ ایمان ایک نظر اسے دیکھ کر پھر اپنے چہرے پر میک
اپ کو آخری ٹھج دینے لگی

دیکھیں اب میں بلکل ریڈی ہو گئی ہوں سب آبھی گئے ہوں"
گے میں نیچے جا رہی ہوں آپ بھی آجانا---" ابھی وہ جانے کے

لیے مرٹی جب زارون نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا جس پر وہ
سوالیہ نظر وں سے اسے دیکھنے لگی

"نمم واقعی آپ ریڈی ہو مگر بس ایک چیز کی کمی ہے---"

زارون نے اسے سرتاپیر دیکھا
وہ سرخ رنگ کے خوبصورت لینگے میں سرخ ہی قمیض کے ساتھ
سرخ رنگ کے خوبصورت ڈوپٹے میں ضرورت سے زیادہ
پیاری لگ رہی تھی جبکہ ہاتھوں میں سرخ رنگ کی بھری بھری
چوڑیاں اور پنجی سرخ رنگ کی سینڈل اور بالوں کو آزاد کیا ہوا تھا

جبکہ زارون کی شیر وانی بھی سرخ رنگ کی تھی اس وجہ سے ان
کی میچنگ ہو رہی تھی

اگر گھرے پہن لئے جائیں تو شاید آپ اور بھی زیادہ پیاری لگو"

"گی

زارون کی بات پروہا سے دیکھنے لگی جب زارون نے ٹیبل پر رکھے
باکس میں سے خوبصورت پھولوں کے گھرے نکالے اور اس کی
نازک سی کلائی میں پہنانے لگا

"اویہ تو واقعی بہت خوبصورت لگ رہے ہیں"

زارون جو اسے حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہا تھا اس کی بات
پر مسکرا نے لگا تو وہ بھی بکش کر گئی

آج ان کی شادی کو پورے چار مہینے ہو چکے تھے ان دونوں کے پیش
 اب سب کچھ صحیح تھا آخر کار تہمینہ بیگم بھی اپنی حرکتوں سے باز آ
 چکی تھیں انہی کے کہنے پر زویا کے لئے لڑکا ڈھونڈا تھا جو اسے
 بلکل پسند نہ تھا مگر وہ تھا، ہی اتنا زبرد مزاج محبت والا کے زویامان گئی
 تھی وہ آج ان کی شادی تھی



ملک سلطان کو تو وہ اس، ہی دن ختم کر چکا تھا اور باقی کے دشمنوں
 سے بھی وہ نمٹ چکا تھا اب ان کے درمیان کوئی دشمن نہ تھا اب
 ان کی زندگی سکون اور محبتوں سے بھری ہوتی تھی



"اے وہ دیکھو زاروں بھائی اور ایمان بھا بھی آگئے"

لیلہ کی بات پر سب ان کی جانب متوجہ ہوئے جو ایک ساتھ آتے
بہت خوبصورت لگ رہی تھے زارون کے کہنے پر لیلہ نے ایمان
کو بھاپی کہنا شروع کیا تھا ورنہ وہ اسے اپنی ٹھپروالے رشته کے
مطابق آپی یا باجی کہا کرتی تھی

ماشاء اللہ اماں سائیں دیکھیں دونوں کتنے پیارے لگ رہیں ہیں " "نہ ساتھ
تمہینہ بیگم نے ہر زہر سے پاک لبھے میں بولا جس پر زیجنہ بیگم
مسکرائیں

صحیح کہہ رہی ہو بہو واقعی ان دونوں کی جوڑی بہت زیادہ بچتی " "ہے السپاک ان کو نظریں بد سے بجائے رکھے

"آمین"

اماں سائیں نے انہیں دعا دیتے ہوئے کہا جس پر پچھے سے آتے
صدیق صاحب نے آمین کہا

ارے بھئی لڑکیوں کیا اب بس یوں ہی ڈانس ہی کرتے رہنا ہے"
"یاد لہا بھائی کاویلکم بھی کرنا ہے
ایمان کی بات پر جہاں لڑکیاں چونگی وہیں سب مسکرا دیئے
"کیا مطلب کیا بارات آگئی؟؟؟"
زویا اچانک سے اچھل کر کھڑی ہوئی

"کیوں بھئی کیا نہیں آنی چاہیے تھی؟؟؟"

ایمان نے اس کے چہرے کے اڑتے ہوئے رنگ کو دیکھ کر
حیرت سے پوچھا

ابھی تو میری مہندی بھی نہیں سوکھی۔۔۔ بلاں کو مہندی کی"

"اسمیل بلکل بھی نہیں پسند وہ کیا سوچیں گے میرے بارے میں
وہ فکر مندی سے جو منہ میں آیا بولتی چلی گئی جس پر ایمان نے
بامشکل اپنی ہنسی دبائی

ویسے تو ان کے درمیان بہت لڑائیاں رہتی تھیں دونوں ایک
دوسرے سے بات تک نہیں کرتی تھیں مگر کیونکہ بلاں زویا کو
پسند کرنے لگا تھا اس لئے ایمان کی مدد سے اس نے زویا کو راضی

کروایا تھا اس لئے اکثر کبھی کبھی ان دونوں کے درمیان ہنسی

مذاق ہو جاتا کرتا تھا

وہ الگ بات تھی زویاں بھی اکثر اسے زارون کو چھین لینے کا
الزام دیتی تھی لیکن زارون کے سمجھانے پر ایمان اس کی ان بے
مقصد باتوں کو در گزر کر دیتی تھی کیونکہ اسے اپنے شوہر پر پورا
بھروسہ تھا وہ ہمیشہ سے صرف اس ہی کا تھا

اوہ تو یہ مسئلہ ہے ؟؟ لیکن بارات تواب باہر آگئی ہے انفیکٹ وہ " لوگ تو اندر آنے کے انتظار میں ہیں --- یعنی انہیں منع کرنا پڑے گا ویسے بڑے ہی کوئی عجیب و غریب شخصیت کے مالک ہیں بلال بھائی اب بھلمہ جب ان کو تم سے شادی کرنی ہی ہے تو

انہیں مہندی کی اسمیل برداشت کر لینی چاہیے کیوں

"لڑ کیوں؟؟؟"

ایمان نے ایک اسٹائل سے کمر پر ہاتھ باندھ کر کہا جس پر سب
ہنسنے لگے جبکہ سب لڑ کیوں نے کم آواز ہو کر بلکل کہا تھا

خیراً گرواقعی مسئلہ اتنا سنجیدہ ہے تو۔۔۔ چلیں زارون چل کر"
ہم انہیں منع کر دیتے ہیں کہ بھئی بعد میں آنا بھی مہندی نہیں
"سو کھی

ایمان کی بات پر زارون مسکرانے لگا جبکہ زویا بے یقینی سے اسے
دیکھنے لگی

ارے ارے رکو میرا وہ مطلب نہیں تھا۔۔۔ میں تو کہہ رہی " تھی کہ۔۔۔

وہ پریشانی والے تاثرات لئے بولنے ہی لگی تھی جب آدھے الفاظ
منہ میں ہی رہ گئے کیونکہ واقعی بارات باہر آچکی تھی ہر طرف
پٹاخوں کی آوازیں آرہی تھیں اور ڈھول نج رہے تھے

ہائے اللہ یعنی بارات سچی مجھی آگئی؟؟ افف زارون چلیں مجھے " بہت سارے پھول برسانے ہیں جلدی چلیں میں ان کا ویکم
"کروں گی

ایمان دانتوں کے درمیان انگلی دبائے عجلت سے بولی اس کے
اس انداز پر سب مسکرانے لگی جبکہ زارون کی مسکراہٹ مزید

گھری ہونے لگی تھی ابھی وہ کچھ سمجھتا جب وہ اس کا بازوں
پکڑے باہر کی جانب دوڑ لگائی تو سب کے ساتھ ساتھ زویا کا بھی
قہقهہ نکلا تھا



(چند سالوں بعد)

اور پھر وہ اپنے ایک بڑے سے گاؤں کا سردار بن گیا تھا اور پھر "اُس کی اس شہزادی سے شادی ہو گئی تھی اماں سائیں پانچ سال کے حارب کو کہانی سنانے میں مصروف تھیں جو اصل میں اس ہی کو والدین کی کہانی تھی

سچی داد و جان؟؟ پھر اس شہزادی نے شہزادے سے دوستی کر لی " یا وہ اب بھی ناراض تھی؟؟

حارب نے بہت پر بکھری معمومیت کے ساتھ نرمی سے پوچھا وہ
ویسے تو شرارتوں میں آگے سے آگے ہوتا تھا لیکن جب بھی وہ
اماں سائیں کے پاس ہوتا تھا پورا کا پورا زاروں لگتا تھا اور پھر سب
سے اہم بات اس کی آنکھیں بھی زاروں کی طرح تھیں

ہاں بلکل پھر ان دونوں کی دوستی بھی ہو گئی اور پھر اس ہی خوشی " میں ان کو والد پاک نے ایک بہت بہادر بیٹا دیا جانتے ہو اس کا نام
" بھی حارب ہے

وہ بڑی حیرت سے زلیخہ بیگم کے ساتھ پیٹھے کہانی سن رہا تھا

جبکہ وہ اوپر اپنے کمرے میں آرام کر رہی تھی اس کی طبیعت کافی
ٹائم سے ٹھیک نہیں تھی اور اس ہی کی فکر میں آج وہ بھی حویلی
سے باہر نہیں گیا تھا بلکہ ایمان کے برابر اس کا ہاتھ تھامے بیٹھا
اصل وجہ سمجھنے کی کوشش میں تھا

ایمان مجھے لگتا ہے ہمیں ایک بار آپ کا چیک اپ کروالینا"

"چاہیے

زارون نے اسے مشورہ دیتے ہوئے کہا

افف زارون میں کہہ رہی ہوں نہ ٹھیک ہوں میں آپ"

پریشان نہ ہوئیں اور جا کہ حارب کو دیکھیں وہ اماں سائیں کا جب

"سے دماغ کھایا جا رہا ہے

ایمان نے پیشانی مسلتے ہوئے کہا جس پر وہ مسکرا دیا

"میری جان وہ دماغ نہیں کھارہا ہماری داستان سن رہا ہے اور آپ"
"تو جانتی ہو جب تک وہ پایہ تکمیل تک نہ پہنچے سکون نہیں لے گا
زارون نے مزاج میں نرمی لئے کہا جس پر اس نے اثبات میں سر

ہلا کیا

اچھا اب چلیں آپ اپنی حالت ٹھیک کریں میں ڈاکٹر کو کال کر"
"دیتا ہوں وہ آجائیں گی آپ کا چیک اپ کرنے
زارون اس و بچوں کی طرح سمجھاتا ہوا اٹھ کر چلا گیا جبکہ وہ نفی
میں سر ہلائے مسکرا دی کیونکہ وہ جانتی تھی آخر وہ تمام بے صبرا
کیوں ہو رہا تھا

ڈاکٹر کے جاتے ہی ایمان نے زارون کو کمرے میں بلا یا جبکہ
زارون کامنہ عموماً بناء ہی ہوا تھا جس پر ایمان نے اپنی ہنسی کنڑوں
کی

زارون --- اچھا بس نہ جو ہوا سو ہوا میں پہلے بھی کہہ رہی تھی " "
پہلے سے سب کچھ نہ سوچیں حارب کا کوئی بھائی نہیں آنے
" والا ---"

ایمان نے اس کے اترے ہوئے چہرے کو دیکھ کر سنجدگی سے کہا
جس پر وہ بننا کچھ کہے اس کے پاس آبیٹھا

"زارون --- کیا ہوا اب منہ کیوں لٹکالیا آپ نے ؟؟؟"

ایمان کے اتنا پوچھنے پر اس نے نفی میں سر ہلا کیا جس کا مطلب تھا

"کچھ نہیں ہوا" ---

"اچھا سنیں نہ ---"

ایمان نے پھر سے اسے بڑے لاد سے مخاطب کیا جس پر وہ اسے

سنجدگی سے دیکھنے لگا

"وہ میں یہ کہہ رہی تھی کہ ---"

اس نے نوٹ کیا تھا اس کے بتائے جانے والی بات پر وہ کوئی خاص

تجسس کا مظاہرہ نہیں کر رہا تھا

"کہ حارب کا بھائی نہیں بلکہ بہن آنے والی ہے ---"

ایمان نے بلا آخر اصل بات کہہ ہی ڈالی تھی جس پر وہ حیرانگی اور

خوشی کے ملے جلے تاثرات لئے اسے دیکھ رہا تھا

زارون کو ایک اور اولاد کی خواہش تھی پھر چاہے بیٹا ہو یا بیٹی مگر
حارب اکثر چھوٹے بھائی کی خواہش رکھتا تھا آج ایمان نے خود
ڈاکٹر کو سچ بتانے سے منع کیا تھا وہ خود اسے سچ بتانا چاہتی تھی

"!!! ایمان یہ --- یہ آپ کیا کہہ رہی ہیں کیا واقعی ---"
وہ خوشی سے پھولے نہ سمارہ تھا وہ اسے اپنی باہوں میں لئے پیچ گیا
جبکہ ایمان نے اس کے گرد بائیں ڈال دیں تھیں آج ایک اور بار
وہ لوگ بے انتہا خود نظر آرہے تھے

"جی ہاں زارون ہماری دعائیں قبول ہو گئی ہیں"

بے ساختہ دونوں کی آنکھوں سے خوشی کے آنسوں چھلنے لگے

تھے

انہیں اللہ پاک پر کامل یقین تھا وہ ہمیشہ ہر نماز میں ایک دوسرے
کے لئے بہتری اور زندگی بھر کے سفر کی دعا کرتے تھے اور اس
لئے اللہ پاک نے انہیں ہر قسم کی رحمتوں سے نوازا تھا بے شک
میرا رب ہر جائز خواہش کی تعبیر کرنے والا ہے

ختم شدہ



! اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

<https://www.zubinovelszone.com>

آن لائن ویب سائٹ آپکو پیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری
پوسٹ کرو ادا چاہتے ہیں تو ابھی اسی میل کریں۔

ZUBINOVELSZONE@GMAIL.COM

آپ ہمارے فیس بک چج اور اسی میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں
وہ اسی پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لینک پر کلک کرے

<https://wa.me/923444499420>

<https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10>

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کا پی کرنے سے گریز کیا جائے۔

<https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone>
